ایک آنسو میں کربلا

ریحان اعظمی

ایک آنسو میں کربلا
ریحان اعظمی
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

ایک آنسو میں کربلا

ندیم سرور کے مشہور نوحہ جات کا مجموعہ
(سال ۲۰۰۰ء تک کے)

شاعر اہل بیت

ریحان اعظمی

ترتیب و تدوین

اے ایچ رضوی

ناشر

محفوظ بک ایجنسی — مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

نام کتاب: ________ ایک آنسو میں کربلا

شاعر: ________ ریحان اعظمی

ترتیب و تدوین: ________ اے ایچ رضوی

سن اشاعت اوّل: ________ جون ۱۹۹۹ء

سن اشاعت دوم: ________ مئی ۲۰۰۰ء

تعداد: ________ ۱۰۰۰

کمپوزنگ: ________ احمد گرافکس، کراچی

ناشر: ________ محفوظ بک ایجنسی، کراچی

ہدیہ: ________ ۱۲۵/-

مجلد ۱۵۰/-

★

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

انتساب

ہر لفظ میں عطائے درِ بوتراب ہے
اشکِ غمِ حسینؑ میرا انتساب ہے

گفتنی نا گفتنی

ارباب ادب اور محبان اہل بیت کی خدمت میں کچھ حقائق نہ چاہنے کے باوجود بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ وہ ابہام جو میری ذات سے متعلق لوگوں کے دل و دماغ میں بلاوجہ پیدا کر دیا گیا ہے۔ کسی حد تک اس کی صفائی ہو سکے۔

یوں تو میں نے نوحہ گوئی ۱۳ برس کی عمر سے شروع کی تھی۔ میں نے سب سے پہلے نوحہ مخمس کی شکل میں لکھا تھا۔ جس کا پہلا مصرعہ تھا۔

"کہاں ہو گلشن زہراؑ کے باغباں عباسؑ"

یہ اس وقت کی بات ہے۔ میں جس وقت لیاقت آباد نمبر ۳ میں رہتا تھا۔ یہ نوحہ لکھ کر میں نے اپنے والد مرحوم کو دکھایا انہوں نے کہا کہ اس کی اصلاح سبط حسن انجم صاحب سے کراؤ۔ سبط حسن انجم صاحب میرے والد کے دوست۔ اور کہیں دور سے رشتہ دار بھی ہیں میں یہ نوحہ لے کر ان کے پاس گیا۔ اور ان کی خدمت میں اپنے اشعار یہ کہتے ہوئے پیش کئے کہ یہ میں نے کہے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ پوری تحریر کو پڑھا۔ اور دو تین بار معنی خیز نظروں سے مجھے دیکھا۔ اور کہا جاؤ اپنے والد کو کہو۔ میں شام میں کسی وقت گھر آؤں گا۔

القصہ مختصر انجم صاحب میرے والد صاحب کے پاس آئے۔ اور فرمانے لگے اقبال صاحب اگر یہ نوحہ واقعی برخوردار کی ہی کاوش ہے۔ تو پھر تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری تربیت اور صحبت کا ثمر تمہیں ملنے والا ہے۔ ریحان میاں کی شکل میں آگے چل کر ایک خوبصورت انداز فکر رکھنے والا شاعر۔ صاحبان ادب کو میسر ہوگا۔

پھر یہ نوحہ میں نے انجمن تنظیم الحسینی کو دیا۔ جو کہ میرے بڑے بھائی سید آل رضا عرف جموں نے بنائی تھی۔ اس وقت اس میں جو صاحبان بیاض نوحہ خوانی کرتے تھے۔ وہ مسلک اہلسنت سے تعلق رکھتے تھے دو بھائی تھے، شریف اور شفیق ان کے ساتھ۔ میرے سب سے بڑے بھائی باقر رضا بھی معاون صاحب بیاض کی حیثیت سے نوحہ پڑھتے تھے۔ پھر بعد میں اس انجمن کے صاحب بیاض ناصر حسین زیدی ہو گئے جو کہ تادم تحریر موجود

ہیں۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے لوگوں نے یقین نہیں کیا۔

لہٰذا زیادہ حوصلہ افزائی نہ ہونے کی وجہ سے میں نے پھر نوحہ نہیں لکھا۔ البتہ گیت، غزلیں، نظمیں لکھنے لگا اور شاعری کا جنون اس حد تک سوار ہوا کہ میں رات دن کتابیں پڑھنے اور شعر لکھنے کے سوا کچھ بھی نہ کرتا۔ تنظیم الحسینی کا دفتر کیونکہ میرے گھر میں ہی تھا۔ لہٰذا محترم شاعر انیس پہرسری ناصر کو نوحہ دینے اکثر ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر میں ہی نوحوں کی طرزیں بنائی جاتیں۔ اور پریکٹس بھی وہیں ہوا کرتی تھی۔ میں ان تمام باتوں سے الگ تھلگ اپنے کمرے میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھا گیت غزلیں لکھا کرتا۔ یا پھر کوئی نہ کوئی کتاب زیر مطالعہ رہتی۔ انیس پہرسری صاحب نے مجھے دوبارہ نوحہ لکھنے پر آمادہ کیا اور میں نے ان کے کہنے پر دوبارہ نوحہ لکھنا شروع کر دیا ناصر زیدی کا وہ دور نوحہ خوانی۔ عروج کا دور تھا لہٰذا تھوڑے عرصے بعد میرے نوحے مشہور اور زبان زد خاص و عام ہو گئے۔ دوسری انجمنوں کے صاحبان بیاض نے مجھ سے نوحہ لینا چاہا۔ لیکن میں نے خود کو تنظیم الحسینی تک محدود کر لیا تھا۔

۱۹۸۶ء میں ندیم سرور کو میرے پاس انجمن رضائے حسینی کے ایک ممبر فرحت عباس لے کر آئے اور مجھ سے ملاقات کرائی۔ سرور نے مجھ سے نوحہ لکھنے کی فرمائش کی میں نے نہ معلوم کیوں اقرار کر لیا۔ اور ایک رات میں سرور کے ساتھ نیو کراچی سلیم سینٹر چلا گیا اور اس سال میں نے ان کو دو عدد نوحے لکھ کر دیئے۔

"ہائے عباسؑ، زینبؑ سکینہؑ" اور دوسرا ......"اک علیؑ کا لعل تھا اور اک علیؑ کی لاڈلی"

یہ دونوں نوحے کیسٹ میں آئے اور مقبول عام ہوئے اس کے بعد سرور نے مکمل طور پر مجھ پر اکتفا کر لیا۔ اور آج تک میری اور سرور کی ٹیم ماشاء اللہ مومنین اور ادبی ذوق رکھنے والے افراد کے لئے رثائی ادب کے گوہر۔ تحریراً آواز مہیا کرنے کی کوشش میں منہمک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج میری وجہ سے سرور اور سرور کی وجہ سے میں دنیا میں جہاں بھی اردو نوحہ سنا جاتا ہے۔ جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

یہاں ایک بات یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مجھ سے پہلے جو میرے بزرگ اور سینئر شعراء نوحہ لکھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھے اتنے زیادہ اور برق رفتاری سے لکھتا دیکھ

کر۔ یا تو میری حوصلہ افزائی کے لئے یا پھر کسی اور مجبوری کی وجہ سے لکھنا کم کر دیا۔ اور پھر کراچی کی اسی۸۰ فیصد انجمنوں کا بوجھ میرے قلم کے کاندھوں پر آپڑا۔ جس کو میں نے جناب سیدہؑ کی نوکری اور باب علم کی عطا سمجھ کر قبول کرلیا۔ چھوٹی انجمن ہو یا بڑی۔ ندیم سرور ہوں یا گلی میں کھیلتا ہوا بچہ۔ جس نے کہا نوحہ لکھ دو میں نے بغیر کسی تمہید کے نوحہ لکھ دیا۔ اور آج تک میرا یہ عمل جاری ہے۔ اور میرا اعلان بھی یہی ہے کہ میرے پاس میرا بدترین دشمن بھی اگر نوحہ مانگنے آئے گا میں انکار نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مولا نے میرے کلام کو عزت بخشی ہوئی ہے۔ اور ہر نوحہ خواں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ میرا لکھا ہوا نوحہ پڑھے۔

جہاں مجھے نوحہ گوئی پر انیس پھہرسری صاحب نے آمادہ کیا وہاں میرے بچپن کے بہت ہی عزیز ترین دوست پروفیسر سبط جعفر نے بہت سنوارا۔ ہم عمر ہونے کے باوجود وہ مجھ سے کہیں زیادہ شعور اور شاعری کے علم سے واقفیت رکھتے ہیں میں نے سبط جعفر سے بہت سیکھا ہے اور آج بھی مشورہ کرتا ہوں۔ لیکن باقاعدہ شاگردی امید فاضلی کی اختیار کی اور آج بھی ان کو اپنا استاد تسلیم کرتا ہوں۔

مولا نے مجھے اس کم عمری میں جو عزت وشہرت عطا کی۔ اس کو دیکھ کر کچھ حاسدوں نے میرے خلاف رفتہ رفتہ ایک محاذ بنانا شروع کر دیا۔ اور میرے قابل احترام اور سینئر شعراء کے دل میں میری طرف سے بدگمانی پیدا کرنا شروع کر دی۔ محشر لکھنوی صاحب میرے محترم ہیں۔ میں کبھی ان سے گستاخی کا تصور بھی نہیں کرسکتا (شعر وسخن کے شعبے میں) لوگوں نے ان کے دل میں میری طرف سے بدگمانی پیدا کی۔ اور میرے دل میں ان کی طرف سے برائی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میرا خون گندا نہیں تھا میں نے کبھی بدتمیزی نہیں کی اور حاسدوں کو شکست ہوئی۔

یہاں ایک بات جو نہایت افسوسناک ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ صاحبان بیاض جن کے لئے میں نے اپنا آرام اپنا گھر اپنے بچوں اور بیوی کو تج کر انہیں شہر میں متعارف کرایا۔ انہوں نے میری محنت خلوص اور محبت کا صلہ گالیوں اور بدنامی کے سوا کچھ نہیں دیا میں غازی علمدار کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی کسی انجمن سے کسی صاحب بیاض سے نوحے کے عوض معاوضے کے طور پر ایک پیسہ کبھی طلب نہیں کیا۔ اور نہ کبھی طلب کروں گا جبکہ صاحبان بیاض ایسے بھی ہیں۔ جو آج ایک کیسٹ کا ڈیڑھ دو لاکھ روپیہ وصول کرتے

ہیں قوم کا حال یہ ہے کہ وہ مجھ سے ہمیشہ نوحے کی کتاب کی ڈیمانڈ تو کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی سے اس سلسلے میں سو روپے کی امداد طلب کرو تو سو بہانے بنا کر معذرت کرلی۔

لیکن آج اس زیر نظر کتاب ''ایک آنسو میں کربلا'' کی اشاعت میں محترم مولانا حسن ظفر نقوی کی ذاتی کاوشوں کا بڑا دخل ہے۔ شاید اگر یہ میرا ساتھ نہ دیتے تو یہ کتاب معرض وجود میں نہ آتی۔ یہاں ایک نام ایسا ہے اگر میں نے وہ نہیں لیا تو یہ بہت بڑی بددیانتی ہوگی وہ نام ہے انجمن عزائے حسین کے روح رواں حامد رضا اور ان کے چھوٹے بھائی ظفر حسین کا ان دونوں حضرات کی وجہ سے نوے فیصد نوحے لکھے گئے۔ کیونکہ میں نے جتنے بھی نوحے لکھے وہ انہی کے دولت خانے پر بیٹھ کر لکھے۔ برسوں سے میں ان کے گھر پر بیٹھ کر ساری ساری رات اور سارا سارا دن دس دس بیس بیس افراد کے ساتھ بیٹھتا نوحہ لکھتا رہا ہوں۔ یہ لوگ کوئی جاگیردار سرمایہ دار یا مل مالک نہیں ہیں۔ لیکن جس قدر خدمت انہوں نے اور ان کے گھر کی مستورات نے آنے والے صاحبان بیاض کی اور میری کی ہے۔ اس کا صلہ ان کو شہزادی کونین ہی دے سکتی ہیں۔ اس کے بعد میرے چند قریبی احباب جن کی رفاقت پر مجھے ناز ہے۔ ان میں اسد آغا صاحب بیاض، ظفر الایمان قدیم، عارف رضا عرف دادو، انجمن رضائے حسینی کی حوصلہ افزائی شامل ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں ایک عظیم ہستی۔ جو علمیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے صرف نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی۔ بلکہ اپنے تعاون کا بھرپور یقین دلایا جس کی وجہ سے یہ کتاب منظر عام پر آئی۔ دعا کریں کہ مولا مجھے اس عمل خیر کی مزید توفیق عطا کرے اور میرے قلم میں اور طاقت پیدا ہو۔ دعا کی بات پر یاد آیا کہ اپنی ماں سیدہ رشیدہ عابدی کے ذکر سے غافل ہوگیا تھا۔ یہ ان کی دعاؤں کا ہی اثر ہے جو انہوں نے مجھے ساتھ لے جا کر کئی مرتبہ کربلائے معلیٰ شام اور ایران میں۔ تمام مقامات مقدسہ پر گڑگڑا کر اور رو رو کر میرے لئے وسعت علم کی دعا کی ہے۔ اور مجھے اپنے بچوں سے کسی طرح بھی کم نہیں سمجھا۔ ان کا قرض میں جان دے کر بھی نہیں اتار سکتا۔ خدا میری سگی ماں کنیز کبریٰ اور میری تربیت کرنے والی ماں سیدہ رشیدہ عابدی کا سایہ میرے سر پر بطفیل قائم آل محمد قائم رکھے۔

احقر العباد ریحان اعظمی

ریحان اعظمی!

مقبول ترین عوامی شاعر اہل بیتؑ

سید سبطِ جعفر

مقبول ترین عوامی نوحوں کے خالق۔ ریحان اعظمی نہ صرف نوجوانوں بلکہ اپنے ہم عصر ہر عُمر کے شعراء اہل بیتؑ میں ممتاز و منفرد مقام کے حامل ادیب و شاعر اور صحافی ہیں۔ جو ادائیگی اور عزاداری کے تقدس میں عوامی اُمنگوں اور عصری تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔

میں نے اتنا تیز اور اتنا زیادہ کلام کہنے والا شاعر نہ دیکھا نہ سنا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ انہیں شعر گوئی کے لئے کسی خلوت، تخلیہ، تنہائی، سکون، خاموشی حتیٰ کہ سنجیدگی اور روشنی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی! اور اکثر کلام اور زود گوئی کے باوجود بھی غلطیوں کا تناسب بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور تھوڑی بہت اغلاط کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کا کلام اگرچہ پاک ہے مگر کلام پاک تو نہیں ہے قرآن و حدیث تو نہیں ہے۔

بہر حال انکا سفر اور فتوحات کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کرے کہ یہ اسی طرح مصروف و معروف رہیں۔ والسلام خیر اندیش و محتاج دعا۔

سید سبط جعفر

علماء کرام اور شعراء عظّام کے گراں قدر تاثرات

علامہ طالب جوہری

پہلے اس بات پر حیران ہوتا تھا کہ ہر نوحہ خواں ریحان اعظمی کا کہا نوحہ کیوں پڑھتا ہے اور ریحان اعظمی کے پاس اتنا وقت کہاں سے میسر ہے کہ وہ تمام نوحہ خوانوں کی ڈیمانڈ پوری کرتے ہیں لیکن جب میں ریحان کو نجف اشرف میں باب علم کے روضے پر علم کی خیرات مانگتے دیکھا تو میرے سوال کا جواب مجھے خود مل گیا اور میں نے ریحان سے وہیں پر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ خزانہ تمہیں کہاں سے ملتا ہے؟ ریحان اعظمی کے نوحوں اور سلاموں کو میں ذاتی طور پر بھی پسند کرتا ہوں۔

پروفیسر کرار حسین

ریحان اعظمی اپنی عمر کے اعتبار سے صنف نوحہ گوئی میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ جس بارگاہ میں یہ نوحے ہدیہ کرتے ہیں وہاں ان کا رثائی کلام قبولیت کی سند حاصل کرے اور درِ علم سے ان کو جھولی بھر بھر کے علم کے موتی ملتے رہیں۔

علامہ سید عرفان حیدر عابدی

برادر خورد ریحان اعظمی نے اپنے نوحوں سے بین الاقوامی شہرت حاصل کی ہے یہ ان کی لگن اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے ریحان کی شاعری برصغیر میں الیکٹرانک میڈیا سے سنی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی نواسہ رسول سے محبت کرنے والے لوگ موجود ہیں وہ ریحان کے نام سے پوری طرح آشنا ہیں اور ان سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں۔

امید فاضلی

صنف نوحہ گوئی ایک مشکل صنف سخن ہے اس میں شاعر کو اپنا پتہ پانی کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر وہ کسی کی آنکھ سے آنسو اور دل سے آہ نکلوا سکتا ہے ریحان اعظمی نے مسلسل ریاضت اور عرق ریزی کے بعد صنف نوحہ نگاری میں نہ صرف اپنے ہم عصروں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے بلکہ اپنے بہت سارے کہنہ مشق نوحہ گو شعراء سے بھی آگے نکل گئے ہیں میں دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ ان کو غرور کے عفریت سے دور رکھے۔

پروفیسر حسن عسکری فاطمی

ریحان اعظمی نے ریحان رسالت کے حضور جو نذرانہ عقیدت اپنے قلم سے پیش کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے میں ان کو ایک خطاب اور ایک اعزاز دینا چاہتا ہوں اور میری اس بات سے تمام عزادار امام مظلوم ضرور متفق ہوں گے۔ ریحان اعظمی کو ریحان عزا کا خطاب دیتا ہوں کہ یہی حقیقت ہے اور یہی اس نوجوان کا حق ہے۔

سیدہ رشیدہ عابدی نظام

ریحان اعظمی میرے بیٹوں کی طرح مجھے عزیز ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ شہر میں ایک معروف حیثیت کا نوجوان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے کبھی اپنے قلم کا سودا نہیں کیا۔ اس نے کبھی اپنے قلم کو رسوا نہیں ہونے دیا۔ اس کا قلم جب بھی چلا ہے کار خیر اور خدمت عزا کے لئے چلا ہے۔ ریحان اعظمی جب بھی میرے ساتھ کربلائے معلیٰ نجف اشرف ایران و شام کی زیارت پر گیا ہے۔ میں نے اس کو سوائے خیرات علم مانگنے کے کسی دوسری چیز کی خواہش کرتے نہیں دیکھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نوحہ نگاری کی دنیا کا وہ آج واحد شہ سوار ہے۔

ناصر حسین زیدی (نوحہ خواں)

ریحان اعظمی جنہیں میں ریحان بھائی کہتا ہوں اب وہ اس مقام پر ہیں کہ ہر نوحہ

خواں ان کا کلام پڑھنے کی تمنا کرتا ہے اور اپنی شہرت کو ریحان اعظمی کے کلام سے منسلک سمجھتا ہے۔

ندیم سرور

میں یہ بات اکثر کہتا ہوں کہ جب تک شہزادی کونینؑ مادر حسنینؑ نے ریحان اعظمی کے حصے میں شہرت اور ان کے لفظ میں عزت رکھ دی ہے اس وقت تک ریحان اعظمی سے سلطنت نوحہ گوئی کی فرماں روائی کوئی نہیں چھین سکتا اور اب تو یہ حالت ہے کہ لوگ مجھ سے علاوہ ریحان اعظمی کے کسی دوسرے کا کلام سننا ہی نہیں چاہتے میری آواز اور ریحان کا کلام ایک جسم دو قالب کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور شاید میں اب کسی دوسرے کا کلام پڑھ کر خود بھی مطمئن نہیں ہو سکتا ہوں۔

انیس پہرسری

ریحان اعظمی جتنا اچھا شاعر ہے اس سے کہیں زیادہ وہ برخوردار بھی ہے اس وقت ریحان اعظمی کے کاسہ حیات میں جتنی عزت و شہرت موجود ہے بہت سارے لوگوں کو عمر بھر کی ریاضت کے بعد بھی نصیب نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ ریحان سے حسد کرنے والوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے لیکن جس پر اہل بیت کا کرم ہوا اس سے حسد کرنے والا اپنی آگ میں کود جلنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا ریحان کے کلام کی پختگی اور فکری بالیدگی اس کے ہم عصروں کو محنت اور لگن کا درس دینے کے لئے کافی ہے۔

سرفراز ابد

مرحوم روشن لکھنوی نے ریحان اعظمی کے بارے میں کیا سچی بات کہی تھی کہ ریحان سب سے جھک کر ملتا ہے اور سر پر چڑھ کر شاعری کرتا ہے میں ریحان اعظمی کا دوست ہونے کے ناطے اس کی شہرت کو اپنے لئے بھی باعث فخر سمجھتا ہوں ریحان نے صنف نوحہ نگاری کو ایک نئی تازگی عطا کی ہے۔

مولانا سید حسن ظفر نقوی

نوحہ گوئی کی سلطنت میں گزشتہ ایک عشرے سے قابض ایک شخص کے بارے میں لکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میرا بس چلتا تو میں اس شخص پر مقدمہ دائر کر دیتا، اس جرم میں کہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے کہ آخر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اشعار کی گنگا اس بے دردی سے بہاتا چلا جائے کہ یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فی نفس ایک مصرع کے حساب سے لکھا رہا ہو۔

لیکن ریحان اعظمی پر مقدمہ قائم کرنے کی حسرت میرے دل میں مچلتی رہے گی اور کبھی عملی صورت اختیار نہ کرسکے گی کیونکہ جب سے میری اس ظالم شخص سے ملاقات ہوئی ہے، میں خود حیران ہوں کہ کیا کوئی کمپیوٹر اس کے دماغ میں نصب ہے جو کھٹا کھٹ چلتا رہتا ہے۔ کوئی موضوع ہو، کوئی عنوان ہو، کسی کی شان میں ہو، کیسا ہی ماحول ہو، ریحان کو اشعار کہنے کے لئے مہلت درکار نہیں ہوتی۔ اب میں شاعری کے تمام اسرار و رموز سے تو آشنا نہیں ہوں کہ بعض ان افراد کے اعتراضات کا جواب دے سکوں جو ریحان پر تکنیکی غلطیوں کے الزامات لگاتے ہیں۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ ریحان قوم کے ۹۰ فیصد افراد کی ترجمانی کرتا ہے۔ بقول شمسی بھائی کے کہ اگر ریحان کو نکال دیا جائے تو ۱۰ فیصد ہی بچے گا۔ خدا اس خوشبو کے سفر کو عالم کے ہر کونے تک طویل کر دے۔

سید قیصر حسین قیصر مشہدی

ایک قلم، ایک آواز۔ لفظ وصورت ان دونوں کے حسین امتزاج نے جو عزت و شہرت پائی۔ وہ برسوں ادب کی سنگلاخ وادیوں کی خاک چھاننے اور آواز کا زیر و بم سیکھنے کے باوجود نصیب نہیں ہوتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ''ریحان و ندیم'' لازم و ملزوم ہوگئے ہیں۔ جس عقیدت و مودّت کے ساتھ بھائی ریحان اعظمی نے ذواتِ مقدسہ کے حضور نوحہ و سلام پیش کیے۔ اسی طرح ندیم سرور نے اپنے پُر درد لحن اور پُر اثر ادائیگی سے لفظوں کو حیاتِ دوامی بخش دی۔ خداوند تعالیٰ پنجتن پاک کے صدقے میں ان دونوں کو سلامت رکھے تاکہ دنیا کے گوشے گوشے میں حسینی پیغام پہنچتا رہے۔

فہرست نوحہ جات

ندیم سرور (آڈیو کیسٹ) سال 1998 کے نوحہ جات

ایک آنسو میں کربلا

دختر شاہ لافتی! زینبؑ
بانیٔ مجلس عزا! زینبؑ

تجھ کو کہتے ہیں ثانی زہراؑ
چاہئے اور تجھ کو کیا؟ زینبؑ

بعد زہراؑ کے میں سمجھتا ہوں
ہے تو ہی اشرف النساء زینبؑ

نام شبیرؑ! اور آپ کا نام
کیسے لکھوں جدا جدا زینبؑ

تو نے رکھ دی سمیٹ کر کیسے
ایک آنسو! میں کربلا! زینبؑ

کربلا ! علقمہ میں بہہ جاتی
گر نہ ہوتی تیری ردا ! زینبؑ

لے لیا انتقام بھائی کا
کہتی ہے مجلس عزا زینبؑ

سید ساجدینؑ کو تو نے
ہر قدم بخشا حوصلہ زینبؑ

حُر علیہ السلام کیسے ہوا
بس تیرے در پہ آ گیا زینبؑ

جس کی لو کرتی ہے حسینؑ حسینؑ
دل میں روشن ہے وہ دِیا زینبؑ

ہو کرم کی نظر ریحانؔ پہ بھی
ہے عزا دار آپ کا زینبؑ

اللہ اکبر

(ندیم سرور)

سب نے یہی کہا ہے، اللہ بہت بڑا ہے
قرآن میں لکھا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

یہ مہر و ماہ و انجم، دریاؤں میں تلاطم
چلتی ہوئی ہوائیں، آواز کا ترنم
خوش رنگ طائروں کا، پھیلا ہوا تبسم
ترتیب وار غنچے، ایسے کہ رشکِ انجم
یہ کُن کا معجزہ ہے، اللہ بہت بڑا ہے

مٹی کے پیکروں میں، تحریک ڈالتا ہے
سوئے فلک زمین سے، تارے اچھالتا ہے
پاتال سے جواہر، وہ ہی نکالتا ہے
پروردگار! وہ ہے، دنیا کو پالتا ہے
ہر حد سے ماورا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

عقل و شعور و دانش، علم و یقیں کا محور
سمٹے تو ایک قطرہ، پھیلے تو وہ سمندر
شہ رگ سے بھی قریں ہے، فہم و خرد سے باہر
خوں بن کے دوڑتا ہے، قلب و جگر کے اندر
ہر دل کی یہ صدا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

کونین میں عیاں ہے، یارب جو نور تیرا
ہے تاب کس نظر میں، دیکھے ظہور تیرا
تسبیح خواں ہم کیا، ہے کوہ طور تیرا
جس کو بھی مل گیا ہے، مولا شعور تیرا
وہ مصطفیٰؐ ہوا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

تو باکمال جیسا، ویسے تیرے پیمبرؐ
سب تیرے مدح خواں ہیں، سب ہی تیرے ثناگر
کیا بادشاہ و قدسی، کیا مفلس و گداگر
ان ساری ہستیوں میں، وہ آمنہ کا دلبرؐ
وہ بھی تو لب کشا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

قوسین کی تھی منزل، حیران انبیاء تھے
جبریلؑ رک گئے تھے، اک مرحلے پہ آکے
رستے بنائے تو نے، پردے ہٹا ہٹا کے
معراج پر محمدؐ، پہنچے تیری رضا سے
اک شور گونجتا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

جیسے ہی گفتگو کی، اللہ نے نبیؐ سے
بولے نبیؐ یہ لہجہ، مربوط ہے علیؑ سے
حیران ہوئے محمدؐ، اس لہجہ خفی سے
کیا گفتگو ہے میری، اللہ کے ولی سے
یہ راز غیب کا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

اللہ کی بڑائی، یوں تو سبھی نے کی ہے
لیکن جو کربلا کی، تاریخ بولتی ہے
نوک سناں سے رب کی، توصیف ہوچکی ہے
تکبیر زیر خنجر، شبیرؑ نے کہی ہے
مظلوم کی صدا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

کس نے کیا ہے سجدہ، خنجر تلے جہاں میں
کانٹے پڑے ہوئے تھے، جب پیاس سے زباں
جب آگ لگ رہی تھی، زہراؑ کے گلستاں میں
چھپ چھپ کے چاند تارے، روتے تھے آسماں میں
مولا نے تب کہا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

کیا نفس مطمئنہ، سجادؑ نے تھا پایا
اک اک ستم پہ جس نے، سجدے میں سرجھکایا
طوق گراں پہن کر، شکوہ نہ لب پہ لایا
کنبے کو اپنے لے کر، تاشام تھا جو آیا
ہر گام پر کہا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

سینے پہ برچھی کھا کے، اکبرؑ نے یہ صدا دی
یہ آخری ہے منزل، خوشنودی خدا کی
خاک شفا بنادی، کرب و بلا کی مٹی
بولے ریحاںؔ و سرورؔ، تاریخ کربلا بھی
مولا نے سچ کہا ہے، اللہ بہت بڑا ہے

رحمان (ندیم سرور)

تو ہے بڑا رحمان مولا تو بڑا رحمان

احسان ہم پہ ہے تیرا اے رب ذوالجلال
امت میں اس کی پیدا کیا جو ہے بے مثال
دختر بتولؑ جس کی حسنؑ اور حسینؑ لعل
لحمک لحمی جس کا علیؑ جیسا باکمال
قرآن، و اہل بیت کو تو نے کیا یکجان
تو ہے بڑا رحمان ہے

آدمؑ سے تابہ مہدیؑ آخر تیری عطا
تیرے کرم کے بار تلے سارے انبیاء
موسیٰؑ کے حق میں نیل میں رستہ بنا دیا
مصلوب ہو کے عیسیٰؑ کے لب پر تھی یہ صدا
ہر دل میں تو مکین ہے کہنے کو لامکاں
تو ہے بڑا رحمان ہے

معراج پر گئے جو رسولؐ فلک جناب
معبود و عبد میں نہ رہا جب کوئی حجاب
اللہ نے نبی سے کیا اس گھڑی خطاب
درکار کیا ہے تم کو مجھے چاہئے جواب

بولے رسولؐ بخش دے امت کو دے امان
تو ہے بڑا رحمان ہے

رب نے کہا ادا کرو حق پیمبری
جس وقت آئے راہ میں منزل غدیر کی
تکمیل دین کرنا ہے اس وقت اے نبی
میدان خم میں اس طرح مولا بنے علیؑ
اکملت لکم دین کا پیدا ہوا سامان
تو ہے بڑا رحمان ہے

محبوب پنجتن کو بہت رکھتا ہے خدا
مکتب حسنؑ حسینؑ کا، یہ گھر بنا رہا
مسند نبیؐ کی اس میں مصلّیٰ علیؑ کا تھا
چوکھٹ پہ جس کی رہتا ہے جبرئیلؑ سا دربان
تو ہے بڑا رحمان ہے

اس گھر کا فرد فرد خدا سے تھا ہمکلام
سجدے میں سر حسینؑ کا لب پہ خدا کا نام
خنجر تلے خدا سے یہ کہتے رہے امام
سر تیری نذر کرتا ہوں گھر دے چکا تمام
آتا ہوں تیری سمت میں دیتا ہوا اذان
تو ہے بڑا رحمان ہے

اکبرؑ نثار کر دیا، اصغرؑ بھی دے دیا
عباسؑ اور قاسمؑ و حرؑ کو بھی رو چکا

زینبؑ کے دونوں بچوں کو صحرا میں کھو چکا
اب دست ظلم چادرِ زینبؑ تک آگیا
لے دیکھ لے حسینؑ کے چہرے کا اطمینان
تو ہے بڑا رحمان ہے

خیموں سے آگ، آگ سے اٹھتا ہوا دھواں
ننھا سا ایک جھولا ہے شعلوں کے درمیاں
دامن جلا سکینہؑ کا کیسے بجھائے ماںؑ
باندھی گئیں ہیں ہاتھوں میں زینبؑ کے ریسماں
اجڑا ہوا ہے قافلۂ سجادؑ ساربان
تو ہے بڑا رحمان ہے

آئی صدا حسینؑ کی اے قادر و قدیر
بیٹی علیؑ کی میری بہن ہوگئی اسیر
بے دست میرا بھائی ہے تو سب کا دستگیر
کوفے کی شاہ زادیاں کیسی ہوئیں فقیر
پھر بھی میں نوک نیزا پہ دیتا ہوں یہ بیان
تو ہے بڑا رحمان ہے

حمد خدا ہے نعت نبیؐ ذکر پنجتنؑ
اس کے سوا تو کچھ بھی نہیں ہے میرا سخن
یاد حسینؑ ہے میرا سرمایہ محسن
ہے کربلا کی خاک سے آسودہ جو بدن
کیسے فشار قبر ہو پھر سرور و ریحان
تو ہے بڑا رحمان

آڈیو کیسٹ 2000 کے نوحہ جات

دُعائے توسّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيۡكَ
نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحۡمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيۡهِ وَ اٰلِهٖ يَا اَبَا الۡقَاسِمِ يَا رَسُوۡلَ
اللّٰهِ يَا اِمَامَ الرَّحۡمَةِ يَا سَيِّدَنَا وَمَوۡلٰنَا
اِنَّا تَوَجَّهۡنَا وَاسۡتَشۡفَعۡنَا وَتَوَسَّلۡنَا بِكَ
اِلَى اللّٰهِ وَقَدَّمۡنَاكَ بَيۡنَ يَدَیۡ حَاجَاتِنَا

يَا وَجِيۡهًا عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

(ندیم سرور)

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

بار الٰہا! بن کے سوالی، تیرے حضور
دامن میں اپنے لائے ہیں، بے انتہا قصور
لیکن ہمارے سینوں پہ، ماتم کا دیکھ نور
اپنے نبی کے صدقے میں، بخشے گا تو ضرور

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

مولا علیؑ کا ربِ جہاں، تجھ کو واسطہ
یارب! برائے فاطمہؑ، صدیقہ طاہرہ

دے علم اور رزق کا، ساغر بھرا ہوا
ٹوٹے نہ نعمتوں کا، میرے گھر سے سلسلہ

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

مالک! تجھے امام حسنؑ کا ہے واسطہ
جس کے لہو سے، کرب و بلا کی ہے ابتدا
ہاں اُس امام امن کے، صدقے میں کبریا
اس ملک میں ہو، امن کا پرچم کھلا ہوا

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

اب! واسطہ حسین علیہ السلام کا
پروردگار! صبر شہہِ تشنہ کام کا
جس کے لبوں پہ وِرد تھا، تیرے ہی نام کا
خنجر تلے جو قاری تھا، تیرے کلام کا

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

یارب! تو میری ہستی کو ایسا سنوار دے
تو! اپنی رحمتوں سے میرا گھر نکھار دے
سجادؑ کا تو صدقہ اے پروردگار دے
بیمار کو شفاء دے مکمل قرار دے

يَا وَجِيۡهاً عِنۡدَ اللّٰهِ اشۡفَعۡ لَنَا عِنۡدَ اللّٰهِ

مالک! امام باقرؑ و جعفرؑ کا واسطہ
مجلس میں، میں حسینؑ کی کرتا ہوں یہ دعا
دونوں کا واسطہ، تجھے دیتا ہوں اے خدا
مقروض جو ہیں، غیب سے کر ان کا قرض ادا

یَا وَجِیْهاً عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

یارب برائے موسیٰ کاظمؑ علی رضاؑ
مشہد میں اور نجف میں جو ہیں قبلۂ دُعا
تو اِن کے واسطے سے وہ اولاد کر عطا
ماں باپ جس سے شاد ہوں جن کی ہو یہ صدا

یَا وَجِیْهاً عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

یارب! برائے مولا نقیؑ، تقویٰ و تقیؑ
دے جذبۂ جہاد بصد، شانِ عسکریؑ
مہدیؑ کا بھی ظہور، دکھا دے اِسی صدی
تیرے حضور میری دعا، ہے یہ آخری

یَا وَجِیْهاً عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

ہم تیری بارگاہ میں، اے رب کردگار
روئے ہیں جو دعائے توسّل میں زار زار
سن لے صدائے سرور و ریحان ایک بار
ہم کو امام عصرؑ کے لشکر میں کر شمار

یَا وَجِیْهاً عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

سلام! نانا کے روضے، سلام! ماں کے مزار

(ندیم سرور)

چلا میں وعدہ نبھانے، سلام! ماںؑ کے مزار
سلام! نانا کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

میں تیرا دین بچاؤں گا، اے میرے ناناؐ
میں اپنا خون بہاؤں گا، اے میرے ناناؐ
حسینؑ جاتا ہے مرنے
سلام ماںؑ کے مزار
سلام! نانا کے روضے، سلام! ماں کے مزار

میری شریک سفر، بن کے ساتھ چل اماںؑ
سفر پہ جاتا ہوں، کپڑے میرے بدل اماںؑ
لباسِ خُلد سجا دے، بدن پہ پھر ایک بار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار
دُعا کرو کوئی سرپہ، ردا نہ ہو اماںؑ
نمازِ شوقِ شہادت، قضا نہ ہو اماںؑ
نہ آئے میرے چمن پہ، ستم کی گرد و غبار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار
دیئے جلانے کو نانا، تمہارے روضے پہ
ضرور آئے گی صغراؑ، ہر اک شام و سحر

خدا کرے رہے روشن، صدا تمہارا مزار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

تمہارے جیسا ہے نانا، یہ میرا لال اکبرؑ
دُعا کرو نہ لگے، اِس کو آسماں کی نظر
لٹے نہ دور وطن سے، ہمارے دل کا قرار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

تمام پھول سے بچے ہیں، اور گرم ہوا
ہمارے خون کی پیاسی ہے، فوجِ ظلم جفا
سفر میں کوئی شجر بھی، نہیں ہے سایہ دار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

ہاں اک پھول تو ایسا ہے، جو کھلا بھی نہیں
نہ پائے پانی تو کرسکتا، وہ گِلہ بھی نہیں
وہ جس کے دہن سے آتی، ہے دودھ کی مہکار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

میری سکینہؑ کہاں، اور حسنؑ کے بند کہاں
زمینِ گرم پہ چلنا، اُسے پسند کہاں
قدم وہ پھول سے نازک، وہ راستے پُرخار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

یہی ہے سرور و ریحان، زندگی کا شرف
کبھی زیارتِ کرب و بلا، کبھی ہے نجف
انہی فضاؤں میں آتی، ہے شاہِ دیں کی پکار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

چلا میں وعدہ نبھانے سلام! ماںؑ کے مزار
سلام! ناناؐ کے روضے، سلام! ماںؑ کے مزار

آؤ علم کے سائے میں آؤ

(ندیم سرور)

یہ تیری دنیا، یہ دنیا داری انسانیت ہے، بے چین ساری
انجانے خدشے، یہ بے قراری سب کچھ ہے پھر بھی، سب سے بیزاری
لیکن یہ مانو، کوئی خدا ہے اس کا وسیلہ، کچھ کہہ رہا ہے

جب بھی کوئی، غم کا احساس پاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

دنیا یہ تیری، کیا تجھ کو دے گی
کس کو دیا ہے، جو تجھ کو دے گی
اپنی مُرادیں، غازیؑ سے پاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

تیرے سہارے، ٹوٹ گئے کیا؟
اپنے پرائے، رُوٹھ گئے کیا؟
رُوٹھے ہوؤں کو، اپنے مناؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

جب غم رُلائے، جب دِل ہو بوجھل
تیری وفا کا، نہ دے کوئی پھل؟
کیا غم ہے؟ غم کو، اب بھول جاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

سائے میں میرے، اب بھی ہے رہتی
میری سکینہؑ، پیاری بھتیجی
جب آؤ، بچوں کو ساتھ لاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

خوش ہوگی تم سے، میری سکینہؑ
گرمی کا جب بھی، آئے مہینہ
پانی پرندوں کو، بھی پلاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

اے میرے آقا کے، پُرسہ دارو
اے نوحہ خوانوں، ماتم گزارو
جاؤ جہاں بھی، مجلس کراؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

میرے علم پر، بی بیوں آنا
سر کو خدارا، اپنے چھپانا
سب نے ستایا، تم نہ ستاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

آٹھ محرم، پرچم سجا کر
بچوں کو اپنے، سقہ بنا کر
نام سکینہؑ، پانی پلاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

بیٹا ہوں میں بھی، مُشکل کشاؑ کا
پیارا ہوں میں بھی، حاجت روا کا
ٹھوکر لگے جب، جب چوٹ کھاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

ریحان و سرور، وہ دن بھی آئے
غازیؑ یہ کہہ کر، ہم کو بُلائے
ہم ہیں تمہارے، تم غم نہ کھاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

جب بھی کوئی، غم کا احساس پاؤ
آؤ علم کے، سائے میں آؤ

جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

(ندیم سرور)

لو ہوگئی رہائی لو قافلہ چلا
سر جب ہر ایک شہید کا، سجادؑ کو ملا
تب مَرقدِ سکینہؑ پہ، سجادؑ نے کہا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا
بابا تُمہارا آیا، گیا وقت نیند کا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

سینے پہ سونے والی، مٹی پہ سو گئی
بابا کو روتے روتے، جو خاموش ہوگئی
رو رو کے ماں نے، قبرِ سکینہؑ پہ یہ کہا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

بی بی کرو سلام، ادب کا مقام ہے
بی بی تیرے سرہانے، شۂ تشنہ کام ہے
اے جان جلدی بدلو، یہ کرتا پھٹا ہوا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

بابا کو ڈھونڈتی تھیں، سکینہؑ اُٹھو اُٹھو
راتوں کو جاگتی تھیں، سکینہؑ اُٹھو اُٹھو
لو آگئے ہیں بابا، اے جان جاگ جا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

بابا کے پاس سونا، نہ سونا زمین پر
رکھو لبوں کو لب پر، جبیں کو جبیں پر
اعداء کی گھڑکیوں کا زمانہ گزر گیا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

پیغام روز دیتی تھیں، عموں کے نام تُم
روتی تھیں یاد کرکے، انہیں صبح شام تُم
جاگو کہ جا رہے ہیں، جہاں سوتے ہیں چچا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

کِس طرح سوئی بالی سکینہؑ، نہ پوچھیئے
رَنج و اَلم سے پھٹتا ہے سینہ، نہ پوچھیئے
جاگی نہ پھر کبھی وہ، بہت ماں نے دی صدا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

صدیاں گزر گئی ہیں، مگر سرورؔ و ریحانؔ
زندانِ شام روئے، تو روتا ہے آسمان
اب بھی پکارتے ہیں، یہی شاہِؑ کربلا
جاگ سکینہؑ جاگ، بابا کا سر آیا

آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

(ندیم سرور)

کرتے تھے رو رو کے یہ حضرت بیاں ٹوٹ گئے، میری کمر بھائی جاں
روتی ہے خیمے میں سکینہؑ وہاں، سوتے ہو عباسؑ زمیں پر یہاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے لاش اٹھائے گا کون؟ — شیر جواں مر گیا
ارے قبر بنائے گا کون؟ — شیر جواں مر گیا
ارے ہم کو سنبھالے گا کون؟ — شیر جواں مر گیا

توڑو نہ غربت میں میری آس اُٹھو، اُٹھو حسینؑ آیا ہے عباسؑ اُٹھو
روتا ہے مظلوم بصد یاس اُٹھو اُٹھو، بس اب گھر میں چلو بھائی جاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے کون خبر لے میری — شیر جواں مر گیا
ہائے میری بے کسی — شیر جواں مر گیا
چلتی ہے دل پر چھری — شیر جواں مر گیا

کیا ہوا سقائے سکینہؑ کو آہ، کس نے کیا میرا بھرا گھر تباہ
کیا ہوئی عباس برادر کی چاہ، سب گئیں وہ پیار کی باتیں کہاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے مرگیا اکبرؑ پسر شیر جواں مرگیا
تھام لو میری کمر شیر جواں مرگیا
ارے لٹ گیا بے کس کا گھر شیر جواں مرگیا

قوتِ بازو میرا کیا ہوگیا، زینت پہلو میرا کیا ہوگیا
عاشقِ دلجو میرا کیا ہوگیا، کیا ہوا افسوس میرا قدر داں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے دھوم ہے خیمے میں واں شیر جواں مرگیا
کرتی ہے زینبؑ فغاں شیر جواں مرگیا
ارے کس سے کروں میں بیاں شیر جواں مرگیا

ہاتھ سے کھویا دِل غمخوار کو، پاؤں کہاں اپنے علمدارؑ کو
دیر ہوئی خنجر خونخوار کو، جلد گلے پر ہو میرے اب رواں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے اب کوئی چارہ نہیں شیر جواں مرگیا
ارے زیست گوارا نہیں شیر جواں مرگیا
ارے کوئی ہمارا نہیں شیر جواں مرگیا

ماہِ بنی ہاشمؑ والا نہیں، اُس میرے مہرو کا اُجالا نہیں
ہائے میرا چاہنے والا نہیں، نظروں میں تاریک ہے سارا جہاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے لاش اٹھائے گا کون؟ شیر جواں مرگیا
ارے قبر بنائے گا کون؟ شیر جواں مرگیا
ارے ہم کو سنبھالے گا کون؟ شیر جواں مرگیا

توڑو نہ غربت میں میری آس اُٹھو، اُٹھو حسینؑ آیا ہے عباسؑ اٹھو
روتا ہے مظلوم بصد یاس اُٹھو، اُٹھو بس اب گھر میں چلو بھائی جاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

ارے آنکھوں کا تارا میرا شیر جواں مرگیا
ارے چاند کا ٹکڑا میرا شیر جواں مرگیا
ارے گھر کا اُجالا میرا شیر جواں مرگیا

روحِ علیؑ، جانِ نبیؐ، الوداع، عاشق و شہدائے افی الوداع
لاشۂ عباسؑ علیؑ الوداع، آتے ہیں اب ہم بھی، چلو بھائی جاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

کرتے تھے رو رو کے یہ حضرت بیاں، توڑ گئے میری کمر بھائی جاں
روتی ہے خیمے میں سکینہؑ وہاں سوتے ہو عباسؑ زمیں پر یہاں
آ علمدارؑ! ہائے علمدارؑ!

جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

(ندیم سرور)

ساری دنیا میں اجالا نور کا ہو جائے گا
خانۂ کعبہ کی چھت پر اک علم لہرائے گا
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

دیکھنا اک روز منظر اس طرح کا آئے گا
منظروں پر اک منظر منتقل ہو جائے گا
ہاں یہی منظر قیامت کی خبر بن جائے گا
ساری دنیا میں اُجالا نور کا ہو جائے گا
خانۂ کعبہ کی چھت پہ اک علم لہرائے گا
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

اے عزادارو! سنو گے جلد مولا کی صدا
قائم آلِ محمدؐ عسکریؑ کا مہ لقا
آرہا ہے! آرہا ہے! مرحبا صد مرحبا
مجلسِ شبیرؑ میں اب شورِ گریہ دیکھنا
پُرسہ دارو فرشِ غم پر اپنا مولا دیکھنا
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

سُرخ آندھیاں اُٹھیں گی، پھر سمجھ میں آئے گا
جس کی دنیا منتظر تھی، پھر وہ منظر آئے گا
موسمِ اِنصاف لے کر میرا مولا آئے گا
کُفر حجروں میں چھپے گا، در بدر ہوجائے گا
مختصر لشکر، امامِ عصرؑ کا چھا جائے گا
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

آئے گا جب، حیدریؑ تلوار کا وہ وِرثہ دار
دیکھنا چلتی ہے کیسے، تیغ تیر کرد گار
پھر زمین و آسماں تک، اک ہی ہوگی پکار
شاہِ مرداں شیرِ یزداں، قوتِ پروردگار
لا فتح الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

دیکھنا اس طرح مولا، مجلسیں کروائیں گے
مجلسوں میں کربلا والے، بلائے جائیں گے
نعرۂ حیدرؑ لگے گا، پنجتنؑ جب آئیں گے
دیکھنا اُن مجلسوں مین، ہر شہیداں جائے گا
پھر تو وہ ماتم کریں گے، آسماں ہل جائے گا
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

چاند نر جس کا فلک سے، جب زمیں پر آئے گا
آئیں گے سارے فرشتے، اولیاء و انبیاء
آبِ کوثر کی لگیں گی، سبیلیں جا بجا
ان کے آتے ہی ستارے، خود زمیں پر آئیں گے
دیکھنا شہرِ خموشاں میں، دیئے جل جائیں گے
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

اکبرؑ و عباسؑ و قاسمؑ، کے لیے گریہ کناں

روئیں گے ماتم کریں گے، جب امام انس و جاں
فاطمہ زہرہؑ کی آئے گی، یہ آوازِ فغاں
اے غریب و بے وطن، اے کربلا والے حسینؑ!
تیرا نانا کر رہا ہے، تیری مظلومی پہ بین
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

فرشِ مجلس سیدِ سجادؑ، خود بچھوائیں گے
مرثیہ پڑھتے ہوئے، بابا کا اکبرؑ آئیں گے
حضرتِ عباسؑ بھی، اپنے علم کو لائیں گے
نوحہ اک ریحان سے، مولا میرے لکھوائیں گے
پھر یہ نوحہ ساتھ میں، سرور کے سب پڑھوائیں گے
جب مولا آئیں گے، جب مولا آئیں گے

آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا

(ندیم سرور)

آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا

آسماں روئے گا، خیموں میں قیامت ہوگی
بِن علمدار علم، خیموں میں لانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

صرف اک رات میں کیوں، بوڑھا ہوا ہے سجادؑ
سر کھلے ماؤں کے بیٹوں کو، دکھانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

اِک شہزادی تھی، جس شہر کی بی بی زینبؑ
اسکے بازاروں میں، زینبؑ کو پھرانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

جیسے زنداں، میں سکینہؑ ہے ملی بابا سے
اس طرح باپ سے، بیٹی کو ملانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

خوش نصیبی ہے، جو دے باپ کو بیٹا کاندھا
باپ کا لاشِ جواں، ہائے اُٹھانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

قبر اصغرؑ کی بناکر، ہیں پریشان حسینؑ
آگ سی ریت میں، اِک پھول چھپانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

اب ہمیشہ میں رہوں گی، اِسی زِنداں میں چچا
میں نہ کہتی تھی، مجھے چھوڑ کے جانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

سر کھلے بی بیاں روتی ہیں، عزا خانوں میں
شبِ عاشور چراغوں کو، جلانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

ہر خوشی صدقے میں، زینبؑ کے خدا دے تجھ کو
ہاں محرّم میں خوشی، کوئی منانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

ہم علیؑ والوں کو، اے سرور و ریحان کبھی
فرشِ ماتم کے سوا، ڈھونڈنے جانا نہیں اچھا
آپ اچھے ہیں چچا، پر یہ زمانہ نہیں اچھا
پیاس اچھی ہے، مگر آپ کا جانا نہیں اچھا

ماں! میں نیزے پہ ہوں، ماں! مجھے سینے سے لگالے

(ندیم سرور)

نیزے سے اصغرؑ کو نظر آئی جو مادر
دیکھا کھلا سر ہے پریشان ہے مُضطر
رونے لگے کہنے لگے تب علی اصغرؑ
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے
ماں! میں نیزے پہ ہوں

اماں! بہت دن ہوئے جھولے میں نہ سویا
ماں! تیری عزّت کی قسم پھر بھی نہ رویا
اب تجھے دیکھا تو میرے لب ہوئے گویا
آج بندھے ہاتھوں کو جھولا سا بنالے
سینے سے لگالے
ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

جسم کہاں سر ہے کہاں ہائے مقدّر
اماں! بدن رہ گیا کربل کی زمین پر
اماں! تیرے ساتھ چلا آیا میرا سر
کرتا تجھے کیسے لعینوں کے حوالے
سینے سے لگالے
ماں! میں نیزے پہ ہوں

ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

گرم ہوا گرم زمین جلتا ہوا تیر
اماں ذرا سوچو میرے قد سے بڑا تیر
کیسے کہوں حلق پہ جس وقت لگا تیر
ہوگئے بیہوش مجھے دیکھنے والے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

کب سے سکینہؑ نے، نہیں مجھ کو کیا پیار
کرب و بلا کوفہ، کہاں شام کا بازار
ڈرتی ہے کیا، خوں سے بھرے دیکھ کہ رخسار
نیزے کے نزدیک ذرا اس کو بلالے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

دھوپ میں تونے نہ کبھی گھر سے نکالا
اماں بڑے پیار سے تونے مجھے پالا
آج نہیں کوئی مجھے دیکھنے والا
توہی مجھے دھوپ کی شدت سے بچالے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے

ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

دیکھ تیرا لختِ جگر یوں تو ہے اصغرؑ
نیزا سواری میں ہے اکبرؑ کے برابر
نوکِ سنا پر ہے ستارہ سا میرا سر
میری شجاعت پہ گلے مجھ کو لگا لے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

بابا کا سر بھائی کا سر نوکِ سنا پر
آپ کے سر پر نہیں اماں کوئی چادر
کیسے میں برداشت کروں اماں یہ منظر
اُڑتی ہوئی خاک سے مُنہ اپنا چھپالے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

ٹکڑے کلیجہ ہوا بانو کا ہر ایک آن
نیزے پہ گویا ہوا جب چھوٹا سا قرآن
ماں کی یہ آواز تھی بس سرور و ریحان
ہاتھ ہوں آزاد تو ارمان نکالے
سینے سے لگالے

ماں! میں نیزے پہ ہوں
ماں! مجھے اپنے سینے سے لگا لے
ماں! مجھے اپنی گودی میں چھپالے

سب کربلا کو جائیں گے، مجلس ماتم! کروائیں گے

(ندیم سرور)

یہ ورثہ، مرتے مرتے بھی ہم نسلوں کو، دے جائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا سب کرب و بلا کو جائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

غازی کا علم اُٹھائیں گے، دنیا سے قافلے آئیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جب صبح ہوگی کربل میں، ہم خاک شفا کو چومیں گے
دن رات وہاں سب اہل عزا، مولا کا سوگ منائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جب دیکھیں چاند محرم کا، سب جائیں خیام حسینی پر
عباسؑ کے خیمے پر رُک کر، جب اذن زیارت پائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جب پہنچیں گے اُس منزل پر، اصغرؑ کے لگا تھا تیر جہاں
بُلوائیں گے ننھے بچوں کو، سب کو پانی پلوائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

ماتم نہ رکے گا اہل عزا، اکبرؑ کے جہاں نیزا تھا لگا
ہم خون علی اکبرؑ کی قسم، نوحہ صغراؑ کا سنائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں

دریا کے کنارے بیٹھ کے، ہم روئیں گے وہ منظر سوچ کے ہم
جب خون میں بھرا آیا تھا علم، یہ سوچ کے اشک بہائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جب آٹھ محرم آئے گی، بچوں کو بنائیں گے سقّا
اس روز سجا کے مشک و علم، شربت پہ نذر دلوائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جب شام غریباں آئے گی، کیا کیا نہ ہمیں رُلوائے گی
ایک جلتے ہوئے جھولے کی شبیہہ، یاد آئی تو مرجائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

جس ٹیلے سے زینبؑ نے کبھی، کٹتے ہوئے دیکھا بھائی کا سر
یاد آئے گا روزِ عاشورہ، سینے غم سے پھٹ جائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

عاشور کا دن جب ہو گا عیاں، مولا سے کہیں گے رو رو کر
دامن میں چُھپا لیجیے مولا، ہم لوٹ کے گھر نہ جائیں گے
مجلس ماتم کروائیں گے

جی کرتا ہے میرے مولا، سب کرب و بلا کو جائیں گے

ریحانؔ کی اور سرورؔ کی صدا، ہے کرب و بلا سے وابستہ
یہ ورثہ مرتے مرتے بھی، ہم نسلوں کو دے جائیں گے

آڈیو کیسٹ 1999 کے نوحہ جات

حسینؑ ! زندہ باد حسینؑ ! زندباد

(ندیم سرور)

سُنو حسینو! سُنو حسینو!
حسینؑ وہ جو زیرِ تیغ، ہنس کے سوگیا
یزید وہ جو ذلتوں کا نام ہوگیا

حسینؑ ! وہ جو مرضیِ خدا خرید لے
یزید وہ ہے جس کا کوئی نام بھی نہ لے
یزید زندہ رہ کہ مردہ باد ہوگیا
حسینؑ ! سر کٹا کہ زندہ باد ! زندہ باد! ہوگیا۔
زندہ باد ! زندہ باد ! زندہ باد!
حسینؑ ! زندہ باد! حسینؑ! زندہ باد
یہ کل بھی زندہ باد تھا، یہ اب بھی زندہ باد ہے۔
حسینؑ ! زندہ باد ! حسینؑ ! زندہ بار

قرآن میں، حدیث میں، یزید کا بیاں نہیں
یزید کی تو قبر کا کہیں بھی کوئی نشاں نہیں
ہاں جابجا ہے دہر میں حسینؑ کی اولاد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

برائیوں کو دہر میں یزید عام کر گیا
حسینؑ ! سے لڑا تو اپنی موت آپ مرگیا

یہ کل بھی مُردہ باد تھا، یہ اب بھی مُردہ باد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

ہر ایک شریف ذہن سے یزید اتنا گر گیا
کسی نے اپنے لعل کا یزید نام نہ رکھا
یہ کل بھی نامراد تھا یہ اب بھی نامُراد ہے
حسینؑ زِندہ باد ! حسینؑ زِندہ باد
یہ کل بھی زِندہ باد تھا، یہ اب بھی زندہ باد ہے

یزید والے تخت پر نصیب کے خراب ہیں
حسینؑ والے قید میں بھی رہ کہ کامیاب ہیں
حسینیت کی ٹھوکریں یزید اور ابن زیاد ہیں
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

جہاں میں سب سے زیادہ اشک جس نام پر بہا
زمانے لا ہمیں غمِ حسینؑ کا کوئی جواب لا
گنیز بک☆ کو بس میرے حسینؑ سے عِناد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

یزید ایک لاکھ ہوں مقابلہ پہ غم نہیں
حسینؑ والا ایک ہو تو لشکروں سے کم نہیں
حسینؑ کو بھی اپنے ماتمی پہ اعتماد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

علیؑ کی بیٹی زینبؑ حزیں حسینؑ بن گئی

☆ Guiness Book (گنیس بک)

شریکۃ الحسین تھی، یزیدیت پر چھا گئی
حسینؑ سے پڑھا ہوا سبق جو اس کو یاد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

ترانۂ حسینؑ ہے ہاں ساتھ دو حسینو
حسینؑ سے مراد لو مراد لو حسینو
حسینؑ جس کو دے دے اس کی نسل بامراد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد

نبی کا مسلک پاک ہے، ندیم اور ریحان ہیں
ہماری سرحدوں پہ سب حسینؑ کے جوان ہیں
کرم ہے مصطفیٰ کا اپنا مُلک شاد باد ہے
حسینؑ زندہ باد ! حسینؑ زندہ باد
یہ کل بھی زندہ باد تھا۔ یہ اب بھی زندہ باد ہے

......☆......☆......

شامِ غم آ گئی ! شامِ غم آ گئی!

شامِ غم آ گئی ! شامِ غم آ گئی!
کیا رہا خیموں میں، شہہ کہ اک اداسی رہ گئی
صرف رونے کو، محمد کی نواسی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

سج گئی قاسم کے ٹکڑوں سے اُدھر کرب و بلا

ماں اِدھر بیٹے کی دلہن کو سجاتی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

چھینتا تھا شمرؒ چادر، اور زینبؑ بار بار
اپنی چادر کے محافظ کو بلاتی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

خونِ دلِ عباسؑ کا، سب بہہ گیا رن میں مگر
دل میں سب ایک بات، زینبؑ کی ردا رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

اے مسلمانوں تمہاری غیرتیں کیا ہو گئیں؟
تم تماشائی تھے، زینبؑ منہ چھپاتی رہ گئیں
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

قید میں بالی سکینہ کو ملا، بابا کا سر
مُنہ پہ منہ رکھ کر جو سوئی، ماں جگاتی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

مادر اصغرؑ نہ بیٹھی سایہ میں اصغرؑ کے بعد
سایۂ میں آئی، تو زندہ لاش باقی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

ہر طمانچہ پر سکینہؑ مُنہ پہ رکھ کر ننھے ہاتھ
نیل رخساروں کے غازی کو دکھاتی رہ گئی

کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

آگئے ریحان و سرور کربلا سے لوٹ کر
آج تک خوشبو بدن میں کربلا کی رہ گئی
کیا رہا خیموں میں ، شہہ کہ ایک اداسی رہ گئی

......☆......☆......

اک شور ہے الامان ! الاماں !

(ندیم سرور)

عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں!
اک شور ہے۔ الامان ! الامان!
اک ہاتھ میں علم اور مشک سکینہؑ
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

کاندھے پہ مشک، مشک میں دل ہے دلیر کا
دریا کو چھین لینا نہیں کام دیر کا
احسان تشنگی میں ملے گا، نہ غیر کا
بگڑا ہوا مزاج ہے ، حیدرؑ کے شیر کا
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

چہرہ ہے والقمر کی ضیاؤں سے نور نور
آنکھوں سے جھانکتا ہوا و النجم کا سُرور
بالاقدی ایسی کہ شرمائے کوہ طُور
زلفیں دراز ایسی کہ واللیل کا شعور

عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

پیاسا ہے شیر گھاٹ کا رستہ نہ روکنا
آنکھیں جھکاؤ شیر کی جانب نہ دیکھنا
کیسے بچے گی جان یہ لازم ہے یہ سوچنا
عباسؑ ہے جلال میں ہرگز نہ ٹوکنا
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

تیور بتا رہے ہیں قیامت اٹھائے گا
تیغ نظر ہے اس کی خدا ہی بچائے گا
آیا جو سامنے وہ مارا جائے گا
اک مشک میں فرات کو، بھر کر دکھائے گا
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

قبضہ ہوا فرات پہ القصہ مختصر
پانی کو دیکھا پھٹ گیا عباسؑ کا جگر
آنکھیں لہو لہو ہوئیں بچوں کی پیاس پر
بالی سکینہؑ بچوں سے، کہتی رہی اُدھر
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

خیمے کے در پہ پیاسی سکینہؑ تھی مُنتظر
جُنبش علم کی دیکھ کر دیتی تھی یہ خبر
تشنہ لبوں دعا میں تمہاری ہوا اثر
وہ دیکھو آرہا ہے، چچا کا علم نظر
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

آیا علم ضرور مگر خون میں بھرا
زینبؑ نے سر کو پیٹ کے شبیرؑ سے کہا
کیوں خم کمر ہے آپ کی غازی کہاں گیا
بولے حسینؑ اب کوئی پیاسا نہ دے صدا
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

برحق ہے موت کہتا ہے قرآن سی کتاب
سب کو فنا ہے چاند ہو تارے ہوں آفتاب
ہوگا ندیم سرور و ریحان جب حساب
کہہ دیں گے ہم خدا سے، کہ دینے کو اب جواب
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

اک ہاتھ میں علم اور مشک سکینہؑ
عباسؑ آرہے ہیں ! عباسؑ آرہے ہیں !

......☆......☆

عاشور کی شب

(ندیم سرور)

عاشور کی شب ہائے سکینہ کا وہ رونا
اور سید مظلوم کا بیٹی سے یہ کہنا
ارے تو روئے میں یہ دیکھ نہیں سکتا سکینہؑ
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی

کیا ہوئے کسی شب کو جو ہم گھر میں نہ آئے
تم ہم کو نہ پاؤ اور تمہیں ہم بھی نہیں پائے
تڑپو گی نہیں درد سے وعدہ کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

ارے بیٹھا کرو کچھ دیر چراغوں کو بجھا کر
سمجھا کرو اس خاک کو اے لاڈلی بستر
بالی کبھی یوں ہی نہیں پہنا کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

ارے کچھ دیر کو یہ فرض کرو ہم نہ رہیں گر
باقی نہ رہے ہاتھ کوئی رکھنے کو سر پر
ماحول یتیموں کا بھی سوچا کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

عادت ذرا تنہائی میں رہنے کی بھی ڈالو
تصویر تصور میں اسیری کی بنالو
آزاد پرندوں کو نہ دیکھا کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

ارے اصغرؑ کو نہ مانوس کرو پیار سے اپنے
اکبرؑ کی عروسی کے نہ دیکھا کرو سپنے
صغرا کے قریب اتنا نہ بیٹھا کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

ارے زندان سے ریحانؔ صدا آتی ہے اکثر
جیسے کہ سکینہؑ سے یہ فرماتے ہو سرور
اب ڈر سے لعینوں کے نہ جاگا کرو بی بی
پہلو میں کبھی ماں کے بھی سویا کرو بی بی
اچھی نہیں یہ بات نہ رویا کرو بی بی

......☆......☆......

کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

(ندیم سرور)

وقت کیا آگیا تھا مسلمانو
کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

ختم کرب و بلا میں لڑائی ہوئی
ساری فوج خدا خاک پر سوگئی
عترتِ مصطفیٰ سوئے زنداں چلی
ننگے سر بیبیاں ہیں مسلمانو
کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

ہائے بازار کوفہ کا وہ مرحلہ
بیٹیاں تھیں محمدؐ کی جب بے ردا
گر کر ناقوں سے بچوں کی تھی یہ صدا
الوداع مادر غم زدہ الوداع
آسمان رو رہا تھا مسلمانو
کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

میرے سجادؑ بولی یہ بنت علیؑ
جانتی ہے مجھے شام کی ہر گلی
کل تلک شہزادی تھی میں شام کی
خاک اڑاؤ کہ مجھ کو نہ دیکھے کوئی
یہ تھا زینبؑ کا نوحہ مسلمانو
کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

بولے سجادؑ ہاتھوں میں زنجیر ہے
بے ردائی پھوپھی اب تو تقدیر ہے
صبر آل محمدؐ کی جاگیر ہے
ہم ہیں آل نبی بس یہ تفسیر ہے
کہہ کے یہ رو دیا تھا مسلمانو
کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

یہ جو ریحانؔ و سرورؔ کی آواز ہے
تا بہ کرب و بلا اس کی پرواز ہے
۱۴ صدیوں سے ماتم کا اعجاز ہے
ان کے در کا گدا لال شہباز ہے

ہیں کرم سیدہؑ کا مسلمانوں
ہاں کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو
پڑھو کلمہ نبی کا مسلمانوں
ہاں کرو ماتم حسینؑ کا عزادارو

......☆......☆......

بھیا مجھے بھول نہ جانا

(ندیم سرور)

سب پھولوں کے گہنے میں سواری دلہن آئے
تم جیسے ہو بس ویسی ہی پیاری دلہن آئے
سر پر اگر سہرا سجانا ہاتھ پر کنگنا جو بندھانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

فاطمہؑ صغرا نے یہ اکبرؑ کو لکھا ہے
بھائی سلامت رہو بہنا کی یہ دعا ہے
بعد دعا دل میں یہ ارمان بسا ہے
مسند شادی جو بچھانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

بابا کی آغوش میں بھی تو پلی ہوں
بھیا تیری انگلی پکڑ کر میں چلی ہوں
کیوں میں تیری چھاؤں سے محروم رہی ہوں
بابا کی جب چھاؤں میں جانا

بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

بابا سے کہنا کہ میری جلد خبر لے
ٹوٹ نہ جائے کہیں بابا میری سانس
کٹتا نہیں دن نہ گزرتی ہیں یہ راتیں
خط میرا بابا کو سنانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

بھیا تیرے بعد جو دن عید کا آیا
عید کے دن عید میں غم میں نے پایا
مجھ کو بھرے گھر کی جدائی نے رُلایا
دُکھ یہ میرا سب کو بتانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

سنتی ہوں کربلا کی بہت گرم ہوا ہے
اماں سے کہنا کہ یہ صغریٰ نے کہا ہے
پھول سا اصغرؑ جو میرا ساتھ گیا ہے
دھوپ سے اس کو بچانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

بہنوں کا دل جان جگر ہوتا ہے بھائی
آنکھ ٹھہرتی ہے جدھر ہوتا ہے بھائی
میرے تڑپنے کا اثر ہوتا ہے بھائی
تم ہو جہاں مجھ کو بلانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

بھیا مجھے رہتا ہے ہر وقت یہ احساس
بھول گئے کیا مجھے میرے چچا عباسؑ
آئے علم آئے سکینہؑ ہو میرے پاس
آس میری توڑ نہ جانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

اماں سے کہنا کہ سکینہؑ کی قسم ہیں
فاصلہ اب قبر سے بیمار کا کم ہیں
دیر نہ کرنا کہ میرے ہونٹوں میں دم ہیں
ہاتھ جو دعا کو اٹھانا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

ہائے خط صغریٰ کے آخر میں لکھا تھا
اچھا میرے بھائی خدا کو تمھیں سونپا
سرور و ریحان یہ جملہ بھی عجب تھا
اچھا میری قبر پہ آنا
بھیا مجھے بھول نہ جانا سر پر اگر سہرا سجانا

ہائے حسینا! ہائے حسینا

(ندیم سرور)

کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا
ہوگئی برباد یہ بہنا کرب و بلا میں
کربلا کچھ نہ دیا کرب و اذیت کے سوا
میرے دامن میں بچا کیا مصیبت کے سوا
کربلا تجھ سے ملا کیا ہے قیامت کے سوا
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !
ہوگئی برباد یہ بہنا

صبح عاشور اذان علی اکبرؑ کی قسم
میرے بھائی پر چلے تیر ہزاروں پیہم
کرب و بلا ہوتے رہے ہم پر ستم
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

میرا اٹھارہ برس والا جیالا اکبرؑ
کھا گئی اس کو بھی اے کرب و بلا تیری نظر
میں نے دیکھی ہے اسی لعل کا برچھی میں جگر
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

بھائی اٹھارہ تھے دو بیٹے تھے کوئی نہ رہا
اب تو تنہائی میری دیتی ہے مجھ کو پُرسا
کیا بھرا گھر تھا میرا کر دیا مجھ کو تنہا
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

میرے عباسؑ پر کیا گزری بتاؤں کیسے؟
مشک اک بھرنے میں دو بازو قلم ہو کر گرے
اس کے مرنے سے ہے محروم بہن چادر سے
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

بے خطا قتل ہوا بھائی میرا جنگل میں
سینکڑوں زخم کلیجے پر لگے اک پل میں
آگ پانی نے لگا دی ہے میرے آنچل میں
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

میرے اللہ مجھے شام تلک جانا ہے
کوئی بھی اپنا نہیں شہر میں بیگانہ ہے
تیری خوشنودی میں رسی میں میرا شانہ ہے
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

تاقیامت رہے ریحانؔ عزائے سرورؔ
خونِ دل بہتا رہے آنکھ سے آنسو بن کر
یہ صدا کانوں سے ٹکراتی ہے اب بھی اکثر
کہتی تھی زینبؑ ہائے حسینا ! ہائے حسینا !

مظلوم کا ماتم ہے

(ندیم سرور)

مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم ہے
لوگو یہ تماشا نہیں اس رونے پر ہنسنا نہیں
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

کیا ملتا ہے ماتم میں کس طرح بتائیں
مظلوم کو روتے ہیں مظلوم جہاں میں
پتھر نہیں سینے میں دِل ہے تو یہ ماتم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

گھر فاطمہؑ زہرا کا کس طرح سے اجڑا
جب ہوگی قیامت تو یوں آئیں گیں زہراؑ
اک ہاتھ میں دو بازو، اک ہاتھ میں دو پرچم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

جب پیارے محمدؐ سے میں پیار کروں گا
پھر اس کے نواسے کا ماتم بھی کروں گا
جس گھر میں محمدؐ، اس گھر کا یہ ماتم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

لوگو نبی زادی کا بازاروں میں آنا
اور باندھ کر رسی میں درباروں میں لانا
اس بات پہ روتے ہیں، اس درد کا ماتم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

زنجیروں میں جکڑا ہے، شبیرؑ کا بیٹا
ماں بہنیں کھلے سر تھیں خون روتا تھا مولا
سجادؑ سے پوچھو تو کیوں ہیں یہ کمر خم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

خط فاطمہؑ صغریٰ کا کس وقت ملا ہے
جب بھائی سِنا کھائے ریتی پر پڑا ہے
خط کون پڑھے تیرا، تنہائی کا عالم
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

ریحانؔ کا سرورؔ کا بخشش کا وسیلہ
یہ نوحہ یہ ماتم ہے یہ فرش عزا کا
اور سر پہ کھلا اپنے عباسؑ کا پرچم
لوگو یہ تماشا نہیں، اس رونے پہ ہنسنا نہیں
مظلوم کا ماتم ہے، مظلوم کا ماتم

حسینؑ شہید کربلا

(ندیم سرور)

اے کربلا! اے کربلا! اے کربلا!
حسینؑ! شہید کربلا، حسینؑ! شہید کربلا

ذبیح بے خطا محمدی　قتیل دشت نینوا
ذبیح دشت نینوا　قتیل دشت نینوا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

شدت ناز ہل اتی　علاج درد لا دوا
جہاں ہے درد کربلا　وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

وقار چشم نم توئی　شہید محترم توئی
جہاں حسینؑ رہنما　وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

شباب اکبرؑ جواں　نشانہ کرد شامیاں
جہاں جوان کا غم بپا　وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

بہ ہر رخ و بہر جہت　بقا بقا حسینیت

جہاں خدا ہے با خدا وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

شہید کربلا حسینؑ بناء لا الہٰ حسینؑ
جہاں جہاں تیری صدا وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

علم جلوس و تعزیے یہ مجلسیں زیارتیں
جہاں چراغ مصطفیٰ وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

سجی ہوئی آبادیاں ردا بغیر ہی بیبیاں
جہاں دکھائی دے ردا وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

جگر جگر سناں سناں لہو لہو دھواں دھواں
جہاں حسینی سلسلہ وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

ریحان و سرور حزین غم حسینؑ میں جبین
جھکی ملیکی جس جگہ وہاں وہاں ہے کربلا
حسینؑ ! شہید کربلا حسینؑ ! شہید کربلا

آڈیو کیسٹ 1998 کے نوحہ جات

قافلہ اک میں لایا تھا قافلہ اک لے جا زینبؑ

(ندیم سرور)

اے زینبؑ میری بہنا ، اے زینبؑ میری بہنا

قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ
راستہ مشکل ہے تو کیا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
میری دعا ہے ساتھ ترے غم نہ کر جو ہاتھ بندھے
ساتھ میرا تھا کربل تک ، جانا ہے ، اب شام تجھے
ایک وظیفہ ہو تیرا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ

لے کے علم تو غازی کا ، آج سے خود غازی بن جا
تو بھی علیؑ کی بیٹی ہے ، صدموں سے گھبرانا کیا
رُک نہ سکے پیغام مرا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ

آنسو پونچھ لے دامن سے ، آج گزر جا مقتل سے
میری بہن ہے تو زینبؑ ، صبر کی منزل طے کر لے
لاکھ مخالف ہو یہ ہوا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ

بالی سکینہؑ جب روئے ، میرے بنا جب نہ سوئے

اس کو تسلی تم دینا ، پہنچے گا آرام مجھے
سن لے میرے دل کی یہ صدا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ

نوحہ جو ریحانؔ لکھا ، سرورؔ کے لہجے میں ڈھلا
کرب و بلا سے آئی صدا ، کہتے ہیں جیسے شاہِ ہدیٰ
غم نہ کر میری بہنا ، نادِ علیؑ دوہرا زینبؑ
قافلہ اِک میں لایا تھا ، قافلہ اِک لے جا زینبؑ
راستہ مقتل ہے تو کیا ، نادِ علی دوہرا زینبؑ

......☆......☆......

اماں! بار بار! اماں! بار بار

(ندیم سرور)

زندانِ شام میں ، جہاں بی بی کا ہے مزار
راتوں کو دھیمی دھیمی سی ، آتی ہے اک پکار
کانوں سے میرے خون ، ابھی بھی ٹپکتا ہے
اماں ! بار بار ، اماں ! بار بار ، اماں ! بار بار
اماں ! بار بار ، گلا میرا دُکھتا ہے
اُٹھتیں ہیں جب بھی آپ ، میرا سانس رکتا ہے

سوئی نہیں ہوں ، شامِ غریباں کے بعد میں
اب کیا جیوں گی ، شام کے زندان کے بعد میں
بے آس اب میں ہوں ، شاہِ شہیداں کے بعد میں

سایۂ اجل کا، اماّں مرے ساتھ چلتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

کانوں کا خون، آنکھوں کے آنسو سے مل گیا
ہر زخم، پھول بن کے، بدن پر ہے کھل گیا
بابا کو ڈھونڈ لاؤ، کہ سینے سے دل گیا
بے جان میرے جسم میں، کیوں دل دھڑکتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

اے اماّں! جب سے بابا سے دور ہوگئی
یہ زندگی، مرے لیے ناسور ہوگئی
پر کیا کروں، نصیب سے مجبور ہوگئی
ہجر پدر سے سینے میں اک درد اٹھتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

کانٹے پڑے ہیں حلق میں، اے اماّں پیاس سے
ڈرتی ہوں جھونکا گزرے، ہوا کا جو پاس سے
نیند اُڑگئی ہے آنکھوں سے، خوف وہراس سے
رونے پہ میرے شمرِ لعیں کیوں جھڑکتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

اصغرؑ کے بعد، پانی پیؤں، میں نہیں نہیں
عموں کے بعد زندہ رہوں، میں نہیں نہیں
فریاد کچھ شقی سے کروں، میں نہیں نہیں
پانی میں عکس چہرہ اصغرؑ جھلکتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

لگتا ہے قید جاں سے رہائی قریب ہے
اے اماّں جالو تم سے رہائی قریب ہے
اب موت مجھ کو، قبر کے لائی قریب ہے

دامن تو جل چکا ہے، مرا دل سلگتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

کونین میں یہ کیسا ہے، قانون پوچھیے
مرنے کے بعد، مجھ کو رہائی نہیں ملے
یہ کیسی قید ہے، کہ لحد بھی یہیں بنے
قیدی کبھی تو قید سے، گھر کو پلٹتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

اماّں رہائی پا کے، وطن تم تو جاؤ گی
صغریٰ میری بہن کو، گلے سے لگاؤ گی
پوچھے گی جب مجھے، تو اسے کیا بتاؤ گی
رہ رہ کے اک سوال، مرے دل میں اُٹھتا ہے
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے

جاؤ ندیمؔ سرور و ریحان ایک بار
زندانِ شام میں جہاں بی بی کا ہے مزار
راتوں کو دھیمی دھیمی سی آتی ہے یہ پکار
کانوں سے میرے خون، ابھی بھی ٹپکتا ہے
اماّں ! بار بار، اماّں ! بار بار اماّں ! بار بار
اماّں ! بار بار، گلا میرا دُکھتا ہے، اماّں بار بار، اماّں بار بار

آ علی اصغرؑ، آ علی اصغرؑ

(ندیم سرور)

تجھ کو جو پاؤں، اے مرے اصغرؑ......
جھولا جھلاؤں، آ مرے اصغرؑ
جھولا جھلاؤں ، لوری سناؤں، دودھ پلاؤں، آ مرے اصغرؑ
تجھ کو جو پاؤں اے مرے اصغرؑ
میرے مجاہد ،میرے سپاہی، ختم ہوئی میدان میں لڑائی
گھر کو سدھارو ماں کو پکارو، میں چین پاؤں، آ مرے اصغرؑ
جھولا جھلاؤں ،لوری سناؤ ں،دودھ پلاؤں ،آ مرے اصغرؑ
تجھ کو جو پاؤں......اے میرے اصغرؑ

یاد آ رہی ہے،معصوم باتیں ،دل بے سکوں ہے ،بے چین راتیں
جی نہ سکوں گی ،روتی رہوں گی، آنسو بہاؤں ،آ مرے اصغرؑ
جھولا جھلاؤ ں،لوری سناؤں، دودھ پلاؤں، آ مرے اصغرؑ
تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

پوچھ رہی ہے، بالی سکینہؑ کیوں نہیں آیا؟ لوٹ کے بھیا
تو ہی بتادے،میدان سے آ کے، میں کیا بتاؤں؟ آ مرے اصغرؑ
جھولا جھلاؤں ،لوری سناؤں، دودھ پلاؤں آ مرے اصغرؑ
تجھ کو جو پاؤں، اے مرے اصغرؑ

گھیرے ہوئے ہیں، شام کے سائے، اب تو پرندے بھی لوٹ آئے
میں رو رہی ہوں ،جاں کھو رہی ہوں، تجھ کو سلاؤں، آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں، آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،آ مرے اصغرؑ

زخمی گلا ہے ،اور پیاس کی شدت، ہوتی تو ہوگی ،ماں کی ضرورت
تو جو پکارے ،دل کے سہارے ،میں دوڑی آؤں، آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

محسوس مجھ کو یہ ہورہا ہے، جیسے کہ جھولا بھی رو رہا ہے
اے میرے بیٹا یہ روتا جھولا ،کیسے جھلاؤں ؟ آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں، آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

پیاس بجھانے ،نہر کے کنارے، جب سے گئے ہو، اے میرے پیارے
نیزہ لگا ہے ،دل ڈوبتا ہے پلکیں بچھاؤں، آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

مقتل سے آئی کیسی خبر ہے، کرتا لہو سے سب تیرا تر ہے
تیر لگا ہے، زخمی گلا ہے ،میں مر نہ جاؤں، آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

ریحانؔ و سرورؔ ،بانو کے لب ،پہ ایک صدا تھی، اے مرے اصغرؑ
خونی ہے جنگل ہے غم کا بادل، تجھ کو چھپاؤں، آ مرے اصغرؑ
دودھ پلاؤں آ مرے اصغرؑ تجھ کو جو پاؤں ،اے مرے اصغرؑ

میرے بابا خیریت سے ہوں

(ندیم سرور)

صغریٰ غش سے چونک اُٹھی   میرے بابا خیریت سے ہوں
بولی سر کو پیٹتی ہوئی   میرے بابا خیریت سے ہوں
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

دیکھا آج میں نے کیسا خواب   ریت پر پڑے ہیں کچھ گلاب
چُن رہے ہیں جن کو بوتراب   خون رو رہا ہے آفتاب
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

اک طرف علم ہے خوں میں تر   جُھک گئی ہے شاہ کی کمر
جارہی ہے جس طرف نظر   بیبیاں کھڑی ہیں ننگے سر
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

ہائے ہائے قاسم جواں   بین کررہی ہیں جس کی ماں
ہل گئے زمین و آسماں   توڑی جب دُلہن نے چوڑیاں
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

ایک بچی سینۂ پدر   ڈھونڈ رہی اِدھر اُدھر
باپ سو رہا تھا خاک پر   جسکے تن سے کٹ چکا تھا سر
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

قید ہیں رسولؐ زادیاں   ہاتھ میں بندھی ہے رسیاں
بے کُجا وہ ہے عَماریاں   خون رو رہا ہے ساربان
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

خواب یہ بڑا عجیب تھا   بادشاہ دیں غریب تھا
کیا یہی مرا نصیب تھا   بے کفن میرا طبیب تھا
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

سروؔر و ریحاؔن کی دعا   ہو قبول شاہِ کربلا
کوئی بیٹی اور اس طرح   پھر تڑپ کے یوں نہ دے صدا
ہائے میری نیند اُڑ گئی، میرے بابا خیریت سے ہوں

علیؑ مولا علیؑ مولا

(ندیم سرور)

علیؑ مولا علیؑ، مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

علیؑ کی بادشاہی ہے   علیؑ کی بادشاہی ہے
علیؑ اسمِ الٰہی ہے   علیؑ اسمِ الٰہی ہے
ہر ایک میزان میں تولا   ہر ایک میزان میں تولا
زباں کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

لگے جب حیدری نعرہ   جہاں میں گونج ہوتی ہے
علیؑ کی بادشاہی ہے   علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر اک میزان میں تولا   زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

کبھی نادِ علی پڑھ کر   کہو یا فاتح خیبر
تو مشکل ہوگی مشکل میں   علیؑ کا نام ہی سن کر
علیؑ کی بادشاہی ہے   علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر ایک میزان میں تولا   زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

نُصیری نے خدا مانا   خدا نے لافتیٰ جانا
خدا کو وہ ہی سمجھے گا   علیؑ کو جس نے پہچانا
علیؑ کی بادشاہی ہے   علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر ایک میزان میں تولا   زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

علیؑ سورج کو پلٹا دے، علیؑ دریا کو ٹھہرا دے
علیؑ چاہے تو مُنکر پر قضا کی آگ برسا دے
علیؑ کی بادشاہی ہے، علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر اک میزان میں تولا، زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

علیؑ عامل، علیؑ کامل، علیؑ کشتی، علیؑ ساحل
اگر انصاف سے پوچھو، علیؑ اسلام کا ہے دل
علیؑ کی بادشاہی ہے، علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر اک میزان میں تولا، زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

علیؑ ہے مظہر یزداں، علیؑ ہے بولتا قرآں
نبوت جسم کی صورت، علیؑ اس جسم میں ہے جاں
علیؑ کی بادشاہی ہے، علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر اک میزان میں تولا، زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

سلونی کی صدا بن کر ابھی ریحانؔ اور سرورؔ
کوئی آواز آتی ہے جو چاہو پوچھ لو آکر
علیؑ کی بادشاہی ہے علیؑ اسم الٰہی ہے
ہر اک میزان میں تولا، زبان کے ساتھ دل بولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا
علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا، علیؑ مولا

نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ

(ندیم سرور)

نہ ملے گا، نہ ملے گا، نہ ملے گا
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
ڈھونڈنے جائے گی گر، ساری خدائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
اپنے اشکوں سے جلا، شام غریباں کے چراغ
تو ہے اٹھارہ چراغوں کی اکائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
جانے کیا شام غریباں میں ستم ٹوٹے ہیں
عمر بھر چین سے پھر سو نہیں پائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
دو پسر تو نے، تو دو بازو دیے، غازی نے
پہلے تو رسم وفا تو نے نبھائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
سرخ یہ کس کے لہو سے ہوئی پوشاک تیری
لاش کیا سینے سے اکبرؑ کی لگائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
پانی کو دیکھ کر کیوں کر نہ جگر ٹکڑے ہو
کھا گئی ہے ترے غازی کو ترائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
ہائے کس شان سے نکلی تھی، وطن سے زینبؑ

کیسی غربت کو سمیٹے ہوئے، آئی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
رُوح عباس علمدارؑ نہ تڑپے کیوں کر
بے ردا شام کے دربار میں آئی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
سارے غم بھول گئے سرور و ریحان مگر
فرش غم ہے، ترے بھائی کی بچھائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ
ڈھونڈنے جائے گی، گر ساری خدائی زینبؑ
نہ ملے گا تجھے، شبیرؑ سا بھائی زینبؑ

......☆......☆......

آجا میرے بچے (ندیم سرور)

عاشور کا سورج ہے قیامت کی گھڑی ہے
بھائی کا گلا کٹتا بہن دیکھ رہی ہے
مقتل میں کسی ماں کی صدا گونج رہی ہے
آ اے میرے حسینؑ، میری گود میں آجا
آجا میرے بچے، میری آغوش میں آجا
آجا میرے بچے، میری آغوش میں آجا
میرے لیے اے لال تو اصغرؑ کی طرح ہے
گودی میری گہوارہ ہے بستر کی طرح ہے
اس دھوپ میں دامن میرا چادر کی طرح ہے
اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

میں ماں ہوں مرا دل نہیں سینے میں سنبھلتا
نازک یہ بدن تیرا یہ جلتا ہوا صحرا
اور اس پہ ستم یہ ہے کہ تو رہ گیا پیاسا
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

میں گود میں لے لوں تجھے سینے سے لگالوں
سینے پہ سکینہؑ کی طرح تجھ کو سلالوں
سینے کے ترے تیر میں پلکوں سے نکالوں
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

آ کر میرے زانو پہ جو سو جاتے تھے بیٹا
چکی کی مشقت سے بھی پہلو نہیں بدلا
اب کیسے تجھے چھوڑ دوں مقتل میں اکیلا
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

تیری بھی تو اولاد ہے، تو بھی تو پدر ہے
اولاد کا غم کیا ہے؟ یہ تجھ کو بھی خبر ہے
غم بچے کا سہہ جائے، یہ کس ماں کا جگر ہے
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

کیوں لیٹ گیا تھک کے، تو اس جلتی زمیں پر
یہ کس کا لہو؟ تو نے ملا روئے حسینؑ پر
مت خاک پہ سو لال تیری ماں ہے یہیں پر
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے ! بچے میری آغوش میں آجا

جو دل پہ تیرے گزری ہے میں سب دیکھ رہی تھی
ہر لاش اٹھانے میں تیرے ساتھ گئی تھی
اب بات وہ کہتی ہوں جو بچپن میں کہی تھی
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

نوحے میں بیاں کیسے کریں؟ سرور و ریحان
پڑھ سکتا نہیں کوئی بھی یہ درد کا قرآن
ماں کہتی تھی رہ جائے نہ دل میں مرے ارمان
آ اے میرے حسینؑ ! میری گود میں آجا
آجا میرے بچے ! میری آغوش میں آجا

......☆......☆......

شبیرؑ نہیں بھولے

(ندیم سرور)

ہر مجلس شبیرؑ میں آتی ہے، ماں شبیرؑ کی
کہتی ہے کیا، اے مومنو تم سے یہ ماں روتی ہوئی
زخمی ہے میرا لاڈلا، زخمی ہے میرا لاڈلا
مرہم مجھے دے دو کوئی، مرہم تو ہے اشک عزا
رومال میں لے جاؤں گی ان آنسوؤں نے بھر دیئے
سب زخم تو دلگیر کے، دو گھاؤ ایسے ہیں مگر
بھرتے نہیں شبیرؑ کے، نہ بھولے نہ بھولے شبیرؑ نہیں بھولے

اک چادر زینبؑ کی اک سینۂ اکبرؑ کا

ماتم کرو ماتم کرو گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

ماں آگئی شبیرؑ کی، ماتم کرو شبیرؑ کا
خنجر تلے نیزے بھی، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے، نہ بھولے شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

تیروں پہ تھا لاشہ ترا، روتی رہی کرب و بلا
خیمے کا جب پردا اٹھا، بولی بہن بھیا مرا
لاشہ تڑپ کر رہ گیا، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے، نہ بھولے، شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

صغریٰ اُدھر روتی رہی مولا ادھر روتے رہے
ماں منتظر بیمار تھی، یاں قتل سب ہوتے رہے
صحرا میں گھر لٹتا رہا، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے، نہ بھولے، شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

لپٹی سُم اسپاں سے تھی، وہ لاڈلی بیٹی تری
معلوم تھا مولا تجھے، اب نہ ملے گی یہ کبھی
پھر بھی سُوئے مقتل گئے، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے، نہ بھولے، شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

مارا گیا غازی تیرا، پھر بھی کہا شکر خدا
قاسم گیا، اصغر گیا، پھر بھی کہا شکر خدا
ہر لاش پر آتے رہے، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے، نہ بھولے، شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

دربار میں، بازار میں، زندان میں، ہر آن میں
کیسے ستم سہتی رہی بیٹی تیری بہنا تیری
دیکھا کیئے نیزے سے، سب کرتے رہے شکر خدا

نہ بھولے نہ بھولے شبیرؑ نہیں بھولے
اک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

نیزے پہ بھی سر ہے ترا، پھر بھی تیری کیا شان ہے
یہ سر ہے اے مولا تیرا یا بولتا قرآن ہے
تن سے جدا سر ہوگیا، کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے نہ بھولے، شبیرؑ نہیں بھولے
ایک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

ریحان اور سرور کرو مجلس بپا شبیرؑ کی
اکبرؑ کا غم زینبؑ کا غم، معراج ہے تحریر کی
مولا عزا کے فرش پر کرتے رہے شکر خدا
نہ بھولے نہ بھولے شبیرؑ نہیں بھولے
ایک چادر زینبؑ کی، ایک سینۂ اکبرؑ کا

حسینی ماتم گلی گلی چھے

(ندیم سرور)

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ
یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

حسینؑ نوں غم شہر شہر چھے، حسینؑ نوں غم شہر شہر چھے
حسینؑ نوں غم شہر شہر ہے، حسینی ماتم گلی گلی چھے

آ غم نے دل سے بسادے، اپنے دُعا زہرا مڑی گئی چھے
حسینؑ نوں غم شہر شہر چھے، حسینی ماتم گلی گلی چھے

نہاڑو تاریخ نا ورق نے، کہ کربلا کے وہ معجزوں چھے
حتی فقت بے پہرنی واتو، کہ جینے صدیوں تھئی گئی چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

ہوئے تو دنیا امونے سمجھے، ہوئے تو دنیا امونے جانڑے
امارا آقا، حسینی مولا، امارا مولا، علیؑ علیؑ چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

حُنین و بدر و اُحد نے، خندق لڑائی، خیبر نی، کہہ رہی چھے
بہادری ما علیؑ نا سامے، بتاؤ کونی برابری چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

فرات اوپر کری نے قبضوں، نہ بوند پاڑیں جیڑیں پیدھو
وفاِ عباسؑ سوں وفا چھے، فرات سجدہ کری رہی چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

جوان اکبرؑ نا دل تھی برچھی، نے کاڈھی مولا رڈی رہیا چھے
سلام صبر حسینؑ تم نے جگر ماں برچھی رہی گئی چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

نِھاڑی اصغرؑ نے روز محشر، عجب نتھی خود خدا کہے پنڑہ
رباب تاری متا کی قیمت، بہشت پورِی ادھوری تھئی چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

جراک ڈھیمے تھی بولو زینبؑ، جراک دھیمے جگاڑو زینبؑ
کہ لاش میداں ماں نہاڑی، سکینہ بی بی ڈری گئی چھے

مڑی جو زنداں تھی رہائی، علیؑ نے پُتری رڑی نے بولی
کہ مارا بھائی نی ایک نشانی، آ قید خانہ رہی گئی چھے

حسینؑ نو غم شہر شہر چھے..................

قبر نا اندھکار تھی منوّر، نہ خوف کر جے ریحانؔ و سرورؔ
کہ ذکرِ سرور نا صدقے تجھ پر اھینچے جنّت مڑی گئی چھے

حسینؑ نوں غم شہر شہر چھے حسینی ماتم گلی گلی چھے

لازوال غم

ہوگی یہ مجلس تو ہوگی، ہوگا یہ ماتم تو ہوگا
آرزو ہے یہ نبیؐ کی، رُک نہیں سکتی کبھی

○

چودہ صدیاں ہوگئی ہیں مجلس شبیرؑ کو
خون سے لکھتے رہے ہم غم کی اس تحریر کو
یہ صدا ہے کربلا کی، یہ صدا شبیرؑ کی

○

تیغوں کے سائے میں پلتے ہیں حسینی نوجواں
موت سے لڑنا سکھاتی ہیں ہمیں لوری میں ماں
اپنے خوں سے موڑتے ہیں دھار ہم تو تیغ کی

○

سنّت زینبؑ یہ مجلس سنّت زین العباءؑ
شام کے دربار میں مجلس ہوئی ماتم ہوا
رک نہ پائی شام میں جب کیا رکے گی اب کبھی

○

گود کا بچہ ہو کوئی یا جوان و پیر ہو
دیکھو اس کو اس گھڑی جب ماتم شبیرؑ ہو
ایک ہے رفتار سب کی ایک ہے آواز بھی

○

سو جنازے ہم اٹھائیں اپنے پیاروں کے تو کیا
رک نہیں سکتا عزاداری کا اب یہ سلسلہ
اپنے ہی خوں میں نہا کر ہم پکاریں گے یہی

○

چھن بھی جائیں گر حسینی ماؤں سے ان کے جواں
یاد کرکے زخم اکبرؑ کو کہے گی تب وہ ماں
تھا علی اکبرؑ کا صدقہ لعل میرا ماتمی

○

کہہ رہا ہے پرچم عباسؑ کا پنجہ یہی
ہاتھ کٹ جائیں تو ماتم رک نہیں سکتا کبھی
سر کو ٹکرا کر کریں گے آگ پر چل کر کبھی

○

اے عزادارو حسینؑ ابن علی کے ماتمی
یوں گزارو تم عزاداری میں اپنی زندگی
پیروی کرتے ہی رہنا بوذرؑ و سلیمانؑ کی

○

آج جو ریحانؔ و سرورؔ کر رہے ہیں حق ادا
کل نئے ریحانؔ و سرورؔ دے گی زہراؑ کی دعا
سلسلہ جاری رہے گا روک کر دیکھے کوئی

ماتم مولا

(ندیم سرور)

گھر گھر ماتم، در در ماتم، تیرا ہوتا رہے مولا ماتم
بستی بستی، قریہ قریہ، تیرا ہوتا رہے مولا ماتم

○

تیرا ماتمی! اے میرے مولاؑ دنیا کے کسی کونے میں گیا
مصروف رہا ماتم میں تیرے، دیتا ہے سکون تیرا ماتم

○

جب دل نے کہا، آئیں زہراؑ میرے گھر میں، بہانے اشک عزا
بس میں نے بچھا کے فرش عزا، کچھ دیر کیا برپا ماتم

○

کل ہاتھ بندھے تھے زینبؑ کے، مجبور بہن تھی ماتم سے
مجلس ہے تیری گھر گھر، برپا اب کرتی ہے سب دنیا ماتم

○

عباسؑ کے شانے کٹ تو گئے، معصوم تیرے پیاسے بھی رہے
غازیؑ کے لئے بچوں کے لئے، اب کرتا رہے دریا ماتم

○

عاشور کو جب سورج نکلا، زہراؑ کے بھرے گھر کو دیکھا
اور چاند نے زینبؑ کو دیکھا، کرتی ہے بھرے گھر کا ماتم

○

کربل سے سفر تھا شام کا، جب لاشے پہ پکاری یہ زینبؑ
تاحشر تیری مظلومی پر، کرنا ہے مجھے بھیاؑ ماتم

○

جو کرب وبلا سے شام گئی، وہ بنت زہراؑ بنت علیؑ
سب مائیں بہنیں مل کر اب کرتی ہیں صدا اس کا ماتم

○

بیمار تھا اور زنجیریں تھیں پیروں کے تلے جلتی تھی زمین
سجادؑ کے غم میں رو رو کر کرتا ہے ہر اک رستہ ماتم

○

سردار جناں شبیرؑ ہیں، جب ریحانؔ کہو یہ بات بھی اب
سرور جو سنائے گا نوحہ، جنّت میں بپا ہوگا ماتم

ماتم شبیرؑ

(ندیم سرور)

مل کے سب ماتم شبیرؑ کریں
دل بہ دل سینہ بہ سینہ
کربلا تعمیر کریں
مل کے سب......

یہ ماتم پہچان ہماری
اس پہ جاں قربان ہماری
جسم یہی یہ جان ہماری
یہ ماتم ہے شان ہماری
کہتا ہے ایمان ہمارا، سارے جوان و پیر کریں

اصغرؑ تیری پیاس کا ماتم
اکبرؑ کا عباسؑ کا ماتم
حسرت کا اور یاس کا ماتم
حاصل ہے احساس کا ماتم
لاکھ زمانہ ہم کو روکے، ہم اس کی تشہیر کریں

یہ ماتم مظلوم کا ماتم
زہراؑ کے معصوم کا ماتم
پانی سے محروم کا ماتم

تیغ تلے حلقوم کا ماتم
اس ماتم سے ہم جو چاہیں وقت کو زنجیر کریں
عابدؑ کی زنجیر کا ماتم
خشک گلے اور تیر کا ماتم
زینبؑ کا شبیرؑ کا ماتم
دل سے کریں دلگیر کا ماتم
جو ماتم زینبؑ نے کیا تھا ہم اس کی تفسیر کریں

ماتم کیا ہے شہؑ کا علم ہے
یہ ماتم تو دیں کا بھرم ہے
جس سے خوشی ہو وہ یہ غم ہے
حق کا یہی ماتم پرچم ہے
اس پرچم کو اس ماتم کو، سینوں پہ تحریر کریں

ماتم جس کا دریا دریا
جس کی وفا ایمان کا چہرہ
جس کے علم کا خون میں پھریرا
ڈوب گیا وہ چاند نہ ڈوبا
اس کی وفا کہتی ہے ہم سے دنیا کو تسخیر کریں

یاد میں تیری شام غریباں
ماتم کرنے والے انساں
کرتے ہیں جب چاک گریباں
زہراؑ خود ہوئی ہیں گریاں
سنتِ زہراؑ ہے یہ ماتم اس کو عالمگیر کریں

کر نہ سکی جو بھائی کا غم
اس زینبؑ کی یاد میں اب ہم
رنج و خوشی سے کر کے باہم
ہر دن سمجھیں ماہ محرم
زخمِ دل زینبؑ کی خاطر، کوئی دوا اکسیر کریں

جنکے رسن میں ہاتھ بندھے تھے
کیسے بھلا وہ ماتم کرتے
ان کی دلوں میں یاد بسا کے
نوحے کی ماتم کی صدا سے
اہل عزا زہراؑ کی دعا سے، خلد کو جاگیر کریں

مولا ایسا ظرف عطا کر
یہ ماتم سوغات بنا کر
لے جائیں سینوں پہ سجا کر
شہر نجف میں دِل میں بسا کر
اپنی عزاداری کا تحفہ، نذر خیبر گیر کریں

کہہ دیں گے ریحانؔ و سرورؔ
حشر میں جب خاتون محشر
پوچھیں گی یہ بات جو آکر
چاہئے کیا ماتم کی بنا پر
ہم کہہ دیں گے ہم کو غلام شبرؑ و شبیرؑ کریں

حیات وموت

(ندیم سرور)

حسینیو! یہ تم پہ ہوگیا لازم جو تم حسینی ہو
اجل حسینؑ کی صورت، جیو علیؑ کی طرح

حسینیو! یہ تمہیں کربلا بتاتی ہے
جو قوم اپنے شہیدوں کو بھول جاتی ہے
قدم قدم پہ اجل سے فریب کھاتی ہے
پھر ایسی قوم کی قسمت میں بے ثباتی ہے
حسینیو! کرو جو پیروی تو حرؑ کی پیروی کی طرح

کوئی حسینی کبھی موت سے نہیں ڈرتا
علیؑ کا نام کبھی بے سکوں نہیں کرتا
علیؑ کے بغض کا جو زخم ہے نہیں بھرتا
علیؑ کا ماننے والا کبھی نہیں مرتا
حسینیو! جو اُن پہ مرتا ہے وہ ہے شہید ہی کی طرح

علیؑ کے بچوں کو جو موت سے ڈراتا ہے
وہ اپنی فکر نجس سے فریب کھاتا ہے
علیؑ کی راہ سے جو بھی قدم ہٹاتا ہے
نبیؐ کا بیٹا بھی طوفاں میں ڈوب جاتا ہے
حسینیو! نبیؐ کے بیٹے اگر ہو رہو نبی کی طرح

علیؑ کے جینے کا انداز کیا نرالا ہے
علیؑ نے موت کو بھی رزق دے کے پالا ہے
خدا کے گھر میں شہادت بڑا حوالہ ہے
علیؑ نے موت کو بھی مشکلوں میں ڈالا ہے
حسینیو! حسنؑ حسینؑ بھی زندہ رہے ان ہی کی طرح

جو حق پرست ہیں وہ سب غلام حیدر ہیں
نظر میں بدر و اُحد کے تمام منظر ہیں
جو حق پرست نہیں بُزدلان خیبر ہیں
جو حق پرست ہیں ان کے جلے ہوئے گھر ہیں
حسینیو! شعورِ حق کی ضرورت ہے قنبری کی طرح

انہیں کے در پہ اَجل آ کے ہوگئی مجبور
حیات و موت کا بنتا ہے ان کے گھر منشور
انہیں کے لال بناتے ہیں صبر کا دستور
منافقت ہے ہمیشہ درِ حسینؑ سے دور
حسینیو! حقوق رکھتے ہیں سارے یہ داوری کی طرح

کوئی سپاہ نہیں ہے سپاہ حیدرؑ سی
کہاں ہے بات کسی میں حسینیؑ لشکر سی
کوئی سپاہ صحابہ نہیں ابوزر سی
صفات کس میں ہیں سلمان اور قنبر سی
حسینیو! تمام صورتیں یہاں ہیں پیمبری کی طرح

یہ وہ ہیں موت بھی جن سے پناہ مانگتی ہے
حیات و موت کے مالک ہیں موت جانتی ہے
خدا کے بعد انہیں نا خدا بھی مانتی ہے

انہیں کی تیغ تو بُغض و نفاق چھانتی ہے
حسینیو! نہیں ہے تیغ کوئی تیغ حیدری کی طرح

سند غلامی کی دے دیں تو خلد مل جائے
یہ مسکرائیں تو مُرجھایا پھول کھل جائے
زمیں کو غیض سے دیکھیں فلک بھی ہل جائے
یہاں سے مانگنے دھڑکن نبیؐ کا دل جائے
حسینیو! کریم سب ہیں یہاں ربِ اکبری کی طرح

علیؑ سے زندگی قاتل علیؑ کا کیا چھینے
کہ جام شیریں جسے دست حیدریؑ سے ملے
علیؑ نے نیند سے بیدار کر دیا ہو جسے
علیؑ سے زندگی وہ چھینتا بھلا کیسے؟
حسینیو! اجل پہ کون گرا، دہر میں علیؑ کی طرح

یہ کون جاتا ہے مرنے، لہو لہو ہے بدن
فرس کے دوش پہ سورج کی جا رہی ہے کرن
جلال کہتا ہے یہ شخص تو ہے موت شکن
تڑپ رہی ہے درِ خیمہ پہ، یہ کس کی بہن
حسینیو! یہ کائنات لرزتی ہے تھرتھری کی طرح

یہ کس کے حلق پہ رُک رُک کے تیغ چلتی ہے
حیات روتی ہے اور موت ہاتھ ملتی ہے
زمین گرم سے اک آگ سی نکلتی ہے

یہ کس کی ماں ہے جو گرتی ہے اور سنبھلتی ہے
حسینیو! یہ کائنات پہ چلتی ہے کیا چھری کی طرح

حیات و موت کا یہ فلسفہ دیا کس نے؟
اَجل کا جام خدا کے لئے پیا کس نے؟
یہ مرحلہ تھا کٹھن طے، مگر کیا کس نے؟
ریحانؔ اعظمی مر کے بتا دیا کس نے؟
حسینیو! حیات وموت ہے بہتر حسینؑ ہی کی طرح
اجل حسینؑ کی صورت، جیو علیؑ کی طرح

......☆......☆......

عزادارانِ حسینؑ

(ندیم سرور)

تاریخ کے کردارو، کس بات میں تم کم ہو
اے شہؑ کے عزادارو، کس بات میں تم کم ہو

دریا ہو سمندر ہو، تم سیپ ہو گوہر ہو
تم مرد قلندر ہو، صحرا میں گلِ تر ہو

تم عزم ابوذر ہو، تم فکر کے قنبر ہو
تم حرؑ کا قبیلہ ہو، تم جون کا لشکر ہو
اے غم کے علمدارو
کس بات میں تم کم ہو

رستہ نہیں منزل ہو، دھڑکن نہیں تم دل ہو
مظلوم کے تم حامی، ہر ظلم کے قاتل ہو
انسان کی عظمت کے، ہر باب میں شامل ہو
ظلمت کے سمندر میں، تم نور کا ساحل ہو
ماتم کے طلبگارو
کس بات میں تم کم ہو

نسبت ہے پیمبرؐ سے، نسبت تمہیں حیدرؑ سے
اس نسبت مولا سے، تم دور رہے شر سے
تم آنکھ ملاتے ہو، ہر وقت ستمگر سے
جو درس ملا تم کو، سلمانؑ سے بوذرؓ سے
تم روپ وہی دھارو
کس بات میں تم کم ہو

عباسؑ کے پرچم سے، سیکھی ہے وفاداری
آنکھوں میں تمہارے ہے، ایمان کی بیداری
قسمت سے ملی تم کو، مظلوم کی غمخواری
ظالم کے لئے اب بھی، تم تیغ ہو دو دھاری
مظلوم کے غمخوارو
کس بات میں تم کم ہو

زینبؑ کی ردا تم سے، کرتی ہے سوال ایسا
کس غم میں بہاتے ہو، آنکھوں سے لہو اپنا
کیا گھر میں تمہارے بھی، پیغام میرا پہنچا
جس دین کے لاشے کے، کام آیا میرا پردہ
لاج اس کی رکھو دیکھو
کس بات میں تم کم ہو

......☆......☆......

داستانِ کربلا

(ندیم سرور)

یہ شامِ غریباں ہے، دریا کی روانی ہے
پیاسے نہ رہے باقی پھر کس لئے پانی ہے
اصغرؑ تیرے لاشے کو ماں بن کے زمیں رکھے
اجڑی ہوئی گودی کی معصوم نشانی ہے

خوں کیسے رکے لوگوں اکبرؑ کا جوانی میں
ہے خون نیا لیکن برچھی تو پرانی ہے

یہ تو مجھے لگتا ہے لاشہ کسی دولھا کا
پٹکا جو کمر میں ہے رنگ اس کا تو دھانی ہے

معلوم نہ تھا شہ کو خود اپنے ہی ہاتھوں سے
شبیرؑ کی نشانی بھی مٹی میں ملانی ہے

شبیرؑ کو خنجر سے زیادہ یہ اذیت ہے

تکلیف جو زنداں میں بچی کو اٹھانی ہے

زینبؑ نے کہا ٹھہرو میں دشت میں آتی ہوں
بھیا تمہیں اکبرؑ کی اب لاش اٹھانی ہے

ہر غم کو بھلا دیں گے ہر یاد بھلا دیں گے
زہرؑا تیرے بچوں کی بس یاد منانی ہے
ریحان کی سرور کی پہچان ہے جنت میں
ان دونوں کے سینے پر ماتم کی نشانی ہے

......☆......☆......

اجرِ غم

(ندیم سرور)

جب ہوگا سوا نیزے پر خورشید قیامت
سائے میں سیدہؑ کے عزادار رہیں گے

بڑھتا ہی چلا جائے گا شبیرؑ کا ماتم
قائد جو غم شہ کے علمدار رہیں گے

ہم قبر میں سو جائیں گے جب بے خبری سے
ماتم کے نشاں روح میں بیدار رہیں گے

جنت میں اگر مجلس شبیرؑ نہ ہوگی
ہم اہل عزا خلد سے بیزار رہیں گے

اک سمت اگر عید ہو اک سمت محرّم
ہم حق کی قسم غم کے طلب گار رہیں گے

اے منکر ماتم! تو کہاں جا کے رہے گا؟
جنت میں تو سرور کے عزادار رہیں گے

نسبت انہیں اصحاب پیمبر سے نہ دینا
انصار حسینی ہیں وفادار رہیں گے

اک بار ذرا نام علیؑ لے کے تو دیکھو
مشکل میں مددگار وہ ہر بار رہے گے
بے جان خداؤں سے کہا بنت اسد نے
کعبہ میں تو اب حیدرؑ کرار رہیں گے

زینبؑ کا کھلے سر بھرے دربار میں جانا
سجادؑ اسی درد سے بیمار رہیں گے

وہ مشک کا چھدنا وہ سکینہؑ کا بلکنا
عباسؑ کے سینے پر سدا بار رہیں گے

ریحانؔ میرا نامۂ اعمال ہے نوحہ
پروانہ جنت میرے اشعار رہیں گے

......☆......☆......

صدائے کربلا

بے کفن خاک پہ، شبیرؑ کا لاشہ کیوں ہے؟
مالک کوثر و تسنیم ہے، پیاسا کیوں ہے؟

موج کوثر ہے، تیرے واسطے بیتاب بہت
موت اصغرؑ سے یہ کہتی تھی، بلکتا کیوں ہے؟

ہم تو مہمان ہیں، مہمانوں پہ یہ ظلم ستم
کہتی تھی بالی سکینہؑ، پھوپھی ایسا کیوں ہے؟

ماں یہ کہتی تھی، کوئی مجھ کو بتاؤ تو سہی؟
میرے اکبرؑ کا، یہ نیزے میں کلیجہ کیوں ہے؟

سب ہی مقتول ہوئے، کون بھلا پوچھے گا؟
چہرا معصوم سکینہؑ تیرا نیلا کیوں ہے؟

فاطمہ زہراؑ کی، مقتل میں صدا آتی تھی
میرے بچے کو، بلا جرم کے مارا کیوں ہے؟

یہ لگتا ہے کہ، زینبؑ کی چھینی ہے چادر
نہر پہ لاشۂ عباسؑ، تڑپتا کیوں ہے؟

پانی جب، اصغرؑ معصوم کو بھی مل نہ سکا
بانو کہتی ہے بتاؤ، مجھے دریا کیوں ہے؟

لاش اکبرؑ پہ، جگر تھام کے بولے شبیرؑ

اس کڑے وقت میں، آیا خط صغرا کیوں ہے؟

قبر اصغرؑ کو تو، اشکوں سے کیا تر شہہ نے
کتنا بے ظرف ہے، یہ ابر برستا کیوں ہے؟

فیض ہے مادر شبیرؑ کا ورنہ ریحانؔ
زینت بزم عزا بس تیرا نوحہ کیوں ہے؟

عقیدت کے پھول (حسن صادق)

کنبہ نبی کا قید تھا بازار شام تھا
زینبؑ تھی سر برہنہ تو قیدی امام تھا

بیٹی علیؑ کی سر کھلے دربار عام میں
عباسؑ کے لئے یہ حیا کا مقام تھا

زنجیر و طوق بیڑیاں پہنے ہوئے چلے
سجاد کے نصیب میں کیا سخت کام تھا

آیا در حسینؑ پہ قسمت بدل گئی
حُرؑ تھوڑی دیر بعد علیہ السلام تھا

تطہیر سیدہؑ کی ردا کا جو نام ہے
زینبؑ تیری ردا کا تو عباسؑ نام تھا

عباسؑ جیسا بھائی نہیں دو جہاں میں
جو خود کو اپنے بھائی کا کہتا غلام تھا

یہ آج جو سبیلیں لگی ہیں جگہ جگہ
یہ اس کی یادگار ہے جو تشنہ کام تھا

نوحہ نہیں تھا وہ تو عقیدت کے پھول تھے
ریحانؔ اعظمی کے قلم کا سلام تھا

کوثر کی موج

ہفتم ؁ سے شہہ پر کردیا اعدا نے پانی بند
ہوتی نہیں، یہیں پہ ستم کی کہانی بند

حجت تمام کرنا تھی کرکے سوال آب
شہہ چاہتے تو توڑ کے آجاتا پانی بند

پہنچے حبیب پیری کے بند توڑتے ہوئے
تھی نامۂ حسینؑ میں جیسے جوانی بند

جس قید میں سکینہؑ نے گھٹ گھٹ کے جان دی
محشر میں اس ظلم کے سب ہوں گے بانی بند

کوثر مچل رہا تھا لب شاہ چوم لے
باندھے ہوئے تھی شاہ کی تشنہ دہانی بند

جب ہیں عزائے شہہ کی محافظ بتولؑ خود
تاحشر ہو نہ پائے گی یہ نوحہ خوانی بند

یارب امام عصرؑ کا جلدی ظہور ہو
یہ آرزو ہے سینے کے اندر پرانی بند

ریحاؔن کا قلم ہے کہ کوثر کی موج ہے
ہوتی نہیں کبھی بھی قلم کی روانی بند

علیؑ علیؑ ۔ علیؑ علیؑ

حیدرؑ صفدرؑ نفس پیمبر علیؑ علیؑ
کل ایمان ساقی کوثر علیؑ علیؑ

کون؟ علیؑ مولود کعبہ
من کنت ارشاد نبیؐ کا
عین اللہ وہ ہاتھ خدا کا
توڑے بُت کعبے کے اندر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

جنگ خندق جنگ خیبر
بدر و اُحد صِفین کا منظر
کٹ کے گرے جبریلؑ کے شہہ پر
قتل ہوئے سب مرحب و عنتر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

تیغ انہیں اللہ نے بخشی
زوجہ پیغمبر کی بیٹی
کوئی کہاں حیدرؑ کا ثانی
بیٹے ہیں شبیرؑ و شبرؑ
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ایسے شُجاع جھولے کے اندر
چیر دیا تھا کلمہ اژدر
لے کر دو انگلی پر خیبر
پھینک دیا لشکر کے اوپر

علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ساقی کوثر شافع محشر
فرمائے محبوب داور
ان کے لئے قرآن کے لب پر
انا اعطینا کل کوثر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

مشکل خود مشکل میں پڑی ہے
ہم نے انہیں آواز جو دی ہے
سب کو وہیں امداد ملی ہے
جس نے لگایا نعرہ حیدرؑ
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

اے بن ملجم ظلم یہ ڈھایا
ملنے لگا ہے عرش کا پایا
شیر خدا کا خون بہایا
نوحہ کناں محراب و منبر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

تو نے روزہ دار کو مارا
ٹوٹ گرا ہے عرش کا تارا
زخمی ہے قرآن کا پارا
ضرب لگی اسلام کے دل پر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

کرب و بلا ہے یا کوفہ ہے
گریہ کناں مسجد کی فضا ہے

منبر خود نوحہ پڑھتا ہے
زینبؑ روئیں پھینک کے چادر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

وقت نزع مولا نے پوچھا
لاؤ کہاں عباسؑ ہے میرا
غازیؑ سے پھر یہ فرمایا
تم ہو میرے شبیرؑ کے قنبر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

بیٹی کو پھر پاس بلایا
لے کر پھر بازو کا بوسہ
رونے لگا ہم سب کا مولا
نظروں میں تھا شام کا منظر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

کہتے تھے شبیرؑ سے حیدرؑ
تیرے گلے پر اے میرے دلبر
شمر لعین پھیرے گا خنجر
تم دکھلانا صبر کے جوہر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

فزت برب کعبہ کی
ہر لمحہ ریحان صدا تھی
مولا نے دنیا سے قضا کی
محشر سے پہلے تھا محشر
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علیؑ امام من است منم غلام علیؑ

ہے جیسے خدا ایک
قرآں ایک نبی ایک
وہ میرا علیؑ ایک

علیؑ امام ہے میرا
میں غلام، میں غلام، میں غلام علیؑ کا
علیؑ امام من است منم غلام علیؑ

قسم خدا کی دعا علیؑ ہے
فنا نہیں ہے بقا علیؑ ہے
وفا پکاری وفا علیؑ ہے

فلک پہ جو تھا صدا علیؑ ہے
محافظ کربلا علیؑ ہے
نبی کا مشکل کشا علیؑ ہے

فقط سلونی علیؑ کا دعویٰ   دکھاؤ کوئی علیؑ کے جیسا
جو موت پر موت بن کے ٹوٹا   لقب ملا کس کو لافتیٰ کا
ہر ایک تاریخ میں ہے ڈھونڈا
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں تھا

علیؑ کو جس نے خدا میں دیکھا   اسے جہاں نے نُصیری سمجھا
خدا نے کیسا علیؑ کو جانا   عَبث ہے مجھ کو تو یہ بتانا
خدا کا گھر جس کا ہو ٹھکانا

ہزار بدعت کہے زمانہ
نبی کو معراج پر بلایا   خدا نے رکھا خود اپنا پردہ
بنا کے اپنا علیؑ سا لہجہ   یا اپنا لہجہ علیؑ کو بخشا
یہ راز ہے راز ہی رہے گا
خدا علیؑ یا علیؑ خدا تھا

ابھی کسی کو پتہ نہیں ہے   علیؑ علیؑ ہے خدا نہیں ہے
یہ راز اب تک کھلا نہیں ہے   علیؑ کے قبضے میں کیا نہیں ہے
یہ بات کیوں پوچھتا نہیں ہے
نشان کعبہ مٹا نہیں ہے

نُصیریوں کو ہوا ہے دھوکا   اس ایک بندے پہ بس خدا کا
ہوا جو گھر میں خدا کے پیدا   وہ کون ہے یہ بتائے کعبہ
خدا بھی ہم نام ہے علیؑ کا
خدا بھی اعلیٰ علیؑ بھی مولا

تمام لُوح و قلم علیؑ کے   ہیں دو جہاں میں علم علیؑ کے
نبی کا دوش اور قدم علیؑ کے   گرے قدم پر صنم علیؑ کے
نہیں ہیں اوصاف کم علیؑ کے
غلام دنیا میں ہم علیؑ کے

علیؑ سے پتھر میں رزق پہنچا   ہے راستہ خضر کو بتایا
جو مرچکا تھا اسے جلایا   علیؑ نے خیبر کا در اٹھایا
نہ کوئی مشکل میں کام آیا
تو پھر نبی نے انہیں بلایا

تراب سے پوچھ لو یہ قصہ   علیؑ نے آدم کو بنتے دیکھا
علیؑ نے لوح و قلم کو نقشہ   جب اپنے ہاتھوں سے ہے بنایا
تو پھر خدا کو خیال آیا
علیؑ کو کہہ دوں تو ہاتھ میرا

علیؑ ہے عادل علیؑ عدالت   نسب علیؑ کا نسب کی عظمت
علیؑ ہے ایمان علیؑ شریعت   علیؑ شجاع ہے علیؑ شجاعت
علیؑ حقائق علیؑ حقیقت
علیؑ کا کوثر علیؑ کی جنت

یہ میرا نوحہ یہ میرا ماتم   یہ فرش مجلس یہ اشک پیہم
ابھی سے کیا آ گیا محرم   پکارتے ہیں علیؑ علیؑ ہم
نظر سے اترا ہے روح میں غم
فلک یہ تاروں کی آنکھ ہے نم

اسی علیؑ کی ہے یہ شہادت   کہ جس کو روتی ہے اب عبادت
ہے قبل محشر جو یہ قیامت   لگی ہے سر پر علیؑ کے ضربت
نبی سے جس کو بھی ہے محبت
علیؑ کے غم میں کرے گا شرکت

ریحان و سرور غلام حیدر   بناؤ سب کو مقام حیدر
خدا کا ہم نام نام حیدر   کلام حق ہے کلام حیدر
حسینیوں پہ سلام حیدر
ملے گا محشر میں جام حیدر

علیؑ مولا ہمارا، علیؑ آقا ہمارا

(ندیم سرور)

کوئی رابعہ بصری تو کوئی لال قلندر
کوئی بو علی شاہ ہے تو کوئی ہم سا حسینیؑ
ہے سب کا یہ نعرہ علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

سینوں کی طرف ہاتھ جو ماتم کو اٹھے ہیں
رشتہ کسی مظلوم سے یہ جوڑ رہے ہیں
یہ منکر ماتم کی کمر توڑ رہے ہیں
یہ ماتمی دستے نہیں حیدرؑ کا ہیں لشکر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

نعرے تو بہت اور بھی لوگوں نے لگائے
نعرہ کوئی ایسا نہ تھا خیبر جو ہلائے
بس نعرہ حیدرؑ میں وہ اوصاف ہیں پائے
ڈوبا ہوا سورج بھی نکلتا ہے ابھر کر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

تاریخ کے اوراق کے منہ میں جو زباں دوں
جو نعرہ حیدرؑ کی فضیلت ہے بتادوں
وہ معرکۂ خیبر کا تمہیں یاد دلا دوں
مشکل میں جو اک بار پکارے تھے پیمبر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

آؤ درِ حیدرؑ کی طرف صورت قنبر
اس دَر کی جبیں سائی بناتی ہے قلندر
سلمان یہیں بنتے ہیں یہیں میثم و بوذر
یہ دَر تو بدل دیتا ہے حُرؑ کا بھی مقدر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

ہوتی ہے یہاں آکے یہ حق بات مکمل
سچ بات کہے جاؤ ہمہ وقت مسلسل
سچ بات کو مانیں گے سبھی آج نہیں کل
بس نام علیؑ وِرد کرو مثل قلندر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

دِر کعبہ کی دیوار میں، قدرت نے کیا ہو
بُت کعبے میں رکھے ہوئے جو توڑ رہا ہو
اللہ کا گھر جس کا زچہ خانہ بنا ہو
سب مل کے لگاتے رہو اب کعبہ کا چکر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

گرتے ہوئے لوگوں کو یہ میداں میں اُٹھا دیں
قرآن کی زباں بولنا پتھر کو سکھا دیں
طوفان کا رُخ موڑ دیں آندھی کو بھگا دیں
یہ جام شہادت پئیں قاتل جو جگا کر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

اس نام پہ سر مانگو تو ہم سر تمہیں دیں گے
اک سر کی ضرورت ہو بہتّر تمہیں دیں گے
فرزند علیؑ کی طرح ہم گھر تمہیں دیں گے
ہم سب ہیں غلام اس کے جو ہے ساقی کوثر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

حیدرؑ کے غلاموں کو گزرنا ہو جدھر سے
طوفان بھی رخ موڑ کے چلتے ہیں ادھر سے
دیکھے کوئی حیدرؑ کو پیغمبر کی نظر سے
پیدا نہ ہوا شیر خدا کا کوئی ہمسر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

ہجرت کی وہ شب گھات لگائے ہوئے دشمن
محبوب خدا کیسے بچا سکتے تھے دامن
پر صورت حیدرؑ میں دِیا ایک ہے روشن
لو سو گئے بن کے وہ محمدؐ سر بستر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

وہ تیغ تلے سجدہ معبود میں سر ہو
موت آئے گی سجدہ میں جسے یہ بھی خبر ہو
مصروف بُکا اس کے لئے کیوں نہ بشر ہو
وہ جس نے نہ چلنے دیا اسلام پہ خنجر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

وہ عصر کا ہنگام وہ شبیرؑ کا سجدہ
وہ پیاس وہ گرمی وہ چمکتا ہو دریا
اُٹھ اُٹھ کر وہ گرتا ہوا ایک خیمے کا پردہ
آتی تھی دِر خیمہ سے آواز برابر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

وہ بازوئے عباسؑ جو کاٹے گئے رن میں
وہ تیر جو پیوست ہیں سرور کے بدن میں
دوری ہوئی پردیس میں جب بھائی بہن میں
مرقد میں بُکا کرتے تھے وہ خاک اڑا کر
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

ریحانؔ میری آنکھ سے بہتے ہوئے آنسو
ہیں راہ صداقت میں چمکتے ہوئے جگنو
ماتم کی صدا نوحے کی آواز ہر ایک سو
حیدر کے غلاموں نے ہی پھیلائی ہے سرورؔ
علیؑ مولا ہمارا علیؑ آقا ہمارا

حیدری نعرہ

حیدری نعرہ لگاتے جائیں
ہم حسینی حشر میں جب آئیں گے

ہم علیؑ والے نسب ہے حیدری
ہم دَم مشکل پڑھیں ناد علی
ہم سے طوفان کس طرح ٹکرائیں گے

قبر میں گھبرائیں گے ان کے عدو
ہم فرشتوں سے کریں گے گفتگو
خود فرشتے ہم سے تو گھبرائیں گے

جس کے بھی دل میں غم شبیرؑ ہے
خلد اس کے باپ کی جاگیر ہے
جام کوثر کا وہی تو پائیں گے

ہے علمداری علیؑ کے گھر کی بات
دیکھ کر عباسؑ کو بولی فرات
بھاگنے والے علم کیا پائیں گے

وارث قرآن ہیں ابن علیؑ
بات واضح کربلا میں ہوگئی
نیزے پر قرآن سناتے جائیں گے

حب حیدرؑ دین ہے ایمان ہے

خود نبیؐ کا بھی یہی فرمان ہے
ساری دنیا کو یہی بتلائیں گے

وصف حیدرؑ انبیاء سے پوچھئے
دست خالق ہیں خدا سے پوچھئے
آپ ہم کو کب تلک جھٹلائیں گے

عسکری نعرہ علیؑ کا نام ہے
بُغض حیدرؑ موت کا پیغام ہے
بات سچی اہل حق دہرائیں گے

حضرت عباسؑ کا ضبط وفا
معجزہ ہے جنگ کی تاریخ کا
آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے

حضرت شبیرؑ، نوشبیرؑ ہیں
مثل حیدرؑ اصغرؑ بے شیر ہیں
مسکرا کے تیر سے ٹکرائیں گے

ہے رگوں میں جس کی خون حیدری
اس سے گھبرائیں نہ کیونکر مرحبی
جتنے لشکر آئیں گے کٹ جائیں گے

دشمن مولا علیؑ یہ جان لیں
حق علیؑ کی سمت ہے یہ مان لیں

ٹھوکریں ورنہ وہ کھاتے جائیں گے

پرچم عباسؑ سے ہر گام پر
ہم حسینؑ ابن علی کے نام پر
جلنے والوں کو جلاتے جائیں گے

دیکھ لینا آئے گا وہ دن ضرور
جب پکار اُٹھے گا انسان کا شعور
سب صِف ماتم بچھاتے جائیں گے

زینبؑ مُضطر نے عابدؑ سے کہا
ہم شب عاشور ہو کر بے ردا
منہ کو بالوں سے چھپاتے جائیں گے

رو کے زینبؑ سے سکینہؑ نے کہا
کب تلک یہ ظُلم ہم پر بے خطا
دشمن اسلام ڈھاتے جائیں گے

کہتے تھے شبیرؑ خنجر کے تلے
تیغ چاہے سارے کنبے پہ چلے
دین کا پرچم مگر لہرائیں گے

ہے بہت ریحاںؔ مولا کا کرم
منسلک ہے نوحہ گوئی سے قلم
میرے نوحے حشر میں کام آئیں گے

یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

سب کے مشکل کشا آپ ہیں
وارثِ انما آپ ہیں
صاحبِ ھل اتی آپ ہیں
کل کے حاجت روا آپ ہیں
شان ہی اور ہے آپ کی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

جس نے مشکل میں آواز دی
آپ نے بڑھ کے امداد کی
پڑھ کے خیبر میں نادِ علیؑ
مطمئن ہوگئے تھے نبیؐ
بولے خوش ہو کے جبریل بھی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

باخدا تم نہیں ہو خدا
پر خدا سے نہیں ہو جدا
کیا تھا پیشِ خدا کا مرتبہ
یہ بھی معراج میں کھل گیا
لہجہ حق میں جب بات کی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

بے نواؤں کی تم ہو نوا
محترم تم سے کعبہ ہوا
در جو دیوار میں ہوگیا
عرش سے آرہی تھی صدا
آج کعبے میں شمع جلی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

پیٹئے سر کو اہلِ عزا
سر پہ کوہ مصیبت گرا
فرقِ حیدرؑ دوپارا ہوا
وار ظالم نے ایسا کیا
سانس اسلام کی رک گئی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

آسمان کر رہا ہے بکا
اور زمیں پر بھی ہے زلزلہ
نوحہ پڑھتی چلی ہے ہوا

جانب روضۂ مصطفیٰ
قبر زہراؑ لرزنے لگی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

رحلت مرتضیٰ کے سبب
روئے حسنینؑ و عباسؑ جب
ہوگیا دن بھی تاریک شب
اس سے بڑھ کر ہوا یہ غضب
سر سے زینبؑ کے چادر گری
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

آئے جبرئیل روتے ہوئے
جب علیؑ سوئے مدفن چلے
انبیاءؑ خاک اڑانے لگے
قدسیوں نے بھی نوحے پڑھے
چادر غم فلک پر بچھی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

اٹھ گیا وہ امام مبینؑ
روتے ہیں آسماں اور زمیں
قلب کو چین آتا نہیں
پھاڑ کر جیب اور آستین
سر کو پیٹو ریحانؔ اعظمی
یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

امّت کا ستم

امّت نے مصطفیٰؐ کی ستم کیسا ڈھا دیا
بے پردہ کیا ان کو انہیں دکھ سوا دیا
اک زہراؑ اور اک ثانی زہراؑ تھیں دلفگار
دربار ظلم میں کیا دونوں نے انتظار

معصومہؑ کی گواہی کو ظالم نے رد کیا
بیٹی ہے یہ رسولؐ کی یہ بھی بھلا دیا
ظالم نے مصطفیٰؐ کو ستایا تہہ مزار
اک زہراؑ اور اک ثانی زہراؑ تھی دلفگار

بیٹی علیؑ کی کہتی تھی دربار شام میں
ہے تذکرہ ہمارا خدا کے کلام میں
قائم ہمارے دم سے ہے اسلام کا وقار

باغ فدک کا فیصلہ دربار ظلم میں
کیسا ہوا تھا مومنو معلوم ہے تمہیں
قرآن پڑھنے والوں کا قرآن پہ تھا وار

دربار میں یزیدؔ کے گونجی تھی جب اذاں
اس وقت رو کے بولیں محمدؐ کی بیٹیاں
ظالم یہ کس کے نام کی سنتا ہے تو پکار

خطبہ رسولؐ زادی کا تاریخ بن گیا

دربار ظلم میں ہوئیں زہرا جو لب کشاء
ہر منکرِ نبیؐ کا گریباں تھا تار تار

زینبؑ نے اپنے باپ کے لہجے میں گفتگو
کی اس طرح سے فاجر و فاسق کے روبرو
لگتا تھا جیسے چل گئی ظالم پہ ذوالفقار

ماں کی طرح سے بیٹی بھی دُکھ جھیلتی رہی
وہ بھی نہ رونے پائیں تو یہ بھی نہ رو سکی
ناموس مصطفیٰ پہ ستم ہوگئے ہزار

منظر بیان کیا کروں؟ دربار شام کا
زخمی بدن بھی، دل بھی، جگر بھی امام کا
زینبؑ کی بے رِدائی کا دل میں تھا ایک خار

بعد رسولؐ کر دیا امّت نے یہ غضب
دُکھ وہ دیئے کہ دن نظر آتے تھے مثلِ شب
رو رو کے سیدہؑ یہی کہتی تھیں بار بار

زینبؑ کو سر برہنہ رسن بستہ لائے تھے
دربار شام میں بڑے پُردرد سائے تھے
شہزادیاں رسولؐ کی روتی تھیں زار زار

ریحانؔ بنت زہراؑ ہو یا بنت مصطفیٰ
دونوں نے ظلم دیکھا ہے دربار عام کا
دُکھ یہ ہے کلمہ گو تھے نبی کے ستم شعار

تیرے کنارے فرات

(ندیم سرور)

برباد ہوئی میں، ہائے واویلا
لوٹی گئی میں، ہائے واویلا
قیدی بنی میں، ہائے واویلا

تیرے کنارے خیمے ہمارے
افسوس یہ ہے کہ لگنے نہ پائے
تو چپ رہی تھی سر کو جھکائے
فرطِ الم سے لب پر تھی ہائے
برباد ہوئی میں،

مالک کوثر پانی کو ترسے
آنکھوں سے آنسو زہرا کے برسے
تیرے کنارے آیا جو گھر سے
پیاسے کے نیزا گزرا جگر سے
برباد ہوئی میں،

غازیؑ کے بازو تیرے کنارے
پانی کی خاطر کٹ کر گرے تھے
غمناک منظر بھولوں گی کیسے
وہ پیاسے بچے بے آب کوزے
برباد ہوئی میں،

سبط نبیؐ پر چلتا تھا خنجر
دیکھا تھا تو نے وہ بھی تو منظر
گھوڑے جو دوڑے لاشوں کے اوپر
فریاد کرتی تھیں میری مادر
برباد ہوئی میں،

پیتا تو پیتا، کتنا سا پانی
معصوم اصغرؑ شہہؑ کی نشانی
باقی ہے اب تک تشنہ دہانی
کیسی دکھائی ہے میزبانی
برباد ہوئی میں،

برچھی جگر پر اکبرؑ نے کھائی
سوکھے لبوں تک، تو کیوں نہ آئی
زنجیر کس نے تجھ کو پہنائی
مرگیا پیاسا صغرا کا بھائی
برباد ہوئی میں،

میرا تو سب کچھ لٹ گیا بن میں
اک اک سپاہی مرگیا رن میں
تیر لگے سرورؑ کے بدن میں
اب ہے جدائی بھائی بہن میں
برباد ہوئی میں،

بے غسل لاشے تیرے کنارے
چالیس دن تک ایسے پڑے تھے
یہ بات کوئی اب تجھ سے پوچھے
کیا تھی عداوت؟ سبط نبیؐ سے
برباد ہوئی میں،

خیر ہوا وہ جو بھی تھا ہونا
قسمت میں تیری لکھا تھا رونا
تاحشر اب تو یونہی تڑپنا
مرگئی پیاسی بالی سکینہؑ
برباد ہوئی میں،

شام سے لٹ کر، آئی ہے زینبؑ
داغ جگر پر لائی ہے زینبؑ
شرمندہ تم سے بھائی ہے زینبؑ
کھوکے سکینہؑ آئی ہے زینبؑ
برباد ہوئی میں،

تیرے کنارے ریحانؔ و سرورؔ
پہنچے تو دیکھا پُر درد منظر
ایک صدا ہے دوش ہوا پر
سیدانی کوئی کہتی ہے روکر
برباد ہوئی میں،

مجھ پہ کیوں؟ بند کرتے ہو پانی

مجھ پہ کیوں؟ بند کرتے ہو پانی
کیا؟ محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں؟ بند کرتے ہو پانی
کلمہ گو ہو محمدؐ کے شامی
کیا میں مہمان آیا نہیں ہوں
کیا میں زہراؑ کا جایا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

میرا بابا ہے مُشکل کشاؑ، میری مادر بھی ہے سیدہؑ
میرا بیٹا ہے زین العباء، میرے نانا کا کلمہ پڑھا
جسکے سائے کو تم ڈھونڈتے ہو کیا؟ میں اس کا ہی سایہ نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

دسترس میں میری کیا نہیں، عِلم تقویٰ شجاعت یقین
میرے پیروں کے نیچے زمین، جس پہ رکھیں فرشتے جبیں
میں ہی سردار اہل جِناں ہوں، کوئی ٹوٹا ستارا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

تم نے مکتوب لکھے کئی، آیئے جلد ابن علیؑ
دین کی روشنی کم ہوئی، شمع اسلام بجھنے لگی
تم نے چاہا تھا میں آ گیا ہوں، خود مدینے سے آیا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

لڑنے آتا جو تم سے کہیں، ساتھ بچوں کو لاتا نہیں
تجھ کو معلوم ہے اے لعیں، ہے خریدی یہ میں نے زمین

اپنی جاگیر میں بے وطن ہوں، شکوہ ہونٹوں پہ لایا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

ساتھ زہراؑ کی ہیں بیٹیاں، محترم ان سا کوئی کہاں
پیاس کی دھوپ کی سختیاں، سب کے چہرے ہوئے ہیں دھواں
بیٹیاں فاطمہ کی ہیں پیاسی، صرف اک میں ہی پیاسا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

حکم عباسؑ کو دوں اگر، نہر لے آئے وہ چھین کر
کربلا ہوگی زِیر و زَبر، لاشیں تیریں گی ہر موج پر
میں نہیں چاہتا جنگ کرنا، فوج لڑنے کو لایا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

میری گردن پر خنجر چلے، آگ لگتی ہے گھر میں لگے
بنت زہراؑ کی چادر چھنے، ہاتھ دونگا نہ اپنا تجھے
ہاتھ میرا یہ دست خدا ہے، میں تو مُنکر خدا کا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

جانتا ہوں چھنے گی رِدا، صبر شیوہ رہا ہے میرا
میرا مدفن بنے کربلا، میں نے طفلی میں وعدہ کیا
قول نانا کا اپنے نبھانے، کیا مدینے سے آیا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

گونجی ہل مِن کی ایسی صدا، شہہ کو ریحانؔ کہتے سنا
یاعلیؑ یا علیؑ ایلیا، وقت امداد کا آ گیا
میرے بچے بلکتے ہیں پیاسے، پھر بھی کیا مسکرایا نہیں ہوں
مجھ پہ کیوں بند کرتے ہو پانی

تمہارا حسینؑ

(ندیم سرور)

ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

لہجہ ای گوش نمایاں ایں دریں شیون وشین
ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

ایہا الناس تمہیں خون حسینیؑ کی قسم
کم نہ ہو رنج و الم اور یہ شور ماتم

یہ وہ ماتم ہے جو زہراؑ و علیؑ کرتے رہے
عصر عاشور یہ ماتم تو نبیؐ کرتے رہے
جب لٹا فاطمہ زہراؑ کا بھرا گھر رن میں
علقمہ روتی تھی اور کرب و بلا کرتی تھی بین
ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

مرد فرزند جواں خورد سنا برسینہ
پدر سوختہ جاں گریہ کند واویلا

مر گیا سامنے اٹھارہ برس کا بیٹا
ہائے اس عمر میں سجتا ہے سروں پر سہرا
نور آنکھوں کا گیا ٹھوکریں کھاتے ہیں حسینؑ
در خیمہ پہ کھڑی روتی تھی بنت زہراؑ
ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

تربت اصغرؑ معصوم بمیداں بنی
بر لحد اشک فشانند حسینؑ ابن علیؑ
ایک ننھی سی لحد کھود کے میداں میں حسینؑ
کہتے ہیں سونپا خدا کو تجھے اے نور عین
خواب سب خاک کا پیوند ہوئے ام رباب
خالی جھولا ہوا اور کوکھ تمہاری اجڑی
ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

من خواہم دیگر زندگی آخر لشکر
بعد عباسؑ علمدار علی اکبرؑ
جی کے اب کیا کریں شبیرؑ کہ لشکر نہ رہا
وہ علمدار وہ عباسؑ دلاور نہ رہا
عصر کا وقت لئے جام شہادت آیا
رکھ دیا سجدہ معبود میں شبیرؑ نے سر
ایہا الناس شما را بحق خون حسینؑ

شد سکینہؑ چوں گرفتار اجل در زنداں
نہ رفیق نہ انیس نہ دم غمخواراں

مرگئی شام کے زنداں میں سکینہؑ گھٹ کر
دفن کے وقت بھی آئے نہیں بھیا اکبرؑ
دل کی حسرت رہی دل میں ہی رہائی نہ ملی
خون بھرا کرتا کفن بن گیا مرقد زنداں
ایہا النّاس شما را بحق خون حسینؑ

رفتہ شد چادر زینبؑ سر بازار جفا
سینہ کوبی بکنند اہل عزا واویلا
سر بازار جفا بنت علی بے چادر
بھائی اٹھارہ۱۸ تھے کوئی نہ رہا سر پہ مگر
ریسماں قید ستم، رنج و الم کنبے کا غم
تن بہ تقدیر ہے اس حال میں بنت زہراؑ
ایہا النّاس شما را بحق خون حسینؑ

چشم ما اشک فشاں در غم شبیرؑ ہنوز
من نخواہم ماسوا ماتم شبیرؑ ہنوز

اشک آنکھوں سے نہیں تھمتے ہیں ریحانؔ کبھی
یاد آجاتا ہے جب شام کا زندان کبھی
جب بھی قرطاس پہ میں نوحہ شبیرؑ لکھوں
میری تحریر میں آتا ہے میرے قلب کا سوز
ایہا النّاس شما را بحق خون حسینؑ

شکرِ رب (ندیم سرور)

سجدے میں سر ہے حلق پہ خنجر کی دھار ہے
بندہ یہ کون؟ ایسا عبادت گزار ہے
خاموش کیسے تو میرے پروردگار ہے
در پر بہن ہے پُشت پہ قاتل سوار ہے
اس حال میں بھی لب پہ یہی بار بار ہے
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

ہاں یہ وہی حسین علیہ السلام ہے
تیری طرف سے جس پہ درود و سلام ہے
سبط نبی ہے یہ شہہ عالی مقام ہے
جس کے لبوں پہ ایک ہی کلمہ مدام ہے
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

یہ وہ ہے جس کے ہاتھ میں زُلف رسولؐ تھی
تیرے نبیؐ کو اس کی ہر اک ضد قبول تھی
بابا علیؑ اسی کا تھا مادر بتولؑ تھی
اس کی زباں پہ بات یہی مثل پھول تھی
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

کہتے ہیں دستے فاطمہؑ زہرا کے آبلے
پالا ہے چکی پیس کے مادر نے پیار سے
جنت سے کپڑے عید پہ بھیجے خدا جسے
شکر خدا میں بات وہ کیونکر نہ یہ کہے
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

اولاد والو! تم ہی کرو دل سے فیصلہ

وہ شخص جس کا بیٹا ہو ہمشکل مصطفیٰؐ
دیکھے اسی پسر کا وہ سینہ چھدا ہوا
نیزہ نکالتے ہوئے سینے سے دی صدا
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

رخ سوئے آسماں کیا خالق کو دی صدا
اصغرؑ شہید ہوگیا اکبرؑ گزر گیا
لشکر کہاں کا میرا برادر نہیں رہا
پر بیکس و ملول نے شکوہ نہیں کیا
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

ناراض تو ہو مجھ سے مجھے کب قبول ہے
تو خوش ہو اے کریم مجھے سب قبول ہے
قید حرم اسیری زینبؑ قبول ہے
کیا تجھ کو میری بات یہ یارب قبول ہے
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

زخموں سے چور چور تھا جب فاطمہؑ کا لال
لخت دل علیؑ و نبیؐ غم سے تھا نڈھال
چہرے پہ خون مل کے بصد حسرت و ملال
کی عرض شہہ نے شکر ہے اے رب! ذوالجلال
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

کیسے کہوں ریحانؔ جو شہہ پہ گزر گئی
بیٹے شہید ہوگئے بچی بچھڑ گئی
زینبؑ دیار شام میں جب ننگے سر گئی
نوک سناں سے سوئے فلک یہ خبر گئی
صد شکر، صد شکر، صد شکر میرے یارب

شاہ جو کیوءِ ماتم

(ندیم سرور)

شاہ جو کیؤ ماتم، شاہ جو کیؤ ماتم
ہر خوشی ۽ ہر غم میں، شاہ جو کیؤ ماتم

خود رسولؐ روئن تا، سیدہ بی روئے تھی
ہُن حسینؑ جے غم میں، کائنات روئے تھی
دین ۽ شریعت آ، شاہ جو کیؤ ماتم

حور ۽ فرشتہ بی، کربلا تے روئن تھا
سرزمین کربل تے اولیاء بی روئن تھا
سنّت رسالت آ، شاہ جو کیؤ ماتم

دین جے کرے مولا، کربلا و سائی آ
حق پرست قومن جی، آبرو بچائی آ
دین حق جو فیصلو آ، شاہ جو کیؤ ماتم

رہبران راہ حق جی، ھک عجب کہانڑی آ
مصطفیٰ و حیدرؑ جی، شاہ ھک نشانی آ

خاندان زہراؑ تے، شاہ جو کیو ماتم
تو وفا نبھائی آ، نینوا جی مشکل میں
دین تو کیؤ روشن، کربلا جے جنگل میں
ہر صدائے زینبؑ آ، شاہ جو کیو ماتم

اُلفت پیمبر میں، پانڑکھے سڈائیں تھو
دین ۽ شریعت تھے، پانڑکھے توں بھائیں تھو
اُلفت پیمبر میں، شاہ جو کیو ماتم

دین جو سہارو آ، نوجوان علی اکبرؑ
دین جو سپاہی آ، بے زبان علی اصغرؑ
۽ رباب لیلیٰ تے شاہ جو کیو ماتم

قید ء سلاسل میں، ھِک بیمار ڈس جے تھو
کاروان کربل جو، سالار ڈس جے تھو
کاروان کربل تے شاہ جو کیو ماتم

شام میں سکینہؑ آ، صغراؑ آ مدینے میں
بھینٹر شام میں ۽ بھا، کربلا جے سینے میں
درد جی کہانڑی آ شاہ جو کیو ماتم

اے ریحانؔ ہی غم بی، قرض ۽ محبت آ
اہل بیت جی اُلفت، فرض ۽ عبادت آ
اہل دل جی دھڑکن آ ، شاہ جو کیو ماتم

پیاسا

(ندیم سرور)

پیاسے پہ عجب وقت قیامت کا پڑا ہے
اک لاش ابھی لایا ہے اک لینے چلا ہے
یہ حُر کا ہے وہ بھائی کا، یہ بیٹے کا لاشہ
زہراؑ کا پسر گنج، شہیداں میں کھڑا ہے
زینبؑ تیری چادر کا خدا حافظ و ناصر
لشکر نہ علم اور نہ علم دار بچا ہے
یہ آخری ہدیہ تھا حسینؑ ابن علیؑ کا
یہ بچہ ابھی تیر سے جو مارا گیا ہے
منہ ڈھانپ لو اماں کہ نظر آئیں نہ نیزے
نیزوں سے یہی عون و محمد کی صدا ہے
چھپ چھپ کے اسے روئے گی اک رات کی بیاہی
وہ دولہا جو بے گوروکفن رن میں پڑا ہے
لیلیٰ تیرے اکبرؑ نے نہیں کھایا ہے نیزا
یہ نیزا دل سبط پیمبر میں لگا ہے
ماں جھولا جھلاتی ہے خیالوں میں ابھی تک
اب جھولنے والا نہیں باقی یہ پتہ ہے
جس خاک پہ خون بہ گیا زہراؑ کے پسر کا
وہ خاک فقط خاک نہیں خاک شفا ہے
ہے مجلس شبیرؑ میں عباسؑ کا ماتم
ریحانؔ یہ غازی کی وفاؤں کا صلہ ہے

فریادِ فرزند

(ندیم سرور)

عصر کا وقت ہے شبیرؑ کی آتی ہے صدا
چور زخموں سے بدن ہوگیا اماں میرا
اپنی آغوش میں اب مجھ کو چھپا لو! اماں
دھوپ ہے اپنی عبا آن کے ڈالو! اماں
گرم ریتی پہ میں گرتا ہوں سنبھالو! اماں

تھک گیا لاشے اٹھا کر میں بھرے لشکر کی
لاش قاسمؑ کی میں لایا ہوں کبھی اکبرؑ کی
خود بنائی ہے لحد میں نے علی اصغرؑ کی
دو تسلی مجھے سینے سے لگالو! اماں

تیر تلوار سے خنجر سے بدن زخمی ہے
خاک جلتی ہے تو زخموں میں چبھن ہوتی ہے
میرے زخموں سے میرے دل کا لہو جاری ہے
اپنی چادر کو میرے زخموں پہ ڈالو! اماں

میرا عباسؑ خفا ہوگیا اماں مجھ سے
وہ نہیں آیا اٹھا لایا تھا بازو اس کے
آپ اک کام کریں نہر کنارے جاکے
میرے روٹھے ہوئے بھائی کو منالو! اماں

چکیاں پیسی ہیں گودی میں بٹھا کر مجھ کو
جاگتی رہتی تھیں زانو پہ سلا کر مجھ کو
لوریاں دیتی تھیں جھولے میں جھلا کر مجھ کو
اک دفعہ گود میں پھر اپنی سلالو! اماں

اور کچھ دیر کا مہمان ہوں تم پاس رہو
ریت زخموں میں ہے آنچل سے اسے صاف کرو
آتی ہے رونے کی آواز سکینہؑ دیکھو
جاؤ تم جاکے سکینہؑ کو سنبھالو! اماں

دیکھو وہ آگ لگی شام غریباں آئی
دیکھو گھبرا کے نکل آئی میری ماں جائی
دیکھو بے ہوش سکینہؑ کا بڑا ہے بھائی
جاؤ سجادؑ کو شعلوں سے نکالو! اماں

ہے گزارش میری تم سے تو اب اتنی مادر
اماں! بابا کی قسم ڈھانپ لو منہ پر چادر
دیکھا جائے گا نہ اب تم سے یہ خونی منظر
قتل ہوتا ہوں نگاہوں کو ہٹالو! اماں

ہوگی جب حشر کے میدان میں مجلس برپا
فرشِ غم شہ کا بچھائیں گے جنابِ زہراؑ
آئے گی حضرتِ شبیرؑ کی ریحانؔ صدا
آج جی کھول کے تم اشک بہالو! اماں

یہ غلط ہے شہید مرتا ہے

حسینؑ! زندہ تھا، حسینؑ! زندہ ہے

حسینؑ ! مر کے بھی زندہ ہے قلب مومن میں
غم حسینؑ کا چرچا ہے رات میں دن میں
چھپے جو چاند تو سورج پکار اٹھتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

یہ بات ہم ہی نہیں اک جہاں کہتا ہے
حسینؑ ! موت کے صحرا سے ہنس کے گزرا ہے
گواہ آج بھی ایک ایک موج دریا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

اجل سے گفتگو کرتا رہا حیات کی جو
حیات بن گیا مر کر بھی کائنات کی جو
زمین گرم پر سجدہ اسی کا کہتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! شخص نہیں شخصیت کا نام ! حسینؑ
حسینؑ ! کلمہ نہیں رب کا ہے کلام ! حسینؑ
حسینؑ ! نوک سناں سے پیام دیتا ہے

حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے
حسینؑ ! وقت کی رفتار روکنے والا
حسینؑ ! ظلم کو میداں میں ٹوکنے والا
حسینؑ ! موت پہ جب چاہے ٹوٹ پڑتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! عزم علیؑ ! سیرت ابو طالبؑ
حسینؑ ! موت کے مرحب پر آ گیا غالب
اجل ! کے لاکھ ہوں خیبر اکھاڑ سکتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

فرشتہ ! موت کا ان سے حیات مانگے ہے
انہی کا صدقہ سبھی کائنات مانگے ہے
یہ کائنات ہے کیا؟ آپ ہی کا صدقہ ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! ہے رگ اسلام میں لہو کی طرح
حسینؑ ! روئے رسالت پہ ہے وضو کی طرح
حسینؑ ! دین کا مدینہ ہے اور کعبہ ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! تیغ علیؑ لا الہ اللہ
حسینؑ ! صورت حیدرؑ ہے بائے بسم اللہ
حسینؑ ! زندہ رہے گا خدا کا وعدہ ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! وہ ہے جو پامال ہو گیا رن میں
بجز حسینؑ ! ہے کیا زندگی کے دامن میں
زمین گرم پر موجود جس کا سجدہ ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ ! سینۂ اکبرؑ سے کھنچتا ہے سنا
یہ ضبط جرات و ایثار ہے کسی میں کہاں
زمین سے تا بہ فلک بس حسین ایسا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

حسینؑ باپ ہے ایسا جو دشت غربت میں
خود اپنا لال چھپانے چلا ہے تربت میں
اب ایسے حال میں یعقوب کو بھی سکتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

وہ بے کفن تھا مگر دے رہا ہے سب کو کفن
کسی میں دم ہو تو کردے غلط یہ میرا سخن
کفن وہ لاتا ہے جو کربلا سے آتا ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

ریحانؔ اعظمی اس موت پر حیات نثار
کہ جس نے موڑ دی اپنی گلے سے تیغ کی دھار
اسی حسینؑ کی مظلومیت کا نوحہ ہے
حسینؑ ! زندہ تھا، حسینؑ ! زندہ ہے

ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا

(ندیم سرور)

اے وا غریبؑ۔ آئے وا حسینؑ
اے وا شہیدؑ۔ آئے وا حسینؑ
اے وا مظلومؑ ۔ آئے وا حسینؑ
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا

شور ہوا لو خالی آیا
چھوڑ کے زینبؑ کا ، ماں جایا
باگیں کٹی ہیں خوں میں نہایا
زینبؑ نے دُکھڑا یہ سنایا
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اۓ وا حسینا......

خون میں تر رہوار کو دیکھا
روئی تڑپ کر بالی سکینہؑ

بولی کہاں ہیں؟ میرے بابا
چھین لیا کیوں میرا سہارا
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

میں تیرے صدقے میں تیرے واری
تو میرے بابا کی ہے سواری
تیرے بدن سے خون ہے جاری
زخم لگے ہیں جسم پہ کاری
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

بات نہ مانی تو نے میری
روئی بہت قدموں سے لپٹی
بولی کہاں ہیں، میرے بابا
چھین لیا کیوں میرا سہارا
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

چھوڑ دیا کیوں رن میں اکیلا
چور غموں سے تھا میرا بابا
جس نے اٹھایا لاشے پہ لاشہ
تنہا کیوں؟ مقتل سے آیا
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

زینبؑ کے لب پر یہ فغاں تھی
سہہ نہ سکوں گی شہہ کی جدائی
تو نے کیوں؟ گردن ہے جھکائی
رہ گیا کیوں؟ مقتل میں بھائی
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

بانو پکاری پھینک کے چادر
لُٹ گئی میں برباد ہوا گھر
رن سے نہ آئے سبط پیمبر
جلتے ہیں میرے قلب پہ خنجر
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

قتل ہوئے شبیرؑ جو رن میں
گونجی صدا ریحانؑ یہ بن میں
آگ لگی زہراؑ کے چمن میں
پہنچی خبر صغراؑ کو وطن میں
ذوالجناح ! آ قبل مِنل میدان، خالی واویلا
اے وا، غریب اے وا حسینا......

حفاظتِ اسلام (حسن صادق)

شبیرؑ سے سیکھے کوئی اسلام بچانا
آتا ہے جسے نیزے پہ قرآن سنانا

شبیرؑ نے اللہ کی ہر بات ہے مانی
اللہ نے شبیرؑ کی ہر بات کو مانا

رونے نہ دیا تجھ کو جو کل اہل ستم نے
زینبؑ تیری مظلومی پہ روتا ہے زمانہ

یاد آتا ہے وہ منظر شبیرؑ کا مقتل میں
تیروں بھرے سینے پہ سکینہؑ کو سلانا

یہ سوچ کے اصغرؑ نے لیا تیرے گلے پر
تھا محسن اسلام کو تیروں سے بچانا

اصغرؑ کی لحد کھود کے شبیرؑ یہ بولے
اے قبر میرے بچے کی گردن نہ دکھانا

تہذیب ہے اسلام کی چودہ سو برس سے
غم آل محمد کا محرم میں منانا

زہراؑ کی صدا آتی ہے یہ بزم عزا میں
ریحانؔ یہ نوحہ سر محشر بھی سنانا

حسینؑ

کربلا سید مظلوم ہیں سردار حسینؑ
ابن زہراؑ و علیؑ سید ابرار حسینؑ

یہ محمدؐ کا نواسہ ہے علیؑ کا دلبر
مالک خلد ہیں یہ مالک حوض کوثر
شکل انسان میں قرآن کی گفتار حسینؑ

زیر خنجر جو کیا سجدہ سر کرب و بلا
چومنے حلق تیرا آئیں جناب زہراؑ
تیری مظلومی پر روتے ہیں عزادار حسینؑ

نوک نیزا پہ تیرا سر ہے لعینوں نے رکھا
قید ہوکر تیرا کنبہ سوئے دربار چلا
ایک بیمار ہے بس قافلہ سالار حسینؑ

تیرا اکبرؑ تیرا اصغرؑ تیرا قاسمؑ نہ رہا
تیرے عباسؑ کے بازو پہ چلی تیغ جفا
کون ہے تجھ سا زمانے میں دل افگار حسینؑ

تیری معصوم سکینہؑ نے طمانچے کھائے
نیل رخساروں کے معصومہ کسے دکھلائے
تیری بچی کا نہیں کوئی مددگار حسینؑ

نوحہ ریحانؔ لکھوں کیسے شہہ والا کا
میں بھی روتا ہوں تو روتا ہے قلم بھی میرا
دل پہ چلتی ہے میرے درد کی تلوار حسینؑ

کل یوم عاشورا (ندیم سرور)

کل یوم عاشورا، کل ارض کربلا
یا اہل احرار یا اہل احرار۔ یا حسینؑ۔ یا حسینؑ

تیری قربانی کا صدقہ، اے شہیدؑ کربلا
ہے زمین و آسمان کو یہ شرف حق سے ملا

بر سرِ نوکِ سِناں دیکھا تو قدرت نے کہا
کُل یومِ عاشورا کل ارضِ کربلا۔

مثل عاشورہ ہے ہر دن، ہر زمین ہے کربلا، یا اہل احرار
یا حسینؑ۔ یا حسینؑ

جو دن ہے روز عاشورہ، اور جو زمین ہے کربلا
دیکھئے تفسیر اس دن کی، ذرا تحت کساء
حضرت جبریلؑ سے جِسدم محمدؐ نے کہا
یُوْلِمُنِیْ مَا یُوْلِمُهُمْ
وَیَحزُنُنِیْ مَا یَحزُنُهُمْ

جس نے ان کو دکھ دیا ہے، مجھ کو رنجیدہ کیا، یا اہل احرار

سبھی نبیؐ کے کلمہ گو تھے، سبھی نمازیں پڑھتے تھے
کرب و بلا میں سبط نبیؐ کے، خون کے لیکن پیاسے تھے

حفظ کیا قرآن مگر یہ قول نبیؐ نہ یاد رہا
حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ
وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ

ان سے رفاقت، مجھ سے رفاقت، ان کا عدو دشمن ہے میرا، یا اہل احرار

سب کو خبر ہے، سب کو پتہ ہے، خلد بریں کے مالک ہیں
ساقی کوثر، قاسم جنت، عرش و زمیں کے مالک ہیں

شمرِ ستم گر سوچ ذرا، تو کاٹ رہا ہے کس کا گلا
وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُمْ
وَمُحِبٌّ لِمَنْ اَحَبَّهُمْ
ان کا عدو ہے میرا دشمن، دوست ہے ان کا، دوست میرا، یا اہل احرار

لَحمُهُمْ لَحمِیْ وَدَمُهُمْ دَمِی نَفسُکَ نَفسِی، جن کو کہا
چار نفس حسنینؑ و زہراؑ، مولا علیؑ تھے زیر کساء

صد افسوس بھلایا تم نے قول رسولؐ اکرم کا
روح پیمبرؐ روح زہرا، کیوں نہ کرے پھر واویلا
یا اہل احرار۔ یا اہل احرار

جس کے لیے تطہیر کی چادر آیت بن کر آئی تھی
دشت بلا میں ننگے سر، وہ زینبؑ زہراؑ جائی تھی

باتوں سے پردہ کرتی تھیں، کرتی تھیں یہ آہ و بکا

قتل کیا میرے بھائی کو چھین لی میرے سر سے ردا
یا اہل احرار۔ یا اہل احرار

بعد نبیؐ کے ظلم وہ ڈھائے اہل ستم نے زہراؑ پر
قتل کیا جلتی ریتی پر بنت نبیؐ کا لخت جگر

ایک طرف تھا پیاس کا صحرا، ایک طرف بہتا دریا

لاشہ سرورؑ اہل جفا نے گھوڑوں سے پامال کیا، یا اہل احرار

صبح دہمؑ شبیرؑ نے جب اکبرؑ سے کہا اذان کہو
وقت شہادت آ پہنچا ہے، شکر خدا ہر آن کرو

ہم ناطق قرآن ہیں بیٹا، قرآن سنو قرآن پڑھو

تیری اذاں آغاز ہے بیٹا، اور انجام میرا سجدہ، یا اہل احرار
شام غریباں، جلتے خیمے، خیموں سے کہرام اٹھا
اور آگ کے شعلوں کے اندر، بیمار کوئی بے ہوش رہا

ریحان لبوں پہ زینبؑ کے بس ایک صدا تھی ایک دعا

کچھ بھی نہیں درکار ہے ہم کو، چاہیے ہم کو تیری رضا
یا اہل احرار۔ یا اہل احرار
یا حسینؑ ۔ یا حسینؑ

مُنجھو مولا حسینؑ

(ندیم سرور)

آ ہے ہر مومن جے دل جی صدا
منجھو مولا حسینؑ، منجھو آقا حسینؑ
گلزار بنڑایا ای دین خدایا
منجھو مولا حسینؑ، منجھو آقا حسینؑ

تو پیاسا تیری پیاس بڑی
ہے دین کو تجھ سے آس بڑی
تیرے نام سے زندہ دین خدا
تیرے دم سے ہے اسلام بچا
آ ہے ہر مومن جے......

تو ابن بائے بسم اللہ
تو لا سے تابہ الا اللہ
اے ابن علی اے عبد خدا
قرآن خدا نیزے پہ پڑھا
آ ہے ہر مومن جے......

تو کرب و بلا کا حیدر ہے
تو دین خدا کا رہبر ہے
تو ابن ساقی کوثر ہے
تو صبر کا ہے بہتا دریا
آ ہے ہر مومن جے......

سردار جناں سردار ارم

یہ سارا عرب یہ سارا عجم
سب تیرے لئے ہیں رب کی قسم
ہے نور محمدؐ نور تیرا
آ ہے ہر مومن جے......

مخدوم میرے میرے سید
ہوئی ختم ستم کی تجھ پر حد
پر صبر تیرا اَللّٰہُ الصَّمَدُ
اللہ نے دے دی اپنی رضا
آ ہے ہر مومن جے......

کیا تیغ تلے ایسا سجدہ
کونین کے دل پر نقش ہوا
کعبے نے تجھے سمجھا کعبہ
اعلیٰ ہے تجھی سے کرب و بلا
آ ہے ہر مومن جے......

شہباز جو ہیں سیہون والے
نعلین کے تیری رکھوالے
مہران میں ڈیرے ہیں ڈالے
ہے لعل قلندر کی بھی صدا
آ ہے ہر مومن جے......

ہم سب ہیں ماتم دار تیرے
زندہ ہیں تیری مجلس کے لئے
اے مولا تیرے غم کے صدقے
جو مانگا خدا نے ہم کو دیا

آ ہے ہر مومن جے......

مجلس میں تیری غازی کا علم
کرتا ہے تیرے غم میں ماتم
آواز یہ آتی ہے ہر دم
زندہ ہے دلوں میں درد تیرا
آ ہے ہر مومن جے......

بازار میں ننگے سر آئی
ہمشیر تیری زہرا جائی
شکوہ نہ زباں پر وہ لائی
تھا پیش نظر مقصد جو تیرا
آ ہے ہر مومن جے......

اللہ و نبی زہراؑ و علیؑ
ہیں سب ہی تیرے قدسی و ولی
ریحانؔ و ندیمؔ سرور بھی
اے مولا تیرے در کے ہیں گدا
آ ہے ہر مومن جے......

میرا عشق بھی تو، میری جان بھی تو
میرا دین بھی تو، ایمان بھی تو
میری آن بھی تو، میری شان بھی تو

میرا پیر بھی تو، سلطان بھی تو
سب ولیاں جا اگوان بھی تو
آ ہے ہر مومن جے دل جی صدا منجھو مولا حسین

کربلا کی پکار (ندیم سرور)

بیبیاں روئیں زاروزار
شہزادیاں روئیں زاروزار
لٹ گیا کربلا میں گھربار حسینؑ حسینؑ حسینؑ
ہے آل نبی کی اور دربار حسینؑ
زنجیر میں جکڑا ہے بیمار حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ
بیبیاں روئیں......

کوئی بین کرے بچوں کے لئے کوئی رو کے کہے بھائی نہ رہے
نہیں زینبؑ کا کوئی غمخوار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

بے گوروکفن لاشے ہیں پڑے کیا خورد وکلاں کیا چھوٹے بڑے
ہوئے تیر ہزاروں دل کے پار کرب و بلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

اکبرؑ کا جگر اصغر کا گلا عباس کے بازو تیغ جفا
ہائے حلق شہ دیں اور تلوار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

قاسم کا بدن پامال ہوا آتی تھی صدا دولھا دولھا
گھر آجا تو بس اک بار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

کتنا تھا شہؑ والا کا گلا روتی تھی زمین کرب وبلا
ہیں آج قیامت کے آثار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

رو رو کے سکینہؑ بین کرے دریا پہ گئے عموںؑ میرے
اب کون کرے گا مجھ کو پیار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

بے پردہ ہوئے سب اہل حرم جب ٹھنڈا ہوا غازیؑ کا علم
جینا ہے سکینہؑ کا دشوار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

جلتے ہوئے خیمے اہل حرم ہے شام غریباں اور ماتم
ہے قافلہ جانے کو تیار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

ریحانؔ غم سرور کی قسم روتے ہیں میرے قرطاس و قلم
آنکھوں سے رواں اشکوں کی دھار کرب وبلا میں ہے یہ پکار
حسینؑ حسینؑ..........

حسینؑ یا حسینؑ، حسینؑ یا حسینؑ (ندیم سرور)

بیٹا ہوں میں علیؑ کا، نواسہ رسولؐ کا
زینبؑ بہن ہے میری، چہیتا بتولؑ کا
قربانیاں یہ میری، بھلائی نہ جائیں گی
جب کربلا بسے گی، صدائیں یہ آئیں گی
حسینؑ یا حسینؑ
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

سردار خلد مالک، کوثر حسینؑ ہوں
سبط نبیؐ ہوں، فاطمہ زہراؑ کا چین ہوں
ذبح عظیم، شاہ شہیدان کربلا
پارا ہوں میں،تو دھرمیں قرآن صبر کا
حسینؑ یا حسینؑ
حسین بے کفن۔ حسین بے خطا

بابا علیؑ کے، ہاتھوں میں جو ذوالفقار ہے
مخصوص اس کا، کفر کی نسلوں پہ وار ہے
میں جنگ کیوں کروں؟ کہ حسنؑ کا میں بھائی ہوں
تم منکر خدا، میں خدا کا فدائی ہوں
حسینؑ یا حسینؑ
حسین بے کفن۔ حسین بے خطا

میرے لئے رسولؐ کے، سجدوں میں طول ہے
مرضی میری خدا کو، نبیؐ کو، قبول ہے
سوکھے گلے پہ میرے، جو خنجر چلائے گا
مرقد میں فاطمہؑ کو، علیؑ کو ستائے گا
حسینؑ یا حسینؑ
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

اترا تھا آسمان سے، ستارا ہمارے گھر
کعبے کی سمت دیکھوں، تو دیوار میں ہو در
پیاسا ہوں بے وطن ہوں، غریب الدیار ہوں
زہراؑ کی بیٹیوں کے لئے، دل فگار ہوں
حسینؑ یا حسینؑ
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

لڑنے کا قصد کرکے، جو آتا وطن سے دور
بچوں کو ساتھ اپنے نہ لاتا، وطن سے دور
بہنیں بھی بیٹیاں بھی، میرے ساتھ ہیں
مہمان کربلا میں، تیرے ہم فرات ہیں
حسینؑ یا حسین
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

چاہوں تو سنگ ریزوں سے، پانی نچوڑ دوں
دشت بلا کے صحرا سے، کوثر کو جوڑ دوں
خود کو خدا کے، حکم سے مجبور کرلیا
پانی سے اپنے آپ کو، لو دور کرلیا

حسینؑ یا حسین
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

پانی ہے میری ماں کے، مہر میں لکھا ہوا
بچوں کو میرے، پھر بھی پانی نہ مل سکا
سیراب ہو رہے ہیں، شتر اور اسپ بھی
آلِ نبیؐ کے ہونٹوں پہ، لکھی ہے تشنگی
حسینؑ یا حسین
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

اب میرے بعد، اہلِ حرم دکھ اٹھائیں گے
بے پردہ اشقیا انہیں، بلوے میں لائیں گے
سینے پہ سونے والی، طمانچے جو کھائے گی
مجھ کو صدائیں دیگی، چچا کو بلائے گی
حسینؑ یا حسین
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

کہتے ہیں رو کے، تیرے عزادار یا حسینؑ
رہبر ہے اپنا، تیرا علمدار یا حسینؑ
پیغام تیرا دیتے ہیں، یوں سرورؔ و ریحانؔ
جیسے نماز، عشقِ حسینؑ کی ہو اذان
حسینؑ یا حسین
حسینؑ بے کفن۔ حسینؑ بے خطا

اے سید سجادؑ۔ اے سید سجادؑ (ندیم سرور)

رو رو کے بیاں کرتی تھیں یہ زینبؑ ناشاد
اے سید سجادؑ، اے سید سجادؑ
اب ہوش میں آؤ کہ ہوا گھر میرا برباد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

مارے گئے عباسؑ دلاور لبِ دریا
پامال ہوا رن میں تیرے باپ کا لاشہ
خیمے بھی جلے جل گیا معصوم کا جھولا
جل جائیں کہ جان اپنی بچائیں کرو ارشاد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

میں روتی رہی اکبرؑ مہرو گئے مارے
بھائی پہ فدا عونؑ و محمدؑ ہوئے پیارے
سب چھپ گئے اس دشت میں آنکھوں کے ستارے
چلتی تھی بھائی پہ میں کرتی تھی فریاد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

بازو کو میرے چوم کے بابا نے کہا تھا
اک روز رسن بازو میں باندھیں گے یہ اعدا
میں کہتی تھی کیوں کیا میرا عباسؑ نہ ہوگا
رہ رہ کے مجھے بات یہی آتی ہے اب یاد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

بازو کٹے عباسؑ کے میں دیکھ رہی تھی
نیزہ لگا اکبرؑ کے کمر شہ کی جھکی تھی
اصغرؑ کے لگا تیر قیامت کی گھڑی تھی
ہیں زخم جو اس دل پہ نہیں ان کی ہے تعداد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

اے لال چلو یاں سے کہ زندان کا سفر ہے
چادر کی جگہ خاک نبی زینت سر ہے
آمادہ جفا کے تو دکھلاؤ ذرا قوت اجداد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

ہونا ہے ابھی تم کو بھی پابند سلاسل
روتا ہے تجھے دیکھ کر بیٹا یہ میرا دل
اب جلد چلو دور بہت اپنی ہے منزل
سہنی ہے بہت تم کو ابھی راہ کی افتاد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

ریحانؔ تو اس وقت فقط اتنی دعا کر
اس مجلس شبیرؑ میں ہاتھوں کو اٹھا کر
اے جان پدرؑ نور نظرؑ اے علی اکبرؑ
محشر میں سناؤں مجھے نوحہ یہ رہے یاد
اے سید سجادؑ......اے سید سجادؑ

ہائے بازار شام، میرا بے کس امام (ندیم سرور)

ہائے بازار شامؑ میراؑ بے کس امامؑ
اک یہی بات سجادؑ کو کھا گئی
سر کھلے ہائے زینبؑ کہاں آگئی
ہائے بازار شام..........

طوق کے بوجھ سے سر نہیں تھا جھکا
وجہ شرمندگی اک یہی درد تھا
مجمع اشقیاء میں پھوپھی آگئی
ہائے بازار شام..........

تپ رہا تھا بدن اور زنجیر بھی
بے ردا ماں پھوپھی اور ہمشیر بھی
سوچتے تھے نہ کیونکر قضا آگئی
ہائے بازار شام..........

بیبیوں کے گلے ریسماں سے بندھے
گرد آلود بالوں سے چہرے چھپے
شام تک اس طرح بنت زہراؑ گئی
ہائے بازار شام..........

وارثوں کے جنازوں پہ روئے نہیں
عصر عاشور کے بعد سوئے نہیں
نیند رخصت ہوئی آنکھ پتھرا گئی
ہائے بازار شام..........

اک تو زندان اس پہ اندھیرا بہت
اور فریاد کرنے پہ پہرا بہت
موت بھی اس اندھیرے سے گھبرا گئی
ہائے بازار شام..........

سوگئی قید خانے میں وہ غمزدہ
جس کا شام غریباں میں دامن جلا
قید خانے کی جس کو زمیں کھا گئی
ہائے بازار شام..........

کیسے دفنائیں جکڑے ہیں زنجیر میں
درد لکھے ہیں کیا صرف تقدیر میں
دفن کرنے سکینہؑ کو ماں آ گئی
ہائے بازار شام..........

دردِ ریحانؔ سجادؑ کے میں لکھوں
خامۂ جاں سے میرے ٹپکتا ہے خوں
روح قرطاس اس غم سے تھرا گئی

ہائے بازار شام میرا بیکس امام

ہائے! شام کا بازار (ندیم سرور)

ہائے! شام کا بازار
ہائے! شام کا بازار
سجادؑ سے رونے کا سبب پوچھ رہا ہے
جو شام میں گزری ہے وہ سب پوچھ رہا ہے

ہوں لاکھوں تماشائی بے پردہ پھوپھی بہنیں
کیسے نہ لہو روئیں بیمارؑ کی پھر آنکھیں
اس غم کی اذیت نے اسے مار دیا ہے
ہائے! شام کا بازار......

کس طرح قرار آئے بیمار کو اے لوگو
سر نیزوں پہ پیاروں کے آتے ہیں نظر جس کو
بے جرم مسافر کی یہ کیسی خطا ہے؟
ہائے! شام کا بازار......

آنکھوں سے ہے خوں جاری غمخواری ہے بیماری
زنجیر ہے پیروں میں اور طوق بھی بھاری
جلتی ہے زمین ساری اور گرم ہوا ہے
ہائے! شام کا بازار......

جاگیر نہیں مانگی' زنجیر نہیں بدلی
سائے میں نہیں بیٹھا' پوشاک نہیں بدلی
ماں بہنوں کی خاطر وہ رِدا مانگ رہا ہے
ہائے! شام کا بازار......

زنداں کے مصائب بھی ہر وقت رلاتے ہیں
اشکوں کو مگر اپنے زینبؑ سے چھپاتے ہیں
مرجائے نہ زینبؑ یہ کہیں سوچ رہا ہے
ہائے! شام کا بازار......

زنداں سے رہا ہو کے بھی زنداں میں ہیں سجاد
اک ننھی سی تربت جو وہاں کرتی ہے فریاد
مرکر بھی رہوں قید میں کیا میری خطا ہے؟
ہائے! شام کا بازار......

یہ زخم بھی سجادؑ کو جینے نہیں دیتا
زخموں سے سکینہؑ کے جو چپکا رہا کرتا
وہ خوں بھرا کرتا ہی کفن اسکا بنا ہے
ہائے! شام کا بازار......

بازار میں، دربار میں، زنداں میں روئے
چالیس برس موت کے ارمان میں روئے
ریحانؔ میرا مولا تڑپتا ہی رہا ہے
ہائے! شام کا بازار......

دیوار کربلا

بیمار مدینہ ہے اک بیمار کربلا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

صغرا ہے ایک سید سجادؑ نیک نام
اک وقت کا امام اک خواہر امام
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی کا کچھ پتہ ہے بہن کو نہ کچھ خبر
نہ جانے ختم بھائی کا کب ہوگا یہ سفر
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی وطن سے دور غریب الوطن ہوا
آئی بہن کی یاد تو تازہ محن ہوا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

اشکوں کی روشنائی سے لکھتی ہے خط بہن
اے بھائی آپ لوٹ کے کب آئیں گے وطن
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی! اسیر ہوگیا صغرا کو کیا خبر
بھائی! کو یاد آتا ہے پردیس میں جو گھر
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بیمار دونوں، دونوں ہی غش میں پڑے ہوئے
ماہ رجب میں بھائی بہن یوں بچھڑ گئے
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

گھر کا چراغ بھائی تھا دل کا قرار تھا
بچھڑی بہن تو بھائی بہت سوگوار تھا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی بہن کے طوق جو دربار میں گیا
گھر میں بہن کو کیا پتہ کیا ظلم ہوگیا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی کی آنکھیں خون بہاتی تھیں شام میں
نوحہ کناں بہن بھی تھی یاد امام میں
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بھائی وطن کو لوٹ کے آیا تو کیا ہوا
وہ حال تھا بہن کا کہ پہچان نہ سکا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

ریحانؔ غم کی داستاں کیونکر قلم لکھے
بھائی بہن نے غم جو غم ہجر کے سہے
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بیمار مدینہ ہے اک بیمار کربلا
دونوں کے درمیان ہے دیوار کربلا

بیمار میرا سجادؑ میرا

دیتا تھا سر سرورؑ یہ صدا' بیمار میرا سجادؑ میرا
زنداں کو چلا ہے روتا ہوا' بیمار میرا سجادؑ میرا
زنجیر لہو میں ڈوبی ہے' خوں روتی ہیں اس کی آنکھیں بھی
ہے طوق گراں گردن میں پڑا' بیمار میرا سجادؑ میرا

جلتی ہے زمین کرب و بلا' اُف کر نہیں سکتا آبلہ پا
رکنے پہ لعین کرتے ہیں جفا' بیمار میرا سجادؑ میرا

غیرت سے جھکائے ہے گردن' دل ہے کہ غموں کا ہے مدفن
بے پردہ نبیؐ کا ہے کنبہ' بیمار میرا سجادؑ میرا

کس کس کا کرے تنہا ماتم' اک دل میں بہتر کا ہے غم
ہے رنج و الم سے چور ہوا' بیمار میرا سجادؑ میرا

بچوں کو دلاسے دیتا ہے، زینب سے یہ روکر کہتا ہے
دو مجھ کو پھوپھی مرنے کی دعا' بیمار میرا سجادؑ میرا

زخموں سے لہو ہے یوں جاری، پوشاک ہے زخموں میں ساری
ہے زخم جگر سینے میں ہرا، بیمار میرا سجادؑ میرا

دربار یزیدی اہل حرم، ہیں غم میں گھرے سرتا بہ قدم

ہے تخت نشیں بانیِ جفا، بیمار میرا سجادؑ میرا
ہاتھوں پہ سکینہ کا لاشہ، پابند رسن مولا میرا
پڑھتا تھا فلک بھی یہ نوحہ، بیمار میرا سجادؑ میرا

زندان ستم میں جب آئے، مولا یہ سخن لب پر لائے
تڑپاتی ہے دل بابا کی صدا، بیمار میرا سجادؑ میرا

چادر کا سوالی ہے کنبہ، بے حس ہیں بہت اہل کوفہ
ہے گریہ کناں عالم سارا، بیمار میرا سجادؑ میرا

ریحانؔ ادب کا لمحہ ہے، مجلس میں وہ آقا آیا ہے
تا عمر جو شہہ کو روتا رہا، بیمار میرا سجادؑ میرا

☆☆

شہر مدینہ میں زینبؑ آ گئی

آ کے نبی کے روضے پر یہ   بنت حیدر رو کر بولی
اماں آؤ اشک بہاؤ   تم بھی سنو روداد ستم کی
شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

داغ رسن کے ہیں شانوں پر   اوس پڑی ہے ارمانوں پر
زخم کلیجے کے اندر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

بھائی بھتیجے چھوڑ گئے ہیں   تیغ جگر میں توڑ گئے ہیں
دل تو میرا آلام کا گھر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

اماں کا برباد ہوا گھر   چھن گئی میرے سر سے چادر
نانا میرا دل مضطر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی
بہتر تھا میں بھی مرجاتی   در در کی ٹھوکر نہ کھاتی
موت ہی جینے سے بہتر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

کٹ گیا بن میں باغ نبی کا   مالک کوثر مرگیا پیاسا
دل کے لہو سے دامن تر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

عون و محمد اصغرؑ اکبرؑ   مارے گئے عباسؑ دلاور
نظروں میں خونی منظر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

بالی سکینہؑ کھو گئی نانا   قید ستم میں سو گئی نانا
نالہ کناں اس کی مادر   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

سجدے میں شبیرؑ کو مارا   چھین لیا زینبؑ کا سہارا
لاشہ سرورؑ خاک بسر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

آئی ہوں ہوکر بازاروں سے   بازاروں سے درباروں سے
شرم سے خم زینب کا سر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

نیل جگر میں نیل بدن پر   لکھ دینا زینبؑ کے کفن پر
دکھیا کے دل میں خنجر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

کیسے لکھا ریحانؔ یہ نوحہ   درد میں بھیگا رنج میں ڈوبا
اہل عزا کا چاک جگر ہے   شہر مدینہ زینبؑ آ گئی

بھیا میری رِدا

رو رو کے کہتی جاتی تھی یہ بنت فاطمہؑ
کیسے کہوں کہ بھائی میرا گھر اجڑ گیا
تم کو سنانے آئی ہوں قصہ یہ درد کا
تم جس کے پاسباں تھے وہ پردہ نہیں رہا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

بالوں سے منہ چھپاؤں کہ یہ ریسماں کے داغ
بھیا میری حیات کا بجھنے کو ہے چراغ
بادِ خزاں کی زد پہ ہے میری حیا کا باغ
کس کو سناؤں؟ کون سنے گا؟ تیرے سوا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

بابا کی بات آج مجھے یاد آئی ہے
میرا نصیب آج جو یہ بے ردائی ہے
میں کہتی تھی کہ غازی سا میرا جو بھائی ہے
چھینے رِدا میری کوئی کس میں ہے حوصلہ
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

جانا ہے ننگے سر مجھے دربار عام میں
سوچو تو کیسے جاؤں گی بازار شام میں
زندہ نہ رہ سکوں گی میں اس اژدھام میں
جس شہر میں ہمارا کسی وقت راج تھا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

دیکھو تمہاری لاش پہ ہمشیر آئی ہے
میں ننگے سر ہوں اے میرے بھائی دہائی ہے

نامحرموں کی بھیڑ اور زہرا جائی ہے
میں بے ردا ہوں چار طرف بانیِ جفا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

عباسؑ سا دلیر دلاور نہیں رہا
قاسمؑ نہیں رہا علی اکبرؑ نہیں رہا
کوئی بھی اب محافظ چادر نہیں رہا
بھیا ہمیں تو راس نہ آئی یہ کربلا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

اماں کے سر سے سر کی تھی چادر جو ایک بار
سورج نے غم سے اپنی قبا کی تھی تار تار
وہ وقت کیا تھا سوچ کے روتی ہوں زار زار
کیسا ہمارا آج مقدر بگڑ گیا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

بھیا بہن کو تیری قضا کیوں نہ آ گئی
کربل کی یہ زمین مجھے کیوں نہ کھا گئی
یہ تو نہ ہوتا شام تلک بے ردا گئی
آ جائے موت لب پہ یہی ہے میری دعا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

ریحانؔ کربلا کی زمین اشک بار تھی
آلِ رسولؐ دشت میں جب سوگوار تھی
زینبؑ کی شہ کے لاشے پہ ہردم پکار تھی
بھیا میری طرف سے تو منہ پھیر لے ذرا
بھیا میری رِدا بھیا میری رِدا

بہن کی فریاد

وہ زائر حسین، وہ جابر، وہ کربلا
وہ شام سے پلٹ کے جب آیا تھا قافلہ
ناقوں کے جو چلنے سے ابھرنے لگی صدا
جابر نے بڑھ کے قافلے والوں سے یہ کہا
رک جاؤ کہ یہ سلطنت ابن علی ہے
ناقوں پہ یہاں آنا بڑی بے ادبی ہے

جب اس صدا کو زینبؑ مظلوم نے سنا
روئی جگر کو تھام کے اور رو کے یہ کہا
پروردگار ! شکر ہے تیرا بہت بڑا
جاگیر ہے یہ غازی کی آتی ہے یہ صدا
پھر اس کے بعد ناقے سے خود کو گرا دیا
عباسؑ کی بہن نے تڑپ کے یہ دی صدا

بھائی میں زینبؑ ہوں
زِنداں سے چھٹ کر اے میرے بھائی
ہم آئے تیری جاگیر میں
رہ جائے زنداں میں ہی سکینہؑ
یہ بھی لکھا تھا تقدیر میں
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

زِنداں سے چھٹ کر میں آگئی ہوں
رنج و الم کی چادر لیے
بازار کوفہ میں ہیں جو گزرے
آنکھوں میں سارے منظر لیے
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

بھیا تمہاری غیرت کی خاطر
بالوں سے پردہ کرتی رہی
چادر نہیں تھی سر پر جو میرے
ایک اک قدم پہ مرتی رہی
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

اک مشک پانی بھرنے میں بھیا
تیرا لہو بھی پانی ہوا
تیرے لہو کی پاکیزگی سے
پاکیزہ تر ہے تیری وفا
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

بازار کوفہ سے وہ گزرنا
اہل حرم کے سالار کا
بھیا سجایا تھا اشقیا نے
ایک ایک کونا بازار کا
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

بھیا سکینہؑ کو اک شقی نے
مانگا کنیزی میں جس گھڑی
میں بنت زہراؑ میں بنت حیدرؑ
بھیا لرز کر میں رہ گئی
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

کتنا اندھیرا زندان تھا وہ
جس میں سکینہؑ جاں سے گئی
بابا چچا سے مجھ کو ملا دو
معصوم رو رو کہتی رہی
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

کرتا جو اس کا خون میں بھرا تھا
اس کو بنایا میں نے کفن
جب دفن کرتے تھے اس کو عابدؑ
تھرا رہا تھا ان کا بدن
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

ریحانؔ زینبؑ کی یہ فغاں تھی
عباسؑ غازی کی لاش پر
دیتی کفن میں اے بھائی تم کو
چھنتی نہ سر سے چادر اگر
پہچانو مجھ کو اے میرے غازی !

بابا حیدر۔ بابا حیدر (ندیم سرور)

یہ واقعہ ہے پسِ قتلِ شاہ کرب و بلا
کوئی نہ مونس و غم خوار بی بیوں کا رہا
سکوت صحرا میں ٹاپوں کی گونج اٹھی صدا
علیؑ کی بیٹی نے بڑھ کر اٹھا لیا نیزہ
حصار توڑ کر نزدیک آ گیا وہ سوار
تڑپ کے ثانیٔ زہرا پکار اٹھی اک بار
بابا حیدر۔ بابا حیدر

آ گئی شام غریباں بابا
ہم ہوئے بے سر و سامان بابا
لاشیں مقتل میں ہیں عریاں بابا
ہے سفر جانب زنداں بابا
لاڈلی آپ کی ہے بے چادر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

آپ کی لاڈلی بن میں تنہا
خاک ڈالے ہوئے سر پہ بابا
دیکھیئے کرتی ہے اب آہ و بکا
ہاتھ رکھتا نہیں کوئی سر پر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

شہہ کی عباسؑ کمر توڑ گئے
ہم سے پردیس میں منہ موڑ گئے
غم کے طوفان میں ہمیں چھوڑ گئے
رشتہ ہر دُکھ سے میرا جوڑ گئے
داغ سینے کے دکھاؤں کیونکر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

میرے اکبرؑ کا کلیجہ چھلنی
کر گئی نیزہ خولی کی انی
تھا جو ہم شکل رسولؐ مدنی
اس کے مرنے سے جو اس دل پر بنی
کیسے؟ بتلائے، تمہیں یہ منظر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

چار جانب سے چلے تیر و تبر
ہوگیا ٹکڑے حسنؑ کا دلبر
چُنتے تھے لاش کے ٹکڑے سرورؑ
کہتے تھے آؤ مدد کو حیدرؑ
لاش کو روند رہا تھا لشکر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

ہاتھ ملتی تھی تمہاری بیٹی
جب چھری عونؑ و محمدؑ پہ چلی
گود خالی ہوئی بابا میری
خون کا سیلاب تھا غم کی آندھی

آپ نے کیسے؟ وہ دیکھا منظر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

کٹ گئے بازوئے عباسؑ جری
رہ گئی بالی سکینہؑ پیاسی
خوں کی قاسمؑ نے لگائی مہندی
مانگ اک شب کی دلہن کی اجڑی
کیا مصائب ہیں جو ٹوٹے ہم پر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

مرے بھی مشک نہ سینے سے ہٹی
ساتھ عباسؑ کے میداں میں رہی
کہتی ہو جیسے سکینہؑ پیاسی
مشک غموں میں نہ یوں لوں گی کبھی
لائیں گے آپ نہ جب تک بھر کر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

دیکھئے اُبھرے وہ سر نیزوں پر
شمرلعہ دُرہ لیے آتا ہے ادھر
کس قدر درد بھرا ہے منظر
ہاتھوں میں جکڑا سنبھالے لنگر
جانب شام چلا اک لاغر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

سن کے فریاد و فغاں زینبؑ کی

رو کے کہنے لگے بیٹی سے علیؑ
پونچھ لے اشک نہ رو اے بیٹی
میں تیرے ساتھ ہوں اے کوکھ جلی
جاؤں گا ساتھ تو جائے گی جدھر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

جیتی تو ہار گئے بانیٔ شر
کٹ کے بھی اونچا ہے شبیرؑ کا سر
قبضہ عباسؑ کا ہے دریا پر
پرچم دین ہے تیری چادر
تجھ پہ قرباں میری پیاری دختر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

مجلس غم میں یہ آہ و زاری
یوں ہی ریحانؔ رہے گی جاری
عمر کٹ جائے اسی میں ساری
مقصد زیست ہے ماتم داری
نوحہ لکھتا ہوں میں بس یہ کہہ کر
بابا حیدر۔ بابا حیدر

فریاد دختر (ندیم سرور)

یا علیؑ ! یا ایلیاؑ ! یا بو الحسنؑ ! یا بو ترابؑ
بھائی میرا قتل ہوا، آیئے بابا شتاب

لو پھیل گیا شام غریباں کا اندھیرا
اسباب لٹا جل گیا سادات کا خیمہ
بے گور و کفن رَن میں ہے شبیرؑ کا لاشہ
سب مارے گئے دشت میں زینبؑ ہوئی تنہا
اصغرؑ بے شیر کو رونے لگیں اُم رباب

ہائے وہ بہن جس کے ہوں اٹھارہ برادر
اور باپ بھی جس بیٹی کا ہو فاتح خیبر
نرغے میں لعینوں کے وہ مظلوم کھلے سر
کیسے؟ نہ کرے نوحہ وہ پھر خاک اڑا کر
نوحہ کناں خلد میں ہے روح رسالتؐ ماب

ہم شکل پیمبرؐ کے لگا سینے میں نیزا
اور اصغرؑ معصوم بھی مارا گیا پیاسا
ٹکڑے ہوا میدان میں نوشاہ کا لاشہ
مارا گیا وہ شیر جو تھا سب کا سہارا
عونؑ و محمدؑ کا ملا خاک میں کیسا شباب؟
کٹ کے جو گرے خاک پہ عباسؑ کے بازو

رکتے ہی نہ تھے آنکھ میں شبیرؑ کے آنسو
میں خیمے میں روتی تھی وہ روتے تھے لب جو
ماتم ہی تھا، ماتم ہی تھا، ماتم ہی تھا ہر سو
کہتے تھے شبیرؑ کہ یا لیتنی کنت تراب

ماری گئی اک روز میں سب فوج حسینی
ہر لحمہ مصیبت تھی نئی ہم نے جو دیکھی
بے مونس و غم خوار تھے یاور نہ تھا کوئی
تھا عصر کا ہنگام کہ آواز یہ گونجی
مارا گیا حیدرؑ کا پسر دشت میں بے آب

اب بالی سکینہؑ کو ستاتے ہیں ستم گر
کچھ کر نہیں سکتی کہ رسن بستہ ہے مادر
پابند سلاسل ہے میرا عابدؑ مضطر
زینبؑ کے کلیجے پہ چلے ظلم کے خنجر
کیا کروں؟ بابا میرے، دیجیے کچھ تو جواب

ریحان بہت ہوچکی اب اشک فشانی
زینبؑ پہ مصیبت کی یہ پردرد کہانی
سب اہل عزا سن چکے سرور کی زبانی
تھمتی ہی نہیں آنکھوں سے اشک کی روانی
کون سنے قصۂ غم کس میں رہی اتنی تاب

داستانِ زینب (ندیم سرور)

تیرے نانا کا یہ روضۂ ہے، کوئی کوفہ شام کی راہ نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

جو چادر اجلی تھی تیری، رنگ اس کا کیسے لال ہوا؟
اب سر پر تیرے اے شہزادی، وہ کیوں موجود ردا نہیں
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

اٹھارہ جو تیرے بھائی تھے، کس بات پہ تجھ سے روٹھ گئے؟
دو شہزادے کیوں ساتھ نہیں ؟ کیوں ساتھ عباسؑ تیرا نہیں؟
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

یہ کون جوان ہے؟ ساتھ تیرے، ہیں کپڑے جسکے خون سے بھرے
کن زخموں سے یہ چور ہوا، آنکھوں سے بھی خون رکتا نہیں
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

کس حال میں کربل سے آئی، اے زینبؑ اپنے شہر میں تو
اب اس سے سوا افسوس ہو کیا، پہچان سکی صغراؑ نہیں
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

وہ بچی جس کو، سینے پہ، شبیرؑ سلایا کرتے تھے
میری آنکھیں ڈھونڈ کے ہار گئیں، کہیں ملتا اُس کا پتہ نہیں؟
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

اک غنچۂ دہن معصوم بھی تھا، نام اس کا اصغرؑ رکھا تھا
کیوں خالی گود رباب کی ہے،اسباب میں کیوں جھولا نہیں؟
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

ریحانؔ کرو ہر دم ماتم، تم نوحہ پڑھو ہر دم سرورؔ
یہ ایک عبادت ہے ایسی، جو ہوتی کبھی بھی قضا نہیں
نہ رکھ اب چادر بازوؤں پہ تو، نیلے داغ چھپا نہیں
زہراؑ کی جاں! شرما نہیں

خدا حافظ (ندیم سرور)

زینبؑ ! حزین من خواہراں ! خدا حافظ
الوداع دریدہ تن خواہراں ! خدا حافظ
من کے بی علمدارم، بے مُعین بے یارم
از حیات بے زارم خواہران ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

اے میری بہن زینبؑ گھر تیرے حوالے ہے
جو لائق سجدہ ہے سر اس کے حوالے ہے
بس چلنے کو ہے خنجر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

خنجر میری گردن پہ جب شمرؔ چلائے گا
رہ رہ کے مجھے تیرا چہرہ نظر آئے گا
تو ہوگی برہنہ سر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

مارے گئے سب بہنا، ہم رہ گئے اب تنہا
اس عالم غربت میں، مشکل ہے میرا جینا
مارے گئے سب دلبر، خواہران! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

زنداں کے اندھیرے میں جب روئے میری بچی
دلجوئی بہت کرنا اس وقت بہن اس کی
مرجائے نہ وہ گھٹ کر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

زنداں سے رہا ہوکر جب سوئے وطن جانا
جو ظلم ہوئے ہم پر صغرا کو وہ بتلانا
ہم قتل ہوئے کیونکر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

کہنا تیری فرقت میں اکبرؑ بھی تڑپتا تھا
سوتا تھا سر مقتل جب خط تیرا آیا
سینے پہ سناں کھا کر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

پوچھے جو سکینہؑ کو بیمار میری دختر
بتلانا کہ زنداں میں وہ مرگئی رو رو کر
وہ زخم بھی ہے دل پر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

ہر گود میں ڈھونڈے صغراؑ علی اصغرؑ کو
تم خود ہی بتا دینا بیمار کو، مضطر کو
ناوک لگا کر گردن پہ خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

ریحانؔ بہت روئی زینبؑ یہ بیان سن کر
کہنے لگی، بھائی کے سینے پہ وہ سر رکھ کر
دل ڈوبا ہے یہ سن کر خواہراں ! خدا حافظ
زینبؑ ! حزین من خواہران ! خدا حافظ

......☆......☆......

بھائی بہن (ندیم سرور)

پڑھ کے محضر، جب مدینے سے چلا وہ قافلہ
قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ اور سبط مصطفیٰؐ

ساتھ میں زینبؑ، سکینہؑ اور روح فاطمہؑ
سید سجادؑ اصغرؑ، ساتھ صغراؑ کی دعا
قافلہ تھا ایک، لیکن دو تھے روحِ قافلہ
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

ہائے وہ کس شان سے، نکلے تھے سوئے کربلا
ساتھ عباسؑ جری، قبضے میں تیغ مرتضیٰؑ
مرکز تعظیم تھیں، دو ہستیاں ہر اک کا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

اپنے بیٹوں کو فدا تھا، بھائی پہ زینبؑ نے کیا
بھائی مر کے بھی نہ زینبؑ سے ہوا اک پل جدا
سر برہنہ وہ چلی، وہ برسر نیزہ چلا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

سر دیا بھائی نے، چادر دی بہن نے دین کو
نہ بہن ایسی، نہ ایسا بھائی ہوگا مومنو
جس نے سر اونچا کیا ہے، بانیٔ اسلام کا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

سر برہنہ تھی بہن، تو بھائی بھی تھا بے کفن
بھائی کے بازو جدا، بہنا کے بازو رسن
سر کیا دونوں نے، مل کر، کربلا کا معرکہ
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

بھائی نے چھ ماہ کے بچے کی، میت گاڑ کر
اک نئی تاریخ لکھی، کربلا کی خاک پر
شکر کا سجدہ، جواں بیٹے کی میت پر کیا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

تھی رسن بستہ بہن، لیکن جلالت الاماں
خطبۂ زینبؑ سے لرزاں تھے، زمین و آسماں
رکھ دیا تختہ پلٹ کر، جس نے ملک شام کا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

بھائی خاک وخون میں غلطاں، اور زنداں میں بہن
آبروئے مصطفیٰ، اک آبروئے پنجتن
دوڑتا تھا جسم میں دونوں کے شیر سیدہؑ
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

طشت میں بھائی کا سر، زینبؑ بھرے دربار میں
کوئی بھی انساں نہیں تھا، لشکر کفار میں
خاک مدفن میں، اڑاتے تھے نبیؐ دوسرا
اک علیؑ کی لاڈلی تھی، اک علیؑ کا لال تھا

......☆......☆......

رخصت (ندیم سرور)

تیرے شہر سے جاتے ہیں، دے ہم کو دعا ناناؐ
آباد کریں گے ہم، اب کرب و بلا نانا
تیرا دین ہے مشکل میں، میں کیسے رہوں گھر میں
طفلی میں کوئی وعدہ، تھا تجھ سے کیا ناناؐ
روضے پہ تیرے آکے، ہم شمعیں جلاتے تھے
اب کون مجاور ہے، صغرا کے سوا ناناؐ
اس طرح پرندے بھی، مسکن سے نہیں جاتے
غربت میں مجھے جیسے، اب جانا پڑا ناناؐ
بچے ہیں بہت چھوٹے، گرمی کا زمانہ ہے
پہنچائے گا منزل پر، اب ہم کو خدا ناناؐ
اماں کی لحد چھوٹی، روضہ بھی تیرا چھوٹا
اس وقت کلیجے پر، خنجر سا چلا ناناؐ
زینبؑ تیرے روضے پر، بے پردہ نہیں آئی
اب دیکھے گی سب دنیا، سر اس کا کھلا ناناؐ
میرے ساتھ میں جاتی ہے معصوم سکینہؑ بھی
پردیس میں ہووے گی، اس پر بھی جفا ناناؐ

تلواریں لعینوں کی میرے خون کی پیاسی ہیں
اک بار مجھے اٹھ کر، سینے سے لگا نانا
ریحانؔ لرزتا تھا مرقد بھی پیمبر کا
شبیرؑ جو کہتے تھے، میں مرنے چلا نانا

......☆......☆......

قافلہ آل رسولؐ (ندیم سرور)

اہل حرم کا قافلہ جب شام کو چلا
گھیرے ہوئے اسیروں کو تھی فوج اشقیاء
ڈوبی ہوئی تھی کرب میں اس وقت کربلا
زینبؑ کو دیکھا سر کھلے جبرئیل نے کہا

آل رسولؐ کوچہ و بازار یا علیؑ
روتی تو ہوگی آپ کی تلوار یا علی

شہزادیوں کے سر پہ ردائیں نہیں رہیں
بچوں کے پاس بچوں کی مائیں نہیں رہیں
خوشیاں تو کیا خوشی کی، ہوائیں نہیں رہیں
لوٹی گئی ہے آپ کی سرکار یا علیؑ

زہراؑ لحد کو چھوڑ کے یثرب سے آئی ہیں
فریاد اپنے لب پہ خدیجہ بھی لائی ہیں

مقتول کربلا میں، جو زینبؑ کے بھائی ہیں
مارا گیا ہے خلد کا سردار یا علیؑ

عباسؑ جو حسینؑ کے لشکر کی آس تھا
لگتا تھا آپ ساتھ ہیں جب تک وہ پاس تھا
نہ خوف کوئی تھا نہ، کسی کو حراس تھا
اٹھا ہے سر سے سایہ دیوار یا علیؑ

بازو قلم ہوئے ہیں علم ہے لہو لہو
اصغرؑ کے خون سے کرلیا شبیرؑ نے وضو
پھیلی ہوئی ہے غم کی، فضا ایسے چار سو
جس میں ہے سانس لینا بھی دشوار یا علیؑ

چھینی گئیں ستم سے، سکینہؑ کی بالیاں
رخسار پہ نمایاں، طمانچوں کے ہیں نشاں
شمر لعین جو بچی کو، دیتا ہے جھڑکیاں
مقتل میں کانپتا ہے علمدار یا علیؑ

اب شام کا سفر ہے نبیؐ کی نواسیاں
پہنے ہوئے ہیں سید سجادؑ بیڑیاں
ظالم جو لے کے آئے ہیں، لاشوں کے درمیاں
آنکھوں سے خون بہتا ہے بیمار یا علیؑ

وہ دیکھو بازوؤں میں ہے زینب کے ریسماں
سر ننگے جس کی ماں کو نہ، دیکھے تھا آسماں

بلوے میں سر کھلے ہے، وہ مخدومہ جہاں
کوئی نہیں ہے مونس و غمخوار یا علیؑ

بزم عزا میں سرور و ریحان غم کے پھول
تم نے کھلائے ایسے کہ راضی ہوئیں بتولؑ
روز حساب دیکھنا، فرمائیں گے رسولؐ
دونوں حسینؑ کے ہیں عزادار یا علیؑ

......☆......☆......

ماں کا نوحہ (ندیم سرور)

شبیہ پیمبر اکبرؑ، نوحہ کرے ماںؑ
شاہ کا دلبر اکبرؑ، نوحہ کرے ماںؑ

ارمان بہت تھا میں تیری شادی رچاؤں
اک روز دلہن چاند سی میں بیاہ کے لاؤں
ہر لاش پہ روتی ہے تیری کوکھ جلی ماں

زندہ تھے تمہیں دیکھ کے اب کیسے جئیں گے
سوچا تھا تیرے بیاہ کی پوشاک سئیں گے
پر تجھ کو کفن بھی نہ ملا ہائے میری جاں

روتی ہے پھوپھی جس نے تمہیں لاڈ سے پالا
تم کیا گئے رخصت ہوا اس گھر سے اجالا

اک باپ ضعیفی میں ہوا بے سرو ساماں

بیمار بہن تکتی ہے بیٹا تیرا رستہ
پردیس میں آئے تو رہا یاد نہ وعدہ
مقتل کیا آباد مدینہ کیا ویراں
پھرتا ہے میری آنکھ میں اب تک وہی منظر
اے جان پدر نور نظر اے علیؑ اکبرؑ
ہمشکل نبیؐ کہتے تھے تم کو شہِ ذیشاں

پیاسے تھے بہت، پیاس یہ کس طرح بجھائی
اس چاند سے سینے پہ سناں ظلم کی کھائی
تم سوتے ہو ماں جاتی ہے بیٹا سوئے زنداں

اللہ نگہباں تمہارا میرے پیارے
ہم لوگ رسن بستہ سوئے شام سدھارے
سوتا ہے تیرے ساتھ یہیں اصغرؑ ناداں

ریحان یہ کیا خوب لکھا غم کا فسانہ
زہراؑ نے تجھے بخشا ہے لفظوں کا خزانہ
لے ہوگیا ہے بخشش کا تیری حشر میں ساماں

......☆......☆......

ماں (ندیم سرور)

جب علی اکبرؑ سا بیٹا شاہ کو رب نے دیا
اس عطائے کبریا پر کربلا نے دی صدا
ماں اور علی اکبرؑ کی ماںؑ

اس کا ماتھا چومتی تھیں اُم لیلیٰ بار بار
اس کا چہرہ دیکھ کر کہتی تھیں اے پروردگار
یہ بہار زندگی ہے یہ میرے گھر کی بہار
یہ میری پہلی تمنا یہ میرے دل کا قرار
کالی ڈوری باندھتیں ننھی کلائی میں کبھی
ننھے سینے پر کبھی کرتی تھیں دم ناد علیؑ
کہتی تھیں مرجھائے نہ مولا میرے دل کلی
یہ دل شبیرؑ ہے یہ ہے ہماری زندگی

گھٹنوں چلنے لگا جس وقت ان کا شیر خوار
صاف کرتیں اپنے آنچل سے وہ اس کی راہ گزار
اے خدانخواستہ چبھ جائے نہ بچے کے خار
چلتے چلتے جب وہ تھکتا پشت پر کرتیں سوار

سب فنون حرب سکھلائے تھے عباسؑ جری
صحن میں کرسی بچھا کر ماں بھی اکثر دیکھتی
مشق کے دوران اک دن یونہی نیزے کی انی

چھو گئی سینے سے لیلیٰ پر غشی طاری ہوئی

اک وہ دن تھا کہ جب برچھی ذرا سی چھو گئی
اُم لیلیٰ کانپ اٹھیں اور غشی طاری ہوئی
ایک یہ دن ہے میدان کربلا دیکھے کوئی
ہے جگر کے پار نیزہ اور ماں ہے دیکھتی

اُم لیلیٰ دل سنبھالو عرش سے آئی صدا
برچھیوں کی سمت جاتا ہے تمہارا مہ لقا
یوں کرو رخصت کہ جیسے ہو سماں بارات کا
خاک میں مل جائے گی لیلیٰ شبیہ مصطفیٰ

کیا خبر تھی اُم لیلیٰ کو یہ دن بھی آئے گا
بیاہ کا ارمان دل کا دل میں ہی رہ جائے گا
لاش قاسم کی طرح ٹکڑوں میں دل بٹ جائے گا
نوجوان کی لاش پہ سہرا سجایا جائے گا

کس طرح ریحانؔ ہو اس گفتگو کا اب بیاں
عورتیں جب شام کی کہتی تھیں لے کر ہچکیاں
جس جواں کا نوک نیزہ پر ہوا ہے سر عیاں
اس جوان سے پہلے یارب مرگئی ہو اس کی ماں

کہتی ہے سکینہؑ خوش ہوکر، دولہا جو بنے بھیا اکبرؑ
میں نیگ میں مانگوں گی گوہر، سر رکھ کے ان کے سینے پر
حق میرا مجھے دلوادو، مجھے بندے نئے پہناؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

ناگاہ یہ دی ہاتف نے صدا، لے ظلم ہوا اُم لیلیٰ
سینے میں لگا اس کے نیزہ، ارمان تھا جس کی شادی کا
اکبرؑ کو کفن پہناؤ، زخموں سے خاک چھڑاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

برچھی ہے کلیجے میں ٹوٹی، ہاتھوں میں لگی خون کی مہندی
سو ٹکڑے ہوئی سہرے کی لڑی، سورؔ یہ قیامت کی ہے گھڑی
زینبؑ کو ہوش میں لاؤ، لو فرشِ عزا کا بچھاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

دو قاصد صغرا کو یہ خبر، صغرا کو بتائے وہ جاکر
اکبرؑ تو گئے سوئے کوثر، کیا تکتی ہے صغرا راہ گزر
مت ان سے آس لگاؤ، اب فاتحہ ان کی دلاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

ریحانؔ تجھے اکبرؑ کی قسم، مت روک ابھی تو اپنا قلم
وہ بات تجھے کرنا ہے رقم، غم اہل عزا کا جس سے ہو کم
اکبرؑ کا سہرا سناؤ، خود تڑپو اور تڑپاؤ۔
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

آؤ اکبرؑ سہرا باندھو

(ندیم سرور)

سند لا کے بچھاؤ، کوئی آنچل سر پر چھاؤ
اجل سرمہ لاؤ، کوئی مہندی رنگ رچاؤ

سدا آباد رہے، دل ماں بہنوں کا شاد رہے
ے جگ یہ اولاد رہے، میر محسن کی پوری مراد رہے
ناد علی دہراؤ، پوشاک شاہانی لاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

یادر اماں زہراؑ کی کوئی پگڑی لاؤ نانا کی
یں آؤ اکبرؑ کی اکبرؑ کے لگاؤ اب مہندی
کی سیج سجاؤ، یہ بام و در مہکاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

کو آبِ کوثر سے دھلوا کے بوذر و قنبر سے
کانا تب سر سے، جب ابر نجف سے آبر سے
کا پرچم لاؤ، سائے میں اس کو بٹھاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

غرا کو پیغام یہ دو، اکبرؑ کی بہن تم شاد رہو
ں سکت ہو تو آؤ، اور نیگ تم اپنا لے جاؤ
ے گلے لگ جاؤ، گھونگھٹ دلہن کا اٹھاؤ
آؤ اکبرؑ ! سہرا باندھو

سحرِ غم

(حسن صادق)

کہتی ہے سحر، غم کی، اکبرؑ تو کہاں ہے
سجدے بھی ہیں افسردہ، بیتاب اذاں ہے

شادی کا تیری وقت ہے، یا وقت شہادت
سہرا ہے دعاؤں کا، اور ماں کی زباں ہے

کس طرح تیرا سینہ، سہرے کی لڑی چومے
افسوس تیرے سینے میں، پیوست سناں ہے

اسلام کے دامن میں اور اس کے سوا کیا ہے
اک سجدہ ہے، اک ضربت اور ایک اذاں ہے

ہے پیاس کے عالم میں اکبرؑ کو اجل آئی
اور سامنے آنکھوں کے دریا بھی رواں ہے

جاتے ہیں علی اکبرؑ مرنے کے لیے رن میں
زینب کے لیے کتنا پُر درد سماں ہے

ریحانؔ یہ کہتی تھی مادر علی اکبرؑ کی
کیا ڈر ہے لعینوں کا میرا لال جواں ہے

نورِ نظر

آغوش میں لیلیٰ کی جو یہ نورِ نظر ہے
تصویرِ نبوت ہے امامت کا جگر ہے

کیا چاند سا چہرا ہے ستارا سی آنکھیں
قرآن سا سینہ ہے رِحل جیسی ہیں باہیں
شبیرؑ کے سجدوں کی ریاضت کا ثمر ہے

واللیل کی تعبیر سے سنورے ہوئے گیسو
والشمس کے سانچے میں بنائے گئے ابرو
والنجم کی مانند یہ ایک تازہ سحر ہے

پلکیں ہیں کہ جنّت کے دریچوں پہ ہے چلمن
ماتھا ہے کہ حوراں جناں کے لیے درپن
یہ آئینہ ایسا ہے کہ خوش آئینہ گر ہے

پیروں کو جو دیکھیں تو وہ کوثر سے دھلے ہیں
لب ہائے مبارک ہیں کہ دو پھول کھلے ہیں
اکبرؑ کا یہ پیکر ہے کہ ایماں کا شجر ہے

قرآن سمیٹے ہوئے معصوم زباں ہے
بچپن میں ہی حیدرؑ کی جلالت جو عیاں ہے
تھرایا ہوا عرش پہ جبریل کا پر ہے

بچپن کا بیاں ہوچکا اب ذکر جوانی
وہ حُسن کہ یوسفؑ کا جگر ہوتا ہے پانی
ماں کہتی ہے اس کو تو نظر لگنے کا ڈر ہے

چلتے ہیں تو جھکتا ہے فلک قدموں میں ان کے
رکتے ہیں تو رک جاتے ہیں بہتے ہوئے جھرنے
یہ نیرّ تاباں ہے یہی رشک قمر ہے

آئی شب عاشور قیامت کا سماں ہے
بے تاب ہے اکبرؑ کی پھوپھی غم زدہ ماں ہے
پھیلی ہوئی جنگل میں شہادت کی خبر ہے

ماں کہتی ہے اے لال تیرے بال سنواروں
اٹھارہ برس پالنے والی کو بلالوں
تو باندھے ہوئے کس لیے مرنے پہ کمر ہے

جس لعل کی شادی کے رہیں آنکھوں میں سپنے
مرنے کے لیے بھیج دے فرزند کو اپنے
دنیا میں بھلا کونسی ماں کا یہ جگر ہے

سورج ہے سوا نیزے پہ تیرے ہیں چمکتے
دم کردوں ذرا ناد علیؑ سینے پہ تیرے
یہ موت کی وادی ہے جہاں تیرا سفر ہے

ماں اور پھوپھی ہاتھوں کو ملتی رہیں بن میں
آئے نہیں پھر لوٹ کے ایسے گئے رن میں
برچھی لگی سینے میں تو برچھی میں جگر ہے

ریحانؔ جگر پھٹتا ہے لیلیٰ کی فغاں سے
جب کہتی ہے اکبرؑ سا پسر لاؤں کہاں سے
اکبرؑ کے بنا اجڑا ہوا لیلیٰ کا گھر ہے

انوکھی داستان

(ندیم سرور)

داستان ہے انوکھی یہ تاریخ کی
اک بہن اک بھتیجی اور اک بھائی
داستاں غم کی یہ جب بھی ہم نے سنی
دل سے آواز بس یہ ہی ابھری
ہائے عباسؑ زینبؑ، سکینہؑ
تم کو روتے ہیں اہل مدینہ

○

نہر پر وہ جری جس کے بازو کٹے
ہاتھ رسی میں باندھے گئے ایک کے
حال کیسے سکینہؑ کا لکھوں
جس سے چھوٹا ہے بابا کا سینہ

○

ایک بچی جو بابا کی تھی لاڈلی
تین دن دشت غربت میں پیاسی رہی
بالیاں اس کی چھینی لعیں نے
دل میں ظالم کے تھا کتنا کینہ

○

اک بہن جس کے بیٹے فدا ہوگئے
دل کے ٹکڑے تھے لیکن جدا ہوگئے
جاں ماموں پہ دی سب سے پہلے
سرخرو یوں ہوئی ایک بہنا

○

وہ جو سقّائے اہل حرم تھا سنو
جس کے کاندھوں پہ دیں کا علم تھا سنو
جس کو پیاسی سکینہؑ کا غم تھا
جس نے اعدا سے دریا کو چھینا

○

ثانیِ زہراؑ جس کا لقب تھا وہی
بھائی جس کا تھا عباسؑ جیسا وہی
باپ جس کا شۂ لافتیٰ تھا
آئی بازار میں سر برہنہ

○

جس کے کانوں سے چھینی گئیں بالیاں
جس نے کھائے طمانچے سہیں جھڑکیاں
اس کے غم کا بیاں کس طرح ہو
غم سے پھٹ جائے گا میرا سینہ

○

جس کے مرنے سے شۂ کی کمر جھک گئی
جب سنا اس جری کو قضا آگئی
آس پانی کی بچوں نے چھوڑی
غش ہوئی ہائے بالی سکینہؑ

○

روک اپنا قلم اے ریحانؔ اعظمی
دل تڑپنے لگا آنکھ رونے لگی
تیرے نوحے سے اہل عزا کا
ہوگیا غم سے لبریز سینہ

آ دیکھ میرے غازیؑ، اونچا ہے علم تیرا

(ندیم سرور)

دل سینے میں جب تک ہے، بھولے گا نہ غم تیرا
آ دیکھ میرے غازی، اونچا ہے علم تیرا

زینبؑ کی دعا بن کر، اک وقت وہ آئے گا
ہر گھر پہ سجا ہوگا، عباسؑ علم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

آجاتی ہیں زہراؑ بھی، زینبؑ بھی زیارت کو
جب آٹھ محرم کو، اُٹھتا ہے علم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

تابوت جب اُٹھتا ہے، شبیرؑ کا اے غازیؑ
تابوت کے آگے، بھی چلتا ہے علم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

وہ کون سے صدمے تھے، شۂ ٹوٹ گئے جس سے
اک درد تھا زینبؑ کا، اور دوسرا غم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

پرچم کا پھریرا تھا، یا آس تھی زینبؑ کی

زینبؑ کے کلیجے سے، غم کیسے ہو کم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......
بازار میں زنداں میں، دربار میں ہر لمحہ
زینبؑ کی تو سانسوں پہ تھا، نام رقم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

جب بہہ گیا سب پانی، تب سانس تیری ٹوٹی
تھا سینے کے اندر، یا مشکیزے میں دم تیرا
دل سینے میں جب تک ہے ......

آواز تیری سرورؔ، شبیرؑ سے وابستہ
عباسؑ سے وابستہ، ریحانؔ قلم تیرا

......☆......☆......

پرچم عباسؑ

(ندیم سرور)

ہاں یہی پرچم حسینی فوج کا بن کر نشاں
جس گھڑی پہنچا تھا فوج اشقیا کے درمیاں
ہر طرف سے آ رہی تھی بس صدائے الاماں
نعرہ عباسؑ تھا اور تھی فرشتوں کی زباں

○

اس علم کے ساتھ ہے چھوٹا سا مشکیزہ بندھا
بازوئے عباسؑ پر جیسے ہو تعویذ وفا

نہ علم اس سے جدا ہے نہ علم سے یہ جدا
اس علم پہ سایہ افگن ہے دعائے سیدہ

○

تھا یہی پرچم علیؑ کے ہاتھ میں ہر جنگ میں
کربلا پہنچا دعائے سیدہؑ کے رنگ میں
ہاں اسی پرچم کو گاڑا تھا علیؑ نے سنگ میں
دوڑتا ہے خون اس کو دیکھ کر انگ انگ میں

○

ہاں اسی پرچم سے آیا کربلا میں انقلاب
لے کے اس کو جب گیا دریا پہ ابن بوترابؑ
چوم لی موجوں نے بڑھ کر اسپ غازی کی رکاب
اس کے پنجے کی چمک سے روشنی لے آفتاب

○

جب تلک اونچا رہا کربل میں غازیؑ کا علم
آ سکے نہ خیمہ سرور میں اعدا کے قدم
یہ علم ٹھنڈا ہوا رونے لگے شاہ امم
رو کے کہتے تھے یہی تھا میرے لشکر کا بھرم

○

یہ علم ڈھارس تھا زینبؑ اور سکینہؑ کے لیے
دھوپ میں اک چھاؤں تھا یہ شاہ والا کے لیے
اس کا گرنا موت سے بڑھ کر تھا آقا کے لیے
موت کا پیغام یہ پرچم تھا اعدا کے لیے

○

آج ہر گھر پر علم ہے میرے غازیؑ کا سجا
حضرت زینبؑ کی پوری ہوگئی آخر دعا

مرحبا عباسؑ غازی، مرحبا صد مرحبا
آسماں تو جھک گیا تیرا علم اونچا رہا

○

اس علم کی شان تو اس روز دیکھے گا جہاں
آئے گا جس روز اس پرچم کا وارث بارھواں
کفر کی بستی پہ ٹوٹیں گی ہزاروں بجلیاں
مومنوں کے سر پہ ہوگا اس علم کا سائباں

○

یہ علم اب تک حسینی فوج کی ہے یادگار
حشر تک قائم رہے گا اعتبار و اختیار
دیکھیں گے ریحانؔ اس پرچم کی سب اس دن بہار
اس کو لے کر آئیں گے جب مہدئؑ عالی وقار

○

اک روز یہ منظر بدلے گا
جس دن یہ مسلمان سنبھلے گا
یہ مٹی سونا اگلے گی، یہ چرخ گہر برسائے گا
ہر ایک نظام ظلم وستم، خود ظالم کو رلوائے گا
غازی کا علم لہراتا ہوا، جب مہدئؑ آخر آئے گا
میراث شہادت ہے جسکی، وہ مولا اسے مل جائیگا
اس روز سے ساری دنیا میں غازی کا علم لہرائے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب آنے والا آئیگا
پرچم عباس کا

غازی کا نوحہ (حسن صادق)

صورت شیر خدا جاہ و چشم کس کا ہے
اب دریا ذرا دیکھو یہ علم کس کا ہے

علقمہ مٹ نہیں سکتا تیرے سینے سے کبھی
تجھ کو معلوم نہیں نقش قدم کس کا ہے

لکھ رہا ہے جو قلم ہو کے وفاؤں کی کتاب
کربلا دیکھ تو یہ ہاتھ قلم کس کا ہے

جب کھلے باب حوائج کے معنی مجھ پر
تب میں سمجھا ہوں کہ مجھ پر یہ کرم کس کا ہے

کوئی بھی جھوٹی قسم کھا نہیں سکتا جس کی
میرے غازی کے علاوہ یہ بھرم کس کا ہے

نہر پہ لاشہ عباسؑ تڑپتا کیوں ہے
نام ہونٹوں پہ سکینہؑ لب دم کس کا ہے

وہ فرشتے ہوں کہ انسان سب ہی شامل ہیں
ایسا دنیا میں بتاؤ ذرا غم کس کا ہے

نوحہ غازیؑ کا ہے آواز حسنؔ صادق کی
اور ریحانؔ کے ہاتھوں میں قلم کس کا ہے

بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا
چین نہ پائے گی تو اشک بہائے گی تو
ہے تیرے معصوم کا تیر کی زد پر گلا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

لوریاں دے لے اسے گود میں لے لے اسے
اصغرؑ بے شبیرؑ کا وقت اجل آ گیا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

جاتا ہے میدان میں موت کے طوفان میں
خیر سے لوٹ آئے یہ مانگ یہی اک دعا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

دھوپ ہے سر پر کڑی در پہ اجل ہے کھڑی
ڈال دے معصوم پر بانوئے بے کس ردا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

اب نہ وہ گھر آئے گا سوئے جناں جائے گا
سوئے گا مقتل میں وہ تکتی ہے جھولے کو کیا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

گرم ہوا گرم خاک بن ہے بہت خوفناک
جوڑ کے چلتے میں تیر بیٹھا ہے واں حُر ملا

بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

تیر جو کھائے گا وہ خون میں نہائے گا وہ
پیاسا ہی مر جائے گا لال تیرا بے خطا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

وقت وہ آ ہی گیا تیر ستم کا چلا
ہاتھوں پہ شبیرؑ کے چھد گیا اس کا گلا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

سو گیا بے شبیرؑ جب شاہ نے غم کے سبب
اصغر معصوم کا چہرے پہ خون تھا ملا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

غم کی چلیں آندھیاں روئے زمین آسماں
اصغرؑ بے شیر کو روئے گی کربلا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

ننھی لحد کھود کر بولے شہ بحر و بر
تیرے حوالے خدا آخری ہدیہ میرا
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

بیٹے ریحان سر پھٹتا ہے غم سے جگر
لشکر شبیرؑ کا ہوگیا اب خاتمہ
بانو تیرا مہ لقا چھوڑ کے جھولا چلا

اصغرؑ کی ماں

رو کے کہتی تھی علی اصغرؑ کی ماں
ڈھونڈنے جاؤں تجھے اصغرؑ کہاں

میری گودی اپنا جھولا چھوڑ کر
دشت خونی میں پدر کے ہاتھ پر
یوں گئے ملتا نہیں کوئی نشاں

دم اُکھڑتا ہے میرا اب آ بھی جا
ٹوٹتا ہے سانس کا اب سلسلہ
حال دل اپنا کروں کس سے بیاں

یہ درندے یہ ستم گر یہ لعیں
جن کے سینوں میں ہے پتھر دل نہیں
یہ تجھے پانی نہ دیں گے میری جاں

تیرے خوں کی بو فضا میں ہے بسی
پڑھ رہی ہوں دم بہ دم ناد علی
سن رہی ہوں موت کی کچھ ہچکیاں

اے میرے تشنہ دہن نورِ نظر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ماں کا جگر
راہ تکتے تھک گئی ہیں پتلیاں

چاند سی صورت کہاں پر کھو گئی
لوٹ آ گھر رات اب تو ہوگئی
آ گئی غم سے لبوں پر میرے جاں

دیر کیوں اتنی لگی لخت جگر
زندگی کردی میری کیوں مختصر
قبر سا لگنے لگا مجھ کو مکاں

جانتی ہوں پیاس سے بے حال تھے
مضطرب دو دن سے میرے لال تھے
خشک تھی تشنہ دہانی سے زباں

پی لیا ہو آپ نے پانی اگر
آ کے چپکے سے ہماری آنکھ پر
رکھ دو اپنی ننھی ننھی انگلیاں

کون بانو سے کہے ریحاںؔ اب
ہوگیا کرب و بلا میں یہ غضب
مہ لقا تیرا گیا سوئے جناں

لوریاں کس کو دوں میرے اصغرؑ لوری

رو کے مادر، یہ بن میں پکاری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ
تیرے جھولے پہ، ماں جائے واری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

مل گیا ہو، تمہیں بن میں پانی
مانی بی بی کی، میں نے کہانی
شکل دیکھوں، میں پھر سے تمہاری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

دھوپ میداں میں، بیٹا کڑی ہے
گود پھیلائے، مادر کھڑی ہے
آؤ گودی میں، آؤ میری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

دل بھی ویراں ہے، جھولے کی صورت
ایک اک پل ہے، مجھ پہ قیامت
ختم ہوتی نہیں، بے قراری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

شام آئی، تو شام غریباں
ساتھ لائی، بچھڑنے کا ساماں
قید ہونے کو ہے، دکھ کی ماری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

آؤ اے لال، اب گھر میں آؤ
ماں کو اپنی، نہ اتنا رلاؤ
سوئے زنداں، چلی ہے سواری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

کیسے نیند آئے گی، تم کو بن میں
ہے اندھیرا بہت، دیکھو رن میں
تم نے اک شب، نہ باہر گزاری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

تیری فرقت میں، پھٹتا ہے سینہ
ساتھ روتی ہے، میرے سکینہؑ
خوں ہے آنکھوں سے، دونوں کے جاری
لوریاں کس کو دوں، میرے اصغرؑ

اصغرؑ کا جنازہ

(ندیم سرور)

اے مومنو جب خون میں ڈوبا ہوا آیا۔ اصغرؑ کا جنازہ
شبیرؑ نے ایک ماں سے اسے کیسے چھپایا۔ اصغرؑ کا جنازہ

ہاتھوں پہ جنازہ علی اصغرؑ کا اٹھا کر
رخ سوئے فلک کر کے صدا دیتے تھے سرور
اللہ یہی ہدیہ آخر ہے ہمارا
اصغرؑ کا جنازہ.........

چہرے پہ میرے خون ہے میرے غُنچہ دہن کا
مُرجھایا ہے یہ پھول محمدؐ کے چمن کا
اے نانا تیرے دین پہ کرتا ہوں میں صدقہ
اصغرؑ کا جنازہ.........

اسلام کی سوکھی ہوئی شریانوں کی خاطر
چھ ماہ کے بچے کا لہو کردیا حاضر
اسلام کو اب حشر تلک کر گیا زندہ
اصغرؑ کا جنازہ.........

سنگ دِل تھے لعین بچے پہ کچھ رحم نہ کھایا
پانی کے طلب کرنے پہ خوں اس کا بہایا

اک باپ نے بکھرے ہوئے ارماں سے اٹھایا
اصغرؑ کا جنازہ.........

جب رات کو ماں اپنے تصوّر کو جگاتی
آواز اسے جھولے کی نوحہ یہ سناتی
کیا بھول گئی ہاتھوں پہ سرورؑ کے جو دیکھا
اصغرؑ کا جنازہ.........

ماں کہتی تھی اے گود کے پالے علی اصغرؑ
تھی آرزو دیکھوں گی میں سہرا تیرے سر پہ
کیوں وقت نے مجھ کوکھ جلی کو ہے دکھایا
اصغرؑ کا جنازہ.........

یاد آ گیا زنداں میں جو بھیا کا ٹُھمکنا
سجادؑ سے تب کہنے لگی بالی سکینہؑ
کیا کھا کے ترس دھوپ سے لوگوں نے اٹھایا
اصغرؑ کا جنازہ.........

ریحانِ شہہ دیں نے ہر اک لاش اٹھائی
اکبرؑ سا جواں ان میں تھا عباسؑ سا بھائی
بیٹے سے ید اللہ کے مگر اٹھ نہیں پایا
اصغرؑ کا جنازہ.........

معصوم بچہ

ماں اصغرؑ کی لوریاں دینے کو کسے ڈھونڈے
ایک بچہ تھا جو مارا گیا ہے تیروں سے

○

گود بھی ہوگئی خالی
ہائے پردیس میں اس کی
گھر بھی ویراں ہوا ہے
بے کسی آئی یہ کیسی
خاک میں مل گئے ارماں سبھی دُکھیا کے

○

چھپ گیا اک ستارا مرگیا ہنسلیوں والا
دیکھ کر سوکھے لبوں کو
رویا دریا کا کنارا
لعل کو اپنے بھلائے گی بھلا ماں کیسے

○

حُرملا لعن نے رحم نہ کھایا
خون اصغرؑ کا بہایا
تشنہ لب غنچہ دہن کو
پانی تیروں سے پلایا
حُرملا لعن ظلم یہ ڈھایا ہے انوکھا تو نے

ہائے معصوم پسر

ماں یہ کہتی تھی میرے نورِ نظر ہائے معصوم پسر
ہوگئی شام نہ کیوں آئے گھر ہائے معصوم پسر

ہوگئی شام چلو گھر آؤ
آ کے گودی میں میری سوجاؤ

پانی مہنگا ہے لہو سستا ہے
ابر تیروں کا وہاں چھایا ہے
تیر آئے نہ وہاں تو ہے جدھر
ہائے معصوم پسر

گھر سے باہر نہیں نکلے تھے کبھی
گھٹنیوں چلتے تھے اے لال ابھی
جانتا تو نہیں آدابِ سفر
ہائے معصوم پسر

یہ بدن پھول سا یہ دھوپ کڑی
جان مادر ہے مصیبت میں پڑی
کیسے سایہ کروں آکر سر پر
ہائے معصوم پسر

سنتی ہوں تیر لگا گردن پر
کیا غضب ہوگیا میرے اصغرؑ
یا خدا جھوٹ پہ مبنی ہو خبر

ہائے معصوم پسر

جھولا ویران ہے گودی خالی ہے
اب تو پتھرانے لگیں آنکھیں بھی
یاد میں تیری سُلگتا ہے جگر
ہائے معصوم پسر

نیند آئے گی اندھیرے میں کہاں
ماں کی آغوش نہیں ہوگی وہاں
ایسے جنگل میں درندوں کا ہے ڈر
ہائے معصوم پسر

پھول سا جسم ہے اور گرم زمین
دور تک دشت میں سایہ بھی نہیں
دھوپ ایسی ہے کہ جل جائیں شجر
ہائے معصوم پسر

آ تیرے بال سنواروں بیٹا
کب تلک دیکھوں یہ خالی جھولا
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر سمت نظر
ہائے معصوم پسر

جب سے ریحاؔن لکھا یہ نوحہ
ہے رواں آنکھوں سے خوں کا دریا
خوں فشاں میں ہوں قلم نوحہ گر
ہائے معصوم پسر

ماں کا نوحہ (حسن صادق)

میں جھولا جھلاؤں میں تجھے جھولا جھلاؤں
میں خواب میں اصغرؑ تجھے لوری بھی سناؤں

لوٹ آؤ سفر سے کہ بڑی دیر ہوئی اب
بیتاب ہوں کب سے تجھے سینے سے لگاؤں

کوئی مجھے بتلاتا نہیں تیری نشانی
برسات میں تیروں کی، کہاں ڈھونڈنے جاؤں

سوچا تھا تیری سالگرہ گھر میں کروں گی
تقدیر یہ کہتی ہے تیرا سوگ مناؤں

بابا سے تیرے، تیرا جنازہ نہ اٹھے گا
کس طرح سے عباسؑ کو دریا سے بلاؤں

یہ خون بھرا کرتا یہ مٹی میں اٹے بال
سینے میں چھپاؤں کہ میں آنکھوں سے لگاؤں

اس طرح کوئی روٹھ کے ماں سے نہیں جاتا
تو خود ہی بتادے میں تجھے کیسے مناؤں

ریحاؔن کے نوحے پہ صدا بانو کی آئی
میں آنکھوں سے اشکوں کے سمندر کو بہاؤں

نوحہ

(ناصر حسین زیدی)

ماں جھولا جھلاتی ہے اصغر کو خیالوں میں
اور لوریاں دیتی ہے اس لعل کو خوابوں میں

اے لعل تجھے کھوکر مجھے نیند نہیں آتی
اب غم کے سوا بیٹا کچھ بھی تو نہیں باقی
ہے رات کا اندھیرا تجھ بن تو اجالوں میں

میں پانی پلادوں گی تو لوٹ کے گھر آجا
دیکھوں گی کہاں تک میں اے لعل تیرا رستہ
اصغرؑ میں سلاؤں گی لے کر تجھے باہوں میں

جنگل ہے بیاباں ہے اور دھوپ کڑی بیٹا
ایسے میں تمہیں گھر سے جانے کی پڑی بیٹا
بیٹھوں گی نہیں میں بھی تیرے بنا چھاؤں میں

آ بدلوں تیرا کرتا منہ تیرا دھلاؤں میں
دادا کی شجاعت کی باتیں بھی سناؤں میں
زانوں پہ لٹا کر میں کنگھی کروں بالوں میں

آ تجھ کو بلاتی ہے معصوم سکینہؑ بھی
دامن کو میرے پکڑے دروازے کو ہے تکتی
ہیں اشک تیری خاطر آنکھوں کے پیالوں میں

میدان میں اے بیٹا برسات ہے تیروں کی
لشکر میں لعینوں کے انسان نہیں کوئی
سب تیر ہیں زہریلے اعدا کی کمانوں میں

مرجاؤں گی اے بیٹا جھولا جو رہا خالی
مقتل میں گیا ہے تو اللہ تیرا والی
سانسوں میں سما میری چھپ جا میری آنکھوں میں

جس نے بھی سنا رویا ماتم بھی کیا پیہم
سب اہل عزا بولے کیونکر نہ کریں ماتم
اشکوں کا سمندر ہے ریحانؔ کے نوحوں میں

......☆......☆......

دعا فاطمہ صغراؑ

کرتی تھی دعا شام و سحر فاطمہ صغراؑ
سب خیر سے ہیں پائے خیر فاطمہ صغراؑ

جب سے گئے بابا نے مجھے خط نہیں لکھا
حیران ہوں کیوں بھول گئے وعدے کو بھیا
دکھلائے کسے زخم جگر فاطمہؑ صغرا

اصغرؑ کی خبر آئی نہ اکبرؑ کی خبر ہے
کنبے کا میرے کیسا قیامت کا سفر ہے
کرتی ہے فغاں پیٹ کے سر فاطمہ صغراؑ

بیمار ہوں اب کوئی دوا بھی نہیں دیتا
لگتا ہے مجھے پیار نہیں کرتے تھے بابا
اس غم میں نہ کرجائے سفر فاطمہ صغراؑ

ویران مدینہ ہوا ویراں میرا گھر ہے
تنہائی میں بیمار کو مرجانے کا ڈر ہے
اب تکتی ہے بس راہ گزر فاطمہ صغراؑ

اماں نے کیا یاد نہ بابا نے خبر لی
لگتا ہے کہ ناراض ہوئیں مجھ سے پھوپھی بھی
اس حال میں اب جائے کدھر فاطمہ صغراؑ

شعبان بھی رمضان بھی اور عید بھی گزری
آئی نہیں گھر میں میرے آہٹ بھی خوشی کی
ٹکراتی ہے دیوار سے سر فاطمہ صغراؑ

عباسؑ چچا میری خبر کیوں نہیں لیتے
لکھ کر مجھے دو حرف دلاسا نہیں دیتے
کیونکر نہ رہے دیدہ تر فاطمہ صغراؑ

اصغرؑ کی جدائی میں جگر چاک ہے میرا
لوٹ آؤ تمہیں واسطہ اصغرؑ کا ہے بابا
اصغرؑ کی اتارے گی نظر فاطمہ صغراؑ

بیمار سے منہ پھیر کے جاتا نہیں کوئی

بیٹی کو کوئی اپنی رلاتا نہیں کوئی
روتی ہے مگر شام و سحر فاطمہ صغراؑ

ریحانؔ کوئی فاطمہ صغراؑ کو خبر دے
عباسؑ کی اکبرؑ کی وہ اب راہ نے دیکھے
لوٹا گیا پردیس میں گھر فاطمہ صغراؑ

......☆......☆......

مظلوم بچی

ہائے وہ شام کا زنداں، ایک بچی ہے پریشاں
ہائے وہ شام کا زنداں

بابا بابا کی صدا، پیاسے لبوں پر جس کے
کان سے تازہ لہو، بہتا ہے رخساروں سے
کتنی ہے بے سروساماں

سر کو ٹکراتی ہے، زنداں کی دیواروں سے
دل بھی زخمی ہے، غم و رنج کی تلواروں سے
کہتی ہے آؤ چچا جان

کہتی تھی اب تو، مدد کرنے کو آؤ بابا
دیکھے دیکھے صد چاک، جگر ہے میرا
چند لمحوں کی ہے مہمان

وعدہ کرتی ہوں کہ، پانی نہیں مانگوں گی میں
واسطہ دیتی ہوں، زنداں میں اصغرؑ کا تمہیں
کردو جینا میرا آسان

قید تاریک سے اب، مجھ کو نکالو بابا
خاک پہ سوتی ہوں، سینے پہ سلالو بابا
ہوگا مجھ پر بڑا احسان

ایسا لگتا ہے، کہ زنداں میں مرجاؤں گی
آپ کی یاد میں، دنیا سے گزر جاؤں گی
دل میں رہ جائیں گے ارمان

آپ کہتے تھے کہ ،میرے بعد نہ رونا بیٹی
آج سے گود میں،اماں ہی کی سونا بیٹی
یاد ہے آپ کا فرمان

میرے جینے کا سہارا،میرے بابا پیارے
کیوں نہیں لوٹ کے،میدان سے تم گھر آئے
تم پہ ہوجاں میری قربان

مرگئی قید میں،رو رو کے وہ غم کی ماری
قید میں بانوئے بیکس پہ ہے،سکتہ طاری
تم بھی رو کے کہو ریحان

لوٹ آؤ چچا

(ندیم سرور)

بُجھ گئی پیاس چچا! لوٹ کے گھر میں آؤ
پوری کردو یہ دعا! لوٹ کے گھر میں آؤ
جانتی ہوں کہ کٹے آپ کے بازو رن میں
آپ کے بعد بچا کیا ہے؟ میرے دامن میں
کچھ نہیں کرتی گلہ لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچا! لوٹ کے گھر میں آؤ

ہوتے جاتے ہیں بہت شام کے گہرے
سائے
کوئی بھی گھر میں نہیں کون مجھے بہلائے
تم کو دیتی ہوں صدا لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچا! لوٹ کے گھر میں آؤ

مجھ کو معلوم نہ تھا دور وطن سے آکر
آپ سوجائیں گے دریا پہ علم لہرا کر
لو چچا دن بھی ڈھلا لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچا! لوٹ کے گھر میں آؤ

اے چچا دیکھئے چھنتی ہے پھوپھی کی چادر
بھائی سجادؑ کا کھینچا ہے لعین نے بستر
کیا نہیں تم کو پتہ لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچاؑ! لوٹ کے گھر میں آؤ

ماں یہ کہتی ہیں کہ ہم قید بھی ہوں گے عموں
چھن گئیں بالیاں کھائے ہیں تمانچے عموں
دیکھو دامن بھی جلا لوٹ کے گھر میں آؤ
بجھ گئی پیاس چچاؑ! لوٹ کے گھر میں آؤ

ننھے جھولے میں کبھی گود میں مادر کی کبھی
دیکھتی ہوں کہ مہک پاؤں کہیں اصغرؑ کی
ساتھ اصغرؑ کے چچاؑ لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچاؑ! لوٹ کے گھر میں آؤ

رو کے زینبؑ نے کہا بالی سکینہ میری
بے چچا اور بے پدر ہونا ہے قسمت تیری
کس کو دیتی ہے صدا لوٹ کے گھر میں آؤ
بُجھ گئی پیاس چچاؑ! لوٹ کے گھر میں آؤ

شام سے آج بھی زائر جو کوئی آتا ہے
ساتھ ریحانؔ وہ پیغام یہی لاتا ہے
میں ہوں زنداں میں چچاؑ لوٹ کے گھر میں آؤ

میرے بابا (ندیم سرور)

سنو کہ لکھتا ہوں میں، دردناک وہ منظر
تھے اک رسن میں، گلے بارہ اور برہنہ سر
جب آئے شام کے دربار میں دریدہ جگر
پڑی سکینہؑ پہ ناگاہ اس شقی کی نظر
یزیدِ نام تھا جس کا، سجائے تھا دربار
لئے تھا گود میں دختر کو، اپنی وہ مکار

وہ اپنی بچی کے بالوں میں، ہاتھ پھیرتا تھا
لگا کے سینے سے بچی کو، پیار سے دیکھا
لپک کے بالی سکینہؑ سے، وہ شقی بولا
تجھے بھی بابا تیرا ایسے، پیار کرتا تھا
کہا سکینہؑ نے میں شاہ دیں، کی پیاری ہوں
تباہ حال ہوں اس دم، دُکھوں کی ماری ہوں

تو میرے بابا کا، گندی زبان سے نام نہ لے
غرور اتنا نہ کر، باندھ کر رسن میں ہمیں
میں کتنی پیاری تھی، بابا کی کیا بتاؤں تجھے؟
میں بھول سکتی نہیں، اپنے بابا کو مر کے
میں جب بھی روتی تھی، بابا مجھے مناتا تھا
بنا کے ہاتھوں کو، جھولا مجھے جھلاتا تھا

ہاں تھا میرا بابا، میرے لیے زندہ
میں سینے پہ سوتی تھی، تسکین سی ہوتی تھی

ماں بن کے مجھے جس نے، آغوش میں پالا
کیا پوچھتا ہے مجھ سے؟ خود پوچھ لے بابا سے
سر طشت میں رکھا ہے، وہ خود ہی بتا دے گا

گر ان کو بلاؤں میں، سر گود میں آئے گا

کیوں مجھ کو رُلاتا ہے، ایسا کہیں ہوتا ہے
بن باپ کی بچی کو، دیتے ہیں دلاسہ

تیری بھی تو بیٹی ہے، گودی میں جو بیٹھی ہے
تو دیکھ اسے ظالم، پھر دیکھ میرا چہرہ

عباسؑ اگر ہوتے، کُنبے کو میرے کیسے
تو باندھ کے رسی میں، دربار میں لاتا

یہ کُرتا پھٹا میرا، جو خون میں ہے ڈوبا
عباسؑ جو دیکھیں گے، اک حشر اٹھے گا
چلتا نہ اگر خنجر شبیرؑ کی گردن پر
ہم قید نہیں ہوتے، اکبرؑ نہ سناں کھاتا

یہ خاک اسیری کی، چہروں پہ نہیں ہوتی
بابا میرا سجدے میں، گر سر نہ کٹاتا

ریحانؔ قلم میرا، لکھ کر یہ بیاں رویا
کاغذ پہ گرے آنسو، دل درد سے تڑپا

واحسینا

دروازہ خیمہ پہ لیے ہاتھ میں کوزہ
عباسؑ کا شبیرؑ کا وہ تکتی تھی رستہ
بہلاتی تھی دل اپنا وہ دے دے کے دلاسہ
اب شام ہوئی پانی لیے آئیں گے چچا
پھر خود ہی وہ کہنے لگی گھبرا کے پھوپھی سے
دریا سے ابھی تک میرے بابا نہیں آئے

گھرے ہوئے عاشور کو جب شام کے سائے
کہتی تھی سکینہؑ کوئی یہ مجھ کو بتائے
دن ڈوب گیا۔ واحسینا
پانی نہ ملا۔ واحسینا
سوکھا ہے گلا۔ واحسینا

سن کر یہ سکینہؑ کی فغاں ثانی زہراؑ
کہنے لگی دریا پہ بہت سخت ہے پہرا
پانی ابھی لائیں گے میری جان تیرے بابا
مشکیزہ لیے دریا سے چلے، وہ تیرے لیے

پھر کہنے لگی رو کے سکینہؑ پھوپھی جاؤ
بابا نہیں آتے تو چچا جان کو بلاؤ
بھیا علی اکبرؑ ہیں کہاں کچھ تو بتاؤ

لگتا ہے مجھے، سب روٹھ گئے، رونے سے میرے
کیوں خالی پڑا ہے علی اصغرؑ کا یہ جھولا
حجرے میں نظر نہیں آتا قاسم نوشاہ
کیوں خون میں ڈوبا ہے علم میرے چچا کا
دم گھٹنے لگا، سینے میں میرا، دو مجھ کو صدا

زینبؑ کو بھی آخر نہ رہا ضبط کا یارا
کہنے لگیں سر پیٹ کے پھر ثانیٔ زہرا
اعدا نے بھرے گھر کو سکینہؑ تیرے مارا
سب مارے گئے، پانی کے لیے بابا بھی تیرے

اب کوئی نہیں آئے گا اب صبر کی جا ہے
مقتل میں تیرے پیاروں کا سر تن سے جدا ہے
مردوں میں فقط سید سجادؑ بچا ہے
خاموش رہو، بس اشک پیو، اب صبر کرو

بھڑکے گی ابھی آگ جلے گا تیرا دامن
سر نیزوں پہ اور خاک پہ تڑپیں گے سبھی تن
شبیرؑ کی غربت پہ بہت روئے گا یہ بن
یہ بانی شر، لے جائیں کدھر، کس کو ہے خبر

ریحانؔ سکینہؑ نے سنی درد کی تقریر
بولی کہ پھوپھی یوں بھی بگڑ جاتی ہے تقدیر
اب کچھ نہ کہو، چلتے ہیں سینے پہ میرے تیر
کرتی تھی بکا، اے اہل جفا، کیا ظلم کیا

ہائے زِندان شام (ندیم سرور)

ہائے زِندان شام......ہائے زندان شام

بے کسی کیسی ہے یہ کیسی ہے غربت ! اماں !
کیا بنے گی اسی زِندان میں تربت ! اماں !
کہنا بابا سے خدا حافظ و ناصر بابا
لو کہ اب ہوتی ہوں زِندان سے رخصت ! اماں
ہائے زِندان شام

اب تو دن میں بھی اجالوں سے ملاقات نہیں
جو تڑپ کر نہ گزاری ہو کوئی رات نہیں
کیا کرو جی کے چچا میرے، میرے پاس نہیں
دو دعا ختم ہو اب جلد مصیبت ! اماں
ہائے زِندان شام

جب سر شام پرندوں پہ نظر جاتی ہے
کیسی مخلوق ہے اڑتے ہوئے گھر جاتی ہے
میری تو آس میرے سینے میں مرجاتی ہے
دیکھیں اس قید سے کب ملتی ہے رخصت ! اماں
ہائے زِندان شام

تم ان ہی کپڑوں کو اے اماں بنا دینا کفن
ہو نہیں سکتے یہ تبدیل کہ زخمی ہے بدن
بابا آجائیں تو کہہ دینا انہیں میرا سخن
اپنے بابا کی نہ کر پائی میں خدمت ! اماں
ہائے زِندان شام

میرے بابا کا وہ سینہ، میری اماں لادو
جو تھا جینے کا قرینہ، میری اماں لادو
جو تھا آرام سکینہؑ میری اماں لادو
اس سے پہلے کہ ہو اب موت سے قربت ! اماں
ہائے زِندان شام

ہوسکے تو علی اصغرؑ کا وہ جھولا لادو
اماں بھیا کا میرے مجھ کا شلوکا لادو
وہ جو تعویز تھا منت کا خدارا لادو
مجھ کو پھر مرنے میں ہووے گی نہ دقت اماں
ہائے زِندان شام

خیر جاؤ کہ خدا حافظ و ناصر ! اماں
ساتھ دیتی نہیں اب بالی سکینہؑ کی زباں
کہہ دو ظالم سے کہ اب ختم ہوئی آہ و فغاں
آہ کرنے کی بھی باقی نہیں طاقت ! اماں
ہائے زِندان شام

لب سرورؔ پہ جو ریحانؔ کا نوحہ آیا
شام کے زنداں سے آنے لگی آواز بکا
جیسے بچی کا کوئی زخم ہوا پھر تازہ
بولی کیوں اہل عزا کرتے ہیں رقت ! اماں
ہائے زِندان شام

خالی جھولا

روئی معصوم سکینہ دیکھ کر بھائی کا جھولا
وہ جو اب ہوگیا خالی کھوگیا جھولنے والا
جا کے مقتل میں نہ پھر لوٹ کے اصغر آئے

خون چہرے پہ ملا تھا کہتے تھے سید والا
اے میرے نازوں کے پالے غم دیا تو نے یہ کیسا
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر میرا تیرے جانے سے

بانو رو رو کے پکاری کیسی قسمت تھی ہماری
آ کے پردیس میں بیٹا بن گئی قبر تمہاری
ہے زمین جلتی ہوئی تیرے بدن کے نیچے

چین پائے گی نہ مادر تیرے بن اے علی اصغرؑ
خون رلائے گا ہمیشہ تیرا تکیہ تیرا بستر
غم یہ اٹھے گا تیرا کیسے بتا اب مجھ سے

ہے ابھی تک تیری خوشبو کھوگیا لال میرے تو
سوگئے دشت میں جاکے کھاکے اک تیر سہ پہلو
تیری گردن کا لہو بہنے لگا دل سے میرے

لکھ کے ریحانؔ یہ نوحہ میں نے تادیر یہ سوچا
کیسے زندہ رہی بانو مرگیا لال جب اس کا
سن کے جس کو پھٹتے ہیں کلیجے سب کے

مظلومیت

رونے نہیں دیتے یہ مسلماں میرے بابا
ہوں نانا کی امت سے پریشاں میرے بابا

غیرت سے علم غازی کا جھک جائے گا دیکھو
مقتل سے جو گزری سر عریاں میرے بابا

بھیا کے بنا جاؤں گی زنداں سے جو گھر کو
گھر ہوگا میرے واسطے زنداں میرے بابا

پاس اپنے بلالو مجھے مرقد میں چھپالو
دکھیاری پہ ہوگا بڑا احساں میرے بابا

موت آتی نہیں نیند بھی آنکھوں میں نہیں ہے
گو کہ نہیں کچھ جینے کا ساماں میرے بابا

بچوں پہ بھی کچھ رحم نہیں کھاتے ظالم
کفار میں کوئی نہیں انساں میرے بابا

دیکھو ذرا مقتل کی طرف شہر نجف سے
معصوم کی گردن میں ہے پیکاں میرے بابا

نہ عونؑ و محمدؑ ہیں نہ قاسمؑ ہیں نہ اکبرؑ
گھر آپ کا سب ہوگیا ویراں میرے بابا

شہزادی نے ! ریحانؔ کہا خواب میں مجھ سے
نوحوں سے تیرے ہوتے ہیں گریاں میرے بابا

بیمار بہن (حسن صادق)

بیمار کی آنکھیں ہیں اکبرؑ تیری راہوں پر
دیواریں بھی روتی ہیں صغراؑ کی کراہوں پر

صغراؑ نے کہا مجھ کو اک بار جو مل جائیں
سر اپنا میں رکھ دوں گی بھیا تیرے پاؤں پر

کیوں بھول گئے بھیا صغرا کی خطا کیا ہے
آواز نہیں دیتے کیوں میری صداؤں پر

وہ خود ہی سمجھ لے گی ہے مارا گیا بھائی
دیکھے گی نشاں جس دم زینبؑ تیری باہوں پر

دیکھا کہ لہو میں ہے ڈوبا ہوا سب کنبہ
کیا خواب اتر آیا صغرا کی نگاہوں پر

پیاسے رہے جب اکبرؑ برسی نہ گھٹا کوئی
افسوس کرے دنیا اب ایسی گھٹاؤں پر

ہے دھوپ میں جس دن سے لاشہ علی اکبرؑ کا
ماں اشک گراتی ہے ہر پیڑ کی چھاؤں پر

ریحانؔ مجھے کیا ہو اب خوف قیامت کا
جب میرا عقیدہ ہے زہراؑ کی عطاؤں پر

شام غریباں

(ندیم سرور)

یاد عباسؑ سر شام غریباں آید
دختر حضرت شبیرؑ خراساں آید

بے کسی کیسی عیاں تھی بن میں
لاشے پامال ہوئے جب رن میں
آگ زہراؑ کے لگی گلشن میں
یاد عباسؑ تھی اور اہل حرم
اے خدادست کرم

قاسمؑ و اکبرؑ و عباسؑ کجا رفتند آہ
ہائے در دشت بلا یاد شہیداں آید
قاسمؑ و اکبرؑ و عباسؑ نہیں
کچھ بھی سینے میں بجز یاس نہیں
اب تو جینے کی بھی کچھ آس نہیں
سایہ افگن نہیں غازی کا علم
اے خدا دست کرم

یاں کسے نیست کہ آید پئے امدادِ حرم
ایں سفینہ طرفِ یورشِ طوفاں آید

کوئی امداد کو آئے کیونکر

کٹ گئے اکبرؑ و عباسؑ کے سر
غم کا طوفان یہ اور یاد پدر
چاروں جانب سے بڑھے رنج و الم
اے خدا دست کرم

سیلیٔ شمر[لعہ] بہ رخسار سکینہؑ صد حیف
چوں بہ ظلم و ستم آں دشمن ایماں آید

ہائے وہ پھول سے رخسار تیرے
شمر[لعہ] نے جس پہ طمانچے مارے
نیل رخسار کے دیکھے نہ گئے
رویا نیزے پہ سر شاہ اُمم
اے خدا دست کرم

حیف آں عالم غربت کہ سکینہؑ گریاں
یادِ الطافِ پدر بہ غم و حرماں آید

دشت غربت میں سکینہؑ کی فغاں
بابا ڈستا ہے اندھیرا زنداں
جلد آؤ کہ نکل جائے نہ جاں
آپ کی یاد میں مرجائیں گے ہم
اے خدا دست کرم

می کُشد نالہ ز حسرت سر دربار یزید[لعہ]
بے محابانہ خیالِ درِ زنداں آید

سر دربار فغاں زینبؑ کی
قید کوفے میں ہوئی بنت علیؑ
لحد شاہ نجف ہلنے لگی
اشک زینبؑ کے جو برسے پیہم
اے خدا دست کرم

تحفہ اشک عزا پیش کنم من بہ خلوص
آہ ایں نوحۂ غم بر لب ریحانؔ آید

ہے بھی کیا سرورؔ و ریحانؔ کے پاس
ان کی دولت ہے یہی غم کی اساس
آپ کی نظر جناب عباسؑ
یک آواز ہے اور ایک قلم
اے خدا دست کرم

لبیک! لبیک! لبیک!۔ یا امامؑ (ندیم سرور)

لبیک، ! لبیک، ! لبیک ! یا امامؑ
آیئے ! یا بارہویں امامؑ
کیجئے ! ظہور یا امامؑ
بڑھ رہی ہیں ظلم و جبر کی مہیب آندھیاں
گر رہی ہیں مومنوں کے قلب و جاں پہ بجلیاں
اُٹھ رہی ہیں دین مصطفیٰ کی سمت انگلیاں
حجّت خدا ہیں آپ دیں کو دیجیے اماں
ہر قدم پہ اب تو ایک کربلا ہے یا امامؑ !
کیجئے ! ظہور یا امامؑ.....

ہر برس عریضے موج کے سپرد کرچکے
زخم انتظار سے جگر ہمارے بھر چکے
کتنے لوگ جی رہے ہیں کتنے لوگ مر چکے
ضبط کے تمام راستوں سے ہم گزر چکے
لب پہ آپ کے ظہور کی دعا ہے یا امامؑ !
کیجئے ! ظہور یا امامؑ.....

چودہ سو برس سے ظلم سہہ رہے ہیں یا امامؑ
راز کربلا ہر اک سے کہہ رہے ہیں یا امامؑ
شہہ کے غم میں اشک اب بھی بہہ رہے ہیں یا امامؑ
ظلم کے مقابلے پہ ڈٹ گئے ہیں یا امامؑ
آپ کا جو دل کو ایک حوصلہ ہے یا امامؑ !
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

جَد ہیں آپ کے علیؑ، علیؑ ہیں شیر کبریا
سیرت بتول کیا ہے، آپ کا ہے مدرسہ
درس صبر آپ نے حسینؑ ہی سے ہے لیا
خاتمہ کریں گے آپ آ کے ظلم و جبر کا
ساتھ آپ کے دعائے سیدہؑ ہے یا امامؑ
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

غیب پر یقین نہیں جسے وہ منکر خدا
جس کو غیب پر یقین ہے وہ پڑھے گا لا الہ
لاالہ پڑھ کے ہوگیا رسول آشنا
جو رسول آشنا ہے وہ محبّ ہے آپ کا
یہ نبی کا اور خدا کا فیصلہ ہے یا امام
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

ایک دو نہیں کئی جواں شہید ہوگئے
کربلائے عصر میں ستم مزید ہوگئے
ظلم کے تمام سلسلے شدید ہوگئے
پیروئے یزید آج خود یزید ہوگئے

آپ کا حسینیوں کو آسرا ہے یا امام
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

ماؤں نے پسر، بہن نے بھائی نذر کردیئے
بچے بھی شہید ہوئے سہاگ بھی اجڑ گئے
باپ نے غم حسینؑ میں لہو جگر کیے
جاری آج بھی ہیں مجلس عزا کے سلسلے
آیئے کہ پنجتن کا واسطہ ہے یا امام
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

لاش جب حسینؑ نے اٹھائی تھی جوان کی
قبر جب بنائی تھی صغیرؑ بے زبان کی
آنکھ نم ہوئی تھی جب زمین و آسماں کی
یاد ہے وہی گھڑی حسینی امتحان کی
اپنا غم اسی سبب بھلا دیا یا امامؑ
کیجئے ! ظہور یا امامؑ......

السلام علیک یا امام عصر و الزماںؑ
الامان ! الامان ! اے امام اِنس و جاں
العجل ! العجل ! اے شریکۃ القرآن
آپ کے ظہور کا ہے منتظر سبھی جہاں
سرور و ریحانؔ کی بھی یہ صدا ہے یا امامؑ

آرزو کربلا (ندیم سرور)

جانے والا کربلا کے، لے چل مجھے
روضہ شبیرؑ پر دوں گا دعا لے چل مجھے

جس جگہ جاگی قسمت حُر کی وہ دیکھوں گا میں
عاصیوں پر کیسے ہوتی ہے عطا، لے چلے مجھے

اس قدر نادار ہوں، زِادِ سفر کچھ بھی نہیں
دوش پر اپنے بٹھا کے اے ہوا، لے چل مجھے

ہے جہاں گنجِ شہیداں، ہے جہاں نہرِفرات
جس جگہ سیدؑ میرا پیاسا رہا، لے چل مجھے

جس جگہ عباسؑ کے بازو قلم ہو کر گرے
اس جگہ میں بھی کروں ماتم، لے چل مجھے

دل الجھ کر آگیا برچھی میں اکبرؑ کا جہاں
دل وہاں بھی کروں اپنا فدا، لے چل مجھے

مسکرا کر تیر کھا کر سوگیا اصغرؑ جہاں
خوں جہاں چہرے پہ سرورؑ نے ملا، لے چل مجھے

جل گئے شامِ غریباں میں جہاں خیمے تمام
جس جگہ ننھا سا اک جھولا جلا، لے چل مجھے

ہائے وہ مقتل جہاں بالی سکینہؑ رات میں
ڈھونڈتی پھرتی تھی سینہ باپ کا، لے چل مجھے

سرورؔ و ریحانؔ ہر مجلس میں کرتے ہیں دعا
حق وہیں نوحوں کا اب ہوگا ادا، لے چل مجھے

عزاداری مظلوم

(ندیم سرور)

نہ دل روتا، نہ غم ہوتا، نہ ایسا کہیں ماتم ہوتا

شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی
مظلوم کی دنیا میں طرفداری نہ ہوتی
اللہ اگر ذوقِ عزا ہم کو نہ دیتا
ہر سال محرم کی یہ تیاری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

کیا فائدہ آنکھوں کا رہ جاتا ذرا سوچو
ان آنکھوں میں مولاؑ کی جو غمخواری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

سوتا نہ اگر سر کو کٹا کر میرا مولاؑ
اسلام کی قسمت میں، یہ بیداری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

دو روز بھی جنّت میں رہنا ہمیں مشکل تھا
زہراؑ تیرے بچوں کی جو سرداری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

شبیرؑ کا مقصد جو سمجھ لیتا زمانہ
قرآن کو سمجھنے میں، یہ دشواری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

غازیؑ تیرے جیسا جو علمدار نہ ہوتا
دنیا میں علم ہوتے، علمداری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

کچھ روز اگر روضہ شبیرؑ پہ رہتے
تم کو کبھی جنّت کی، طلب گاری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

شرمندہ سکینہؑ سے اگر ہوتا نہ پانی
یہ رسم سبیلوں کی، کبھی جاری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

ناموس محمدؐ کو جو پہچانتی دنیا
زینبؑ کے کھلے سر پہ، یہ سنگ باری نہ ہوتی
شبیرؑ اگر تیری عزاداری نہ ہوتی

جنّت میں قدم رکھتے نہیں سروؔر و ریحاںؔ
جنّت میں جو مولاؑ کی عزاداری نہ ہوتی

عباسؑ میرلشکر۔ عباسؑ میرلشکر (ندیم سرور)

''عباس کہتے ہیں''۔ ''مجھے عباسؑ کہتے ہیں''
میں قمر بنی ہاشم ہوں سردار ہوں میں لشکر کا
شبیرؑ میرا آقا ہے میں بیٹا ہوں حیدرؑ کا
مسلک میں وفاداری ہے منصب میں علمداری ہے
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

زہراؑ نے کہا ہے بیٹا ہے سارے عرب میں چرچا
شبیرؑ کے دل کی طاقت ہوں چاند بنی ہاشم کا
میں کرب و بلا کا حیدرؑ جبریلؑ بچالیں شہہ پہ
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

وہ جاہ و حشم رکھتا ہوں شانوں پہ علم رکھتا ہوں
لو روک سکو تو روکو دریا میں قدم رکھتا ہوں
میں حشر بپا کردوں گا سر تن سے جدا کردوں گا
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

مجھ کو بھی امامت ملتی توقیر میری بڑھ جاتی
پی لیتا جو شیر زہراؑ کونین میں تھی سرداری
ہوں اپنے پدر کا ثانی پتھر سے نچوڑوں پانی
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

تلوار ہیں میرے بازو ہے مجھ میں وفا کی خوشبو
میں دیکھ نہیں سکتا ہوں • زینبؑ کی نظر میں آنسو

گر غیض میں آ کر دیکھوں پانی میں آگ لگا دوں
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

پرچم یہ میرے بابا کا تاحشر رہے گا اونچا
خیبر میں ملا بابا کو اور آج ہے میں نے پایا
پرچم نہ یہ جھک پائے گا ہر دور میں لہرائے گا
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

بے ازاں وغا آیا ہوں تلوار نہیں لایا ہوں
ٹھوکر میں ہے میرے پانی سہ روز کا میں پیاسا ہوں
بہتا ہے لہو بہہ جائے بس نام وفا رہ جائے
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

بچوں کو تسلی دے کر میں آیا ہوں دریا پر
بچوں کی آس نہ ٹوٹے بس ایک دعا ہے لب پر
پانی جو نہ پہنچاؤں گا خیمے میں نہیں جاؤں گا
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

جو تیر بھی ہیں ترکش میں پیوست کرو نس نس میں
پر مشک پر وار نہ کرنا پھر بات نہ ہوگی بس میں
بازو بھی کٹا سکتا ہوں میں خوں میں نہا سکتا ہوں
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

عباسؑ جری کا روضہ ہے اہل وفا کا کعبہ
اک روز ریحان و سرور ہم نے بھی یہ منظر دیکھا
کہتا ہے کوئی دریا پر سب جائیں پیاس بجھا کر
عباس کہتے ہیں۔ مجھے عباسؑ کہتے ہیں

مجلس حسینؑ

(ندیم سرور)

چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے
یہ مجلس حسین علیہ السلام ہے

یہ مجلسیں ہیں حمد خدا نعت مصطفیٰ
ان مجلسوں میں ہوتا ہے قرآن لب کُشا
ان مجلسوں سے ملتا ہے جنت کا راستہ
ان مجلسوں کی ہوتی ہے کچھ ایسے ابتداء

ذاکر کے لب پہ پہلے خدا کا کلام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ان مجلسوں میں ہوتی ہے انسانیت کی بات
ذکر غم حسینؑ ہے وحدانیت کی بات
یہ مجلسیں رسولؐ کی حقّانیت کی بات
رد کرتی ہیں یہ مجلسیں سفّیانیت کی بات

ان کے سبب تو حُر بھی علیہ السلام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

جس گھر میں فرش غم یہ بچھا ہے حسینؑ کا
گویا کہ اہتمام ہے گریہ کا بین کا
ہے سوگ جس جگہ بھی شہہؑ مشرقین کا
خود پُرسہ زہراؑ لیتی ہیں اس نورعینؑ کا

رونا ثواب جس پہ نہ رونا حرام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ہر عہد کے یزیدؔ سے یہ انتقام ہے
مظلوم کی زبان ہے، دل ہے، مزاج ہے
اشک غم حسینؑ تو پلکوں کا تاج ہے
اسلام کی بقا تو حسینی سماج ہے

پانی بتولؑ اس کی محافظ امام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ان مجلسوں کو اجر رسالتؐ کہا گیا
روز ازل سے رونے کو فطرت کہا گیا

دل کی لغت میں اس کو محبت کہا گیا
یعنی اسے بتولؑ کی سنّت کہا گیا

ہر رونے والی آنکھ کو میرا سلام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

اک مجلس عزا جو ہوئی مُلک شام میں
زینبؑ نے صف بچھائی تھی یاد امام میں
آنسو چھپے ہوئے تھے شہیدوں کے نام میں
ماتم ہوا جو یاد شہہ تشنہ کام میں

تب سے غم حسینؑ زمانے میں عام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ہر آنکھ رو رہی ہے ہر اک لب پہ آہ ہے
کس نے کہا حسینؑ پہ رونا گناہ ہے
اشکوں سے ہم نے پائی یہ جنت کی راہ ہے
شاہد رسولؐ بھی ہیں خدا بھی گواہ ہے

اہل عزا کے واسطے کوثر کا جام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ان مجلسوں میں صورت افسردہ لے کے آ
سن کر غم حسین یہاں اشک بھی بہا

ان مجلسوں میں ڈھالی گئی رُوح کربلا
اشک عزا کو ملتا ہے رومال سیدہؑ

اے رونے والے کتنا بڑا یہ انعام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

مجلس میں ذکر بالی سکینہؑ کیا کرو
پانی پیو تو یاد شہہؑ کربلا کی ہو
مجلس میں تذکرہ علی اصغرؑ کا جب سنو
اک آہ سرد بھر کے، تڑپ کر یہی کہو

اصغرؑ بڑا شہیدوں میں تیرا مقام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

اکبرؑ کی نوجوانی تو قاسمؑ کی کم سنی
دریا کنارے خیمے تھے خیموں میں تشنگی
بازو کٹائے سوتا تھا دریا پہ اک جری
شام غریباں حضرت سجادؑ پر غشی

بعد حسینؑ وقت کا وہ جو امام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

ہو کر اسیر کوفے کی شہزادیاں چلیں
بالوں سے منہ چھپائے نبیؐ زادیاں چلیں

لے کر یزیدِ وقت کی بربادیاں چلیں
خطبوں سے فتح کرتی وہ آبادیاں چلیں

لرزاں علیؑ کی بیٹی سے اب ملک شام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

اس مجلس حسینؑ کا سرورؔ ہے نوحہ خواں
تھکتی نہیں ہے ذکر حسینی میں یوں زباں
گھٹی میں اشک غم کو پلاتی رہی ہے ماں
والد نے دی ہے کان میں نوحوں کی وہ اذاں

ریحانؔ جس سے سارے زمانے میں نام ہے
چشم خدا میں اس کا بڑا احترام ہے

علیؑ علیؑ

(ندیم سرور)

علیؑ حق ہے، علیؑ حق ہے، علیؑ حق ہے، علیؑ علیؑ
جدھر حق ہے ادھر مولاؑ، جدھر مولا ادھر حق ہے
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں، علیؑ علیؑ کریں
علی ولی کے نام پاک سے اگر تمہیں ہے پیار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

لکھا علیؑ پڑھا علیؑ، کہا علیؑ سنا علیؑ
پلایا ماں نے دودھ میں، بس ایک نام یا علیؑ

نگر نگر، گلی گلی، چمن چمن، کلی کلی
دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور دل سے بولو بار بار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

ملنگ کی صدا علیؑ، ہے سب کا آسرا علیؑ
کہا ہے جبریلؑ نے، فقط ہے لافتیٰ علیؑ
زمین زمین، فلک فلک، علیؑ کی ہر جگہ جھلک
قلندر و ملنگ کی زبان پہ ہے یہی پکار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

غدیر اور مباہلہ، خدا کا گھر ہو یا کساء
نبیؐ کے ساتھ ساتھ ہیں، علیؑ بحکم کبریا
قدم قدم، لئے علم، نبیؐ کے ساتھ دَم بدَم
علیؑ چلے ہیں اسطرح، کہ ماں کے ساتھ شیر خوار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

خدایا کیسا معجزہ ہے، علیؑ کے نام کو دیا
کہ جس نے یا علیؑ کہا، بلند مرتبہ ہوا
علی کے گُن جو گائے گا، کمالِ فن وہ پائے گا
ملے گی نُصرت علیؑ، تو فتح ہوگی ہمکنار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

وسیلہء نجات ہے، شعور دینیات ہے
خدا کے ساتھ ہے علیؑ، خدا علیؑ کے ساتھ ہے
خدا ! خدا ! علیؑ ! علیؑ، صدا جو حرف میں ڈھلی
علم نبیؐ نے دے دیا، خدا نے بھیجی ذوالفقار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

نظر جو کربلا گئی، تو روح تھرتھرا گئی
گلے پہ تھی حسینؑ کے، بقائے دین میں چھری
زباں ! زباں، جگر ! جگر ! حرم تمام نوحہ کر
پکارتی تھیں بیبیاں، تمام ہو کے اشک بار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

رِدا سروں سے چھین گئیں، بچا نہیں ستم کوئی
علیؑ کی بیٹیوں کے جب، رسن گلوں میں بند گئیں
بُکا بُکا، فُغاں فُغاں، فضا تھی سب دُھواں دُھواں
علی کی پیاری بیٹیاں پکاریں ہو کے بے قرار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

اسیر غمزدہ حرم جگر کے خوں سے آنکھ نم
قدم قدم پہ سختیاں قدم قدم نئے ستم
لُہو ! لُہو ! دل و جگر ! بڑا عجیب تھا سفر
تھے آبلے جو پاؤں میں تو آبلوں میں لاکھ خار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

الم شدید ہیں بہت، ابھی یزید ہیں بہت
کئے یزید عصر نے، جواں شہید ہیں بہت

اُٹھو ! اُٹھو، چلو ! چلو، علم علیؑ کا تھام لو
مٹا دو خاک میں چلو یزیدوں کا اقتدار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

علیؑ کی ساری زندگی، منافقت کی موت تھی
سمجھ میں جس کی آ گیا، علی کا طرزِ زندگی

نفس نفس، قدم ! قدم، علیؑ کے عشق کی قسم
امام عصر کا اسے ریحانؔ ہوگا انتظار
آؤ سب علیؑ علیؑ کریں......علیؑ علیؑ

یہ شامِ غریباں ہے

(ندیم سرور)

وہ خیمے جل رہے ہیں، یہ شام غریباں ہے
یہ بن میں بکھری لاشیں، اب شام کا زنداں ہے

اک دوپہر میں اجڑا، گھر ایسے فاطمہؑ کا
تھے جس جگہ پہ خیمے، اب اس جگہ دھواں ہے

اکبرؑ نے جب اذاں دی، یہ بے کسی کہاں تھی
وہ صبح کی اذاں تھی، یہ شام کی اذاں تھی

بے سر کوئی نمازی، بے دست کوئی غازیؑ
سینے میں اک جواں کے، ٹوٹی ہوئی سناں ہے

پہرا بدل گیا ہے، زینبؑ ہے کربلا ہے
زینبؑ کے ہاتھ میں اب، عباسؑ کا نشاں ہے
کیا ڈھونڈتی ہے سینہ، آ پاس آ سکینہؑ
سینے پہ سونے والی، بابا تیرا یہاں ہے

مولا علیؑ جو آئے، زینبؑ پکاری ہائے
گھر لٹ گیا ہے بابا کنبہ لہو لہاں ہے

اب شام کا سفر ہے، ہر بی بی ننگے سر ہے

بے جرم قیدیوں کا، سجادؑ سارباں ہے

بازار شام دیکھا، دربار شام دیکھا
شام غریباں ہر دم، زینبؑ کی نوحہ خواں ہے

ریحانؔ ہوں کہ سرورؔ، ہیں سیدہؑ کے نوکر
اک نوحہ گو ہے ان کا، اک ان کا نوحہ خواں ہے

......☆......☆......

دیکھو! اے کوفیو

(ندیم سرور)

دیکھو! اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں
سر ننگے! مجھے کیوں ہے پھرایا؟ میں وارث تطہیر ہوں

آل احمد کا تماشا دیکھنے آئے ہو کیوں؟
اپنی غیرت کا جنازہ دیکھنے آئے ہو کیوں؟
بے بدن نیزوں پہ لاشہ دیکھنے آئے ہو کیوں؟

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

جس کا سجدہ قلب یزداں میں سمایا وہ حسینؑ
گر کے گھوڑے سے زمین پر جو نہ آیا وہ حسینؑ
سر پہ اپنے جس کو تیروں نے اٹھایا وہ حسینؑ

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں
پوچھتے ہو مجھ سے رونے کا سبب اہل جفا
ہیں تمہاری عورتیں پردے میں اور میں بے ردا
میرے بچے، میرا بھائی، بے خطا مارا گیا
میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

بے کفن جلتی زمین پر آج بھی سوتا ہے جو
اشک کی کھیتی۔زمین پرآج بھی بوتا ہے جو
بے ردائی پر میری نیزے پہ بھی روتا ہے جو

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

وہ پس گردن سے جس کو تیرا ضربیں مار کر
کاٹ کر سر لاش بے سر چھوڑ دی خاک پر
پھر اسی کی لاش پر لے آئے مجھ کو ننگے سر

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

جس کا غازیؑ، سو گیا دریا کنارے تشنہ لب
کٹ گئے، بازو جری کے اور کیا ہوگا غضب
بے ردا میں ہوگئی ہوں جس کے مرنے کے سبب
میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں

دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

بوڑھے کاندھوں پر اٹھا کر لایا جو اکبرؑ کی لاش
دفن کردی جس نے جلتی خاک میں اصغرؑ کی لاش
بے کفن، بے گور ہے جس شاہ بحروبر کی لاش

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

شام کے دربار میں ریحانؔ تھی آہ و بکا
بے کفن بھائی کی بے چادر بہن نے جب کہا
اے خدائے لم یزل بے گور ہے بھائی میرا

میں اسی مظلومؑ کربل، کی دُکھی ہمشیرؑ ہوں
دیکھو اے کوفیو، میں زینبؑ دلگیر ہوں

......☆......☆......

بابا وزینبؑ

(ندیم سرور)

شام غریباں، زینبؑ تنہا
گھور اندھیرا، موت کا سایہ، بادل بن کے سر پہ
چھایا
آوازیں ٹاپوں کی اُبھریں
کون چلے خیموں کی جانب، تیز قدم سے چلتا آیا
پونچھ کے آنسو زینبؑ دیکھے
دیکھتی کیا ہے اس کا بابا

باپ کے سینے پر سر رکھ کر
بلک بلک کر، تڑپ تڑپ کر، ایسا روئی، روئی، روئی
نہ رو زینبؑ نہ رو
میرے جگر کے ٹکڑے نہ رو

میں کیسے نہ روؤں باباؑ
میں اُجڑ گئی باباؑ
میرا اکبرؑ، میرا اصغرؑ، میرا غازیؑ، تیرا دلبر
میں اُجڑ گئی باباؑ
مانگیں اک دن میں، گھر اُجڑا، رہے بھائی، نہ بیٹا
میں اُجڑ گئی باباؑ
میں بے کس، میں مُضطر پردیسی، میں بے گھر
میں اُجڑ گئی باباؑ
مارا ہے، اعدا نے، پیاسوں کے، لشکر کو
میں اُجڑ گئی باباؑ
گیا غازی، دریا پر گرے بازو کٹ کٹ کر
میں اُجڑ گئی باباؑ
سرورؑ پہ چلا خنجر، میں ہوگئی بے چار
میں اُجڑ گئی باباؑ
ایک چادر میں دیکھا، قاسم کا جب لاشہ
میں اُجڑ گئی باباؑ
زنداں میں جانا ہے، رسی ہے شانہ ہے
میں اُجڑ گئی باباؑ
ریحانؔ و سرورؔ کا پُرسا ہے یہ نوحہ
میں اُجڑ گئی باباؑ

حسینؑ اور اصحاب حسینؑ

عاشور کی شب کہتے تھے اصحاب سے شبیرؑ
اصحاب میرے تم ہو میری روح کی تنویر
کل صبح میرے حلق پہ چلنے کو ہے شمشیر
کل خاک میرے خون سے ہوجائے گی اکسیر

دیتا ہوں اجازت تمہیں جان اپنی بچالو
میں شمع بجھا دیتا ہوں جانا ہے تو جاؤ

اصحاب حسینؑ نے سنی شہہ کی یہ تقریر
قدموں پہ گرے کہنے لگے مضطرو دلگیر
اے ابن علیؑ ابن نبی حضرت شبیرؑ
دیں حکم تو خود پھیر لیں حلقوم پہ شمشیر

پروانے تو شمع پہ فدا ہو کے رہیں گے
جو قرض ہیں ہم پر وہ ادا ہو کے رہیں گے
شہہ بولے یہ اعدا ہیں میرے خون کے پیاسے
ان لوگوں نے دھوکے سے کئی خط مجھے لکھے
یہ کوفی و شامی ہیں سدا دیتے ہیں دھوکے
تم لوگ نکل جاؤ ابھی جان بچا کے

وعدہ ہے میرا تم سے میں جنت میں ملوں گا
نانا سے سفارش بھی شفاعت بھی کروں گا

اصحاب پکارے کہ نہیں خواہش جنت
جنت میں کہاں آپ کے قدموں کی سی راحت

جو آپ کے صدقے میں ملے جام شہادت
ہم سمجھیں گے حاصل ہوئی کونین کی دولت

خاتون قیامت کو اگر منہ ہے دکھانا
ہو کر فدا جناب پہ جنت میں ہے جانا

بولے بن ہلال زہیر اور عوسجہ
مولا تمہارے قدموں میں آئے اگر قضا
سمجھیں گے ہم نے اجر رسالت ادا کیا
سو بار ہم کو مار کے زندہ کرے خدا

سو بار تم پہ جان نچھاور کریں گے ہم
راہ نجات سے نہ ہٹائیں گے ہم قدم

تنہا علیؑ کے لال کو کس طرح چھوڑ دیں
دوزخ کی سمت اپنے مقدّر کو موڑ دیں
بہتر ہے اپنی سانس کی ڈوری کو توڑ دیں
اپنا لہو بدن سے کچھ ایسے نچھوڑ دیں

دست اجل بتولؑ کے بیٹے سے دور ہو
ہم سرخرو ہوں مہدیؑ کا جس دن ظہور ہو

القصّہ شہہ کو چھوڑ کے کوئی گیا نہیں
گو کہ چراغ خیمہ بجھا دل بجھا نہیں
بولے حسینؑ تم سا کوئی باوفا نہیں
نانا کو میرے ایسا صحابی ملا نہیں

اس امر پر گواہ اذاں ہے نماز ہے
میرے صحابیو مجھے تم پہ ناز ہے

ایک ایک کر کے شہہ پہ فدا ہوگئے تمام
کوثر پہ پہنچے سارے شہادت کا پی کے جام
شبیرؑ کا تھا فیض ملا ان کو وہ مقام
زینبؑ نے بھی خلوص سے بھیجا انہیں سلام

انصار شاہ دین بڑا کام کر گئے
دنیا میں عام دین کا پیغام کر گئے

پھر اس کے بعد سجدہ آخر کی تھی گھڑی
ھل من مغیثاً کی صدا بن میں گونج اٹھی
ابن علیؑ کے حلق پہ شمشیر چل گئی
بھائی پہ تیغ چلتی بہن دیکھتی رہی

نوک سناں پہ قاری قرآں تھا لب کشا
نانا جو تم سے وعدہ تھا وہ پورا کردیا

ریحانؔ اعظمی پہ کرم ہے بتولؑ کا
جاری میرے قلم سے ہے نوحوں کا سلسلہ
میرے قلم کی روح میں شامل ہے کربلا
جو بھی لکھا ہوا وہی مقبول بارگاہ
زہراؑ نے مجھ کو حرف کے موتی عطا کیے
میں نے وہ سارے بزم عزا میں لٹا دیتے

بس حسینؑ بس

اصغرؑ کو قتل گاہ میں لائے حسینؑ جب
روتے ہوئے فرات نے دیکھے وہ سوکھے لب
اصغرؑ کے ہونٹ سوکھے ہوئے پیاس کے سبب
دیکھے تو خود پکار کے بولا جہاں کا رب

اے جبریلؑ کہہ دو ذرا بس حسینؑ ! بس
اب امتحان ختم ہوا بس حسینؑ ! بس

سوز الم سے عرش پہ روتے تھے انبیاء
چلے میں تیر جو جوڑ رہا تھا جو حرملا
اس امتحان صبر پہ خود موت نے کہا
بانو کے مہ لقا کو بچا، بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس
عیسیٰؑ جگر فگار تھے موسیٰ تھے اشکبار
یعقوبؑ دے رہے تھے صدا رو کے بار بار
کرب و بلا میں تھی یہی ایوبؑ کی پکار
منہ کو کلیجہ آنے لگا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس
کہتے تھے نوحؑ اپنے سفینے کو چھوڑ کر
گردش میں آ نہ جائیں کہیں پھر سے بحر و بر

سر کو جھکا کے کہتے تھے یونسؑ بچشم تر
منظر ہے دردناک بڑا بس حسینؑ ! بس
اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

سلیمانؑ اپنے تخت ہوائی پہ روتے تھے
یوسفؑ یہ ظلم دیکھ کر بے ہوش ہوتے تھے
داؤد کشت قلب میں اشکوں کے بوتے تھے
آدم کی آرہی تھی صدا بس حسین ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

تڑپا جو تیر کھا کے وہ بانو کا نونہال
اصغرؑ کے خون سے چہرہ سرور ہوا جو لال
کہنے لگا رسولؐ سے تب رب ذوالجلال
کہیئے کہ ضبط حد سے بڑھا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

زہراؑ لحد سے آگئیں کرتی ہوئی بکا!
مولا علیؑ نجف سے چلے غم میں مبتلا
کہتے تھے خاک اڑا کے حسینؑ وا مصیبتا
کوہ الم زمین پہ گرا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا بس حسینؑ ! بس

حوریں تڑپ رہی تھیں بہشت بریں میں سب

کہتے تھے ساکنانِ جناں ہوگیا غضب
دن شدتِ الم سے ہوا جارہا تھا شب
بولی زمین کرب و بلا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

زینبؑ جو اپنے بچوں کے مرنے پہ چُپ رہی
جو واقفِ مزاجِ شہہ تشنہ کام تھی
اس وقت اس کے صبر کی دیوار گرگئی
بولی گرا کے سر سے رِدا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

اُم ربابؑ جھولے سے لپٹی یہ کہتی تھیں
یارب مجھے عزیز ہے اصغرؑ کی زندگی
کچھ بھی تیری کنیز نے مانگا نہیں کبھی
دے حکم شہہ کو میرے خدا بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

آخر ریحانؔ اعظمی دی رب نے یہ صدا
اے امتحان صبر کی شبیرؑ انتہا
جبریلؑ بولے اب ہے یہی مرضی خدا
کرب و بلا سے عرش پہ آ، بس حسینؑ ! بس

اب امتحان ختم ہوا، بس حسینؑ ! بس

اپنے بچوں کے لیے
الیکٹرونک کاپی
بنائی

سید نذر عباس
23.5.2004